اِک نگہِ احتساب

پروفیسر احمد رفیق اختر

اِک نگہِ احتساب

پروفیسر احمد رفیق اختر

(تالیف: سید انجم محمود گیلانی)

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

پیشِ خدمت ہے "کتب خانہ" گروپ
کی طرف سے ایک اور کتاب

پیشِ نظر کتاب فیس بک گروپ "کتب خانہ" میں بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے۔ گروپ کا لنک ملاحظہ کیجیے :

https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share
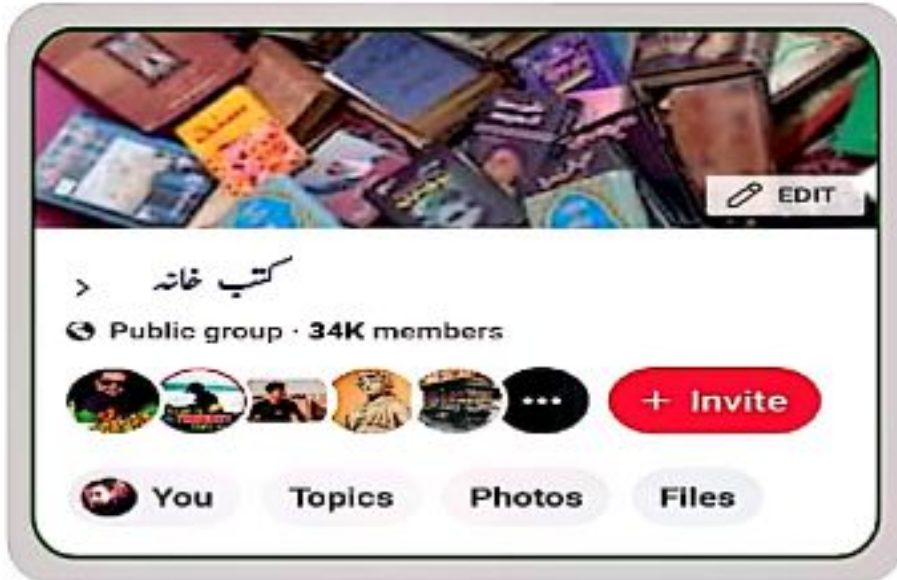
عقاب : +923055198538

محمد اطہر اقبال : +923340004895

محمد قاسم : +971543824582

میاں شاہد عمران : +923478784098

میر ظہیر عباس روستمانی : +923072128068

میں اُن کا غم محسوس کرتا ہوں

جو خدا کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

کائنات کی سب سے بڑی سچائی ابہام کی شکار ہے۔

طلسمِ ہوشربا میں کلیدِ کشاد ناپید

اُن کے نام

یہ چند الفاظ

اللہ ہم سب کو اپنی طرف

ہدایت بخشے۔

نگارتسلسل

پیش لفظ

فکرِ جدید کی کوکھ سے تصورِ خدا پر جو اعتراضات سامنے آئے اس سے تشکیل پانے والے تشکیک کے مناظر نے روایتی مذہبی اعتقادات کے خدوخال کو دھندلا دیا۔لیکن اس کا اعزاز فکرِ جدید کی برتری کو نہیں بلکہ مذہبی فکر کے نمائندگان کی کم علمی اور کم نظری کو جاتا ہے۔کیوں کہ ان کا مطالعہ ناکافی ،نظر محدود اور فکرِ جدید کے حامل افراد کے انداز استدلال سے کم آگاہی تھی۔اس پر ستم یہ ہوا کہ مذہب کے علم برداروں نے قرآنی استدلال کو اثباتِ حق کیلئے بروئے کار لانے کی بجائے مذہبی فروعات میں اپنے اپنے مؤقف کو صحیح ثابت کرنے میں صرف کیا۔

یوں مذہبی گروہوں کے علماء نے ایک ہی ماخذ یعنی قرآن وسنت سے اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کیلئے غیر منطقی تاویلات کے انبار لگا دیے۔ایک عام مسلمان جو کسی حد تک جدید علوم سے تو آگاہ تھا لیکن مذہبی علوم سے اس حد تک واقف نہ تھا کہ اپنے ایمان کا دفاع کر سکتا،تشکیک کے صحرا کا مسافر ہوا اور مذہبی گروہوں کے باہمی اختلافات کے باعث بے دلی اس کا زادِ راہ بنی اور کئی اذہان ایمان سے تشکیک تک کا سفر کرنے کے بعد لقمۂ الحاد بنے۔یہ صورتِ حال مسلم اُمہ کیلئے مضر ثابت ہوئی اور لادینی عناصر نے اسے مذہب کے خلاف ایک دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مذہب کو ambiguous, inconsistent اور decadent قرار دے دیا۔

پروفیسر احمد رفیق اختر نے مذہبی فکر میں پیدا ہونے والے اس ابہام اور تشکیک کے بنیادی اسباب کا تجزیہ کیا اور قرآنی استدلال اور حدیث پر مبنی تشریحات سے اس ابہام وتشکیک کا مؤثر اور مدلل سدِ باب کیا۔پروفیسر صاحب کا اندازِ استدلال عام فہم ہونے کے ساتھ زبان وبیان کے ایسے اعلیٰ معیار کا حامل ہے جس نے اسے عام وخاص میں یکساں پذیرائی بخشی ہے۔وہ اپنی اس علمی کاوش میں علم وعمل،ذکر وفکر اور دیگر سماجی ومعاشرتی پہلوؤں کا بھی بھرپور احاطہ کرتے ہیں۔

میری رائے میں انہوں نے مذہب کے بنیادی مقصد یعنی وجودِ خداوند کا عقلی و فکری اثبات کرنے کے بعد اسے ترجیحِ اول بنانے کا سبق اتنا عام فہم بنا دیا ہے کہ مجھ سے عام انسان بھی قربتِ خداوندی کی آرزو کرنے کے قابل ہونے لگے ہیں۔ انہوں نے ماضی کے علوم پر گہری نظر ڈالی، عہدِ حاضر کے علوم کی حسبِ ضرورت تحصیل کی اور مستقبل کیلئے اشارات دے رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس اندازِ فکر و عمل کو اتنا عام کیا جائے کہ بندگانِ توحید آنے والے وقتوں میں کسی بھی فکری ابہام کا شکار نہ ہونے پائیں۔ زیرِ نظر کتاب ''اک نگہِ احتساب'' صحرائے تشکیک میں سرگرداں متجسس اذہان کیلئے مددگار ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر عبدالجلیل خواجہ

Redditch-UK

مذہبی فکر میں ابہام اور اس کا حل

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

(الاسراء:80)

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الصٰفٰت:180-83)

خواتین وحضرات! ویسے تو اس جیسی نعت پہ میں ہزاروں تیج قربان کر سکتا ہوں۔ وہ ایک پرانڈ ہے دنیاوی زمینی ملکی۔ مگر پتہ نہیں کب سے میں نے بھارت کو اپنا حریف سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔ مجھے نہیں پتا آپ اس کانسیپٹ پر کیوں اتنے sticky ہو رہے ہو۔ infact اگر میں اللہ کی آیات پہ جاؤں تو وہ کہتا ہے ہم تو کافر کو اتنا کچھ دے دیتے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں ان کے درو دیوار سونے کے کر دیں، چاندی کے کر دیں۔ تو حکمت یہ ہے مسلمان بیچارہ مرے گے، پریشان حال ہو، صبر کرے اور خدا پہ بھروسہ رکھے۔ ہندو کے پاس اس کے سوا ہے کیا جس پہ وہ بھروسہ رکھے گا؟ سو خدا کہتا ہے میں اس لیے ان کو خوشیاں دیتا رہتا ہوں اور دنیا میں ان کو آسانیاں اس لیے دیتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہیں گے اے اللہ ہم نے تم کو مانا نہیں تھا، تم نے دنیا میں بھی کچھ نہیں دیا۔ اس لیے یہ مقابلے نہ کیا کرو۔ یہ ہمارے حریف نہیں ہیں۔ ہمارا حریف ہماری اپنی ذات ہے۔

یہ لیکچر کیوں ہے؟ یہ صرف اس لیے ہے کہ جب آپ اپنے اردگرد غور کرتے ہو، تعلیمات پہ غور کرتے ہو، ہر روز مشروم کی طرح اگتا ہوا ایک نیا فرقہ اور طبقۂ خیال دیکھتے ہو تو آپ کے ذہن میں سب سے بڑی ambiguity پیدا ہوتی ہے۔ ambiguity جنرلی ہم کہتے ہیں ذومعنی چیزوں کو یا جس کے معنی بدل سکتے ہوں، جن میں بہت سارے معنی شامل ہو سکتے ہوں، جس میں غیر یقینی حالات ہوں، جو uncertain ہو اور finally confusing ہو۔ مگر مذہب میں سب سے بڑی ambiguity نہ گرائمر میں ہے نہ قرآن میں ہے۔ قرآن دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ میں کوئی اختلافی سٹیٹ منٹ نہیں ہے۔ میں بالکل واضح، کلیئر، ہر بات کھول کھول کر بیان کر رہا ہوں تاکہ تمھیں کسی قسم کا ذہنی اور عقلی مغالطہ نہ پڑے۔ پھر مسئلہ یہ ہے ہمارے لیے آپ کے لیے اُن لوگوں کے لیے جو شاید دانشور سمجھے جاتے ہوں اور ان لوگوں کے لیے بھی تعلیماً بڑے عاجز سمجھے جاتے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہر گروہ فکر اسی قرآن کا اور اسی حدیث کا حوالہ دیتا ہے۔ تمام لوگ جو نئے نئے خیال لے کے اُٹھتے ہیں اور مذہب میں نئے نئے گروپس تشکیل دیتے ہیں۔ ان تمام کا جو مآخذ ہے جو ملجا ہے جو منبع ہے وہی قرآن ہے جو ایک گروہ quote کر رہا ہے اور دوسرا بھی وہی quote کر رہا ہے۔ جب ہم اس کنفیوژن کو دیکھتے ہیں تو پھر ہمیں کہا جاتا ہے، دو چار دعاوی ایسے ہیں جس کے تحت جنرلی مسلمان بہت کنفیوز ہوتا ہے کہ ہر آنے والا فرقہ ناجیہ ہوتا ہے۔ ہر آنے والا گروپ اس خیال سے اٹھتا ہے کہ میں واحد نجات دہندہ ہوں اس قوم کا ملت کا اُمت کا۔ یہ تو خیر امید ہوئی۔ مگر خوف یہ دیتے ہیں کہ اگر تم نے ہمیں جوائن نہیں کیا اگر تم ہمارے ساتھ شریک حال نہ ہوئے تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ چلو امید تو بندہ چھوڑ سکتا ہے۔ اب جہنم کے خوف کو کہاں لے جائے؟ مجبوراً ایک عمومی مسلمان اضطراب میں بے چینی میں کنفیوژن میں اور total ambiguity میں وقت گزارتا ہے۔ آج میں نے کوشش کی ہے کہ میں آپ پر واضح کر سکوں کہ خدا کیا چاہتا ہے اور مذہبی تقلید کس حد تک جائز ہو سکتی ہے؟ گوارا ہو سکتی ہے؟ کس حد تک ہم میں اختلاف کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ اور کہاں تک ہم اپنے ایک مضبوط مرکز سے دور جا سکتے ہیں؟ دیکھیں ہمارا مذہب کوئی آج کا نہیں ہے۔ ہمارا مذہب بہت پرانا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ نے کہا: ''شروع میں سب موحد تھے پھر بت پرستی نکل آئی۔'' جب ہم ہسٹری پڑھتے ہیں۔ ریکارڈڈ ہسٹری پڑھتے ہیں۔ جب ہم پیچھے جا کر دیکھتے ہیں تو تمام کا تمام ہمارا واسطہ

علم الاصنام سے پڑتا ہے۔ وہ آرین مائی تھالوجی ہو، انڈین مائی تھالوجی ہو، گریک مائی تھالوجی ہو، سکینڈے نیوین مائی تھالوجی ہو۔ جس جس جگہ بھی ہم پیچھے جاتے ہیں تو ہمیں بُت دیوی دیوتا نظر آتے ہیں۔ جس کی بنیاد پہ آج کا انتھروپالوجسٹ یہ decide کرتا ہے کہ شروع میں تمام لوگوں نے ضرورتِ ذات کے تحت کچھ بُت گھڑے ان کی پرستش کی پھر اُن کو توڑ اپھوڑا۔ بڑا مشہور مصرع ہے پرشین کا کہ ''تراشیدم پرستیدم شکستم۔'' میں نے خود ہی بُت تراشے خود ہی پُوجے پھر ضرورت نہ رہی تو ان کو توڑ دیا۔ مگر قرآن کو دیکھو تو قرآن بڑی عجیب اور مختلف بات کہتا ہے کہ شروع میں سب موحد تھے۔ خواتین وحضرات صداقتِ کتاب اللہ کی صداقت ہے۔ بہت پہلے میں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اگر ایک انسان ہزار بار غلطی کرے تو انسان رہتا ہے۔ وہ اپنے منصب انسانیت سے معزول نہیں ہوتا۔ بلکہ آج بھی ایک متفق علیہ جملہ اگر کتابی جملہ بولا جائے تو کہتے ہیں to error the human غلطی انسان کا منصب ہے۔ مگر اللہ کا نہیں ہے۔ If a man makes a thousand mistakes he still remains a man, but if God makes one mistake He does not remain a God. یہ یادر کھیے گا۔ پھر اگر اللہ یہ بات کہے کہ شروع میں سب انسان موحد تھے پھر بعد میں انہوں نے بُت پرستی اختیار کی تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ علم الاصنام پہ تھوڑی تحقیق کریں۔ دیکھئے یہاں میں پہلے بھی جو بہت ضروری بات کہتا چلا آیا ہوں کہ بغیر علم آپ کو قرآن کی کسی بات کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ and it's important کہ قرآن پڑھنے کا صرف اور صرف ایک مفصل اور مجمل طریقہ ہے۔ اور وہ طریقہ یہ ہے کہ قرآن سے پہلے تمام علوم کی وضاحت آپ کے پاس ہونی چاہیے۔ تاکہ بعد میں آنے والا کوئی یہ نہ کہے کہ قرآن نے پچھلی اُمتوں پچھلی سوسائٹیوں کی (نقل کی ہے)، کسی نے سومیرین، میسوپوٹیمین سویلائیزیشنز کی نقل نہیں کی ہے۔ خدا کسی کی نقل نہیں کر رہا۔ بلکہ پتہ لگے کہ قرآن جو بات کہہ رہا ہے، وہ اوریجنل ہے' فرسٹ ہینڈ ہے اور صرف وہی انفارمیشن ہے جو پورے زمانے اور جہان میں سچی ہے۔ اب question یہ ہے خدا کہتا ہے کہ سب پہلے موحد تھے۔ خواتین و حضرات مائی تھالوجی سے کچھ پیچھے جانا پڑتا ہے۔ pre mythology جانا پڑتا ہے۔ کتنا خوشگوار اور حیرت انگیز انکشاف ہوتا ہے کہ اللہ کی بات کتنی سچی ہے۔ اور خدا کی بات سے کس کی بات سچی ہوسکتی ہے؟ تمام mythologies کے end میں

ایک سنگل دیوتا ہے۔ایک سنگل خدا ہے۔وہ خدا جو تقسیم ہوا' انسان نے اپنی کمزوریوں کے تحت جسے بانٹا اور جس سے فوائد حاصل کیے۔Greek mythology کی hierarchy میں جو پانچ بڑے خدا ہیں جن میں Zeus، Aphrodite، Hephaestus، Hermes اور Mars ہے۔یہ سارے خدا ایک خدا کی پیداوار تھے جس کو ہم Chronos کہتے ہیں۔یہ Chronos کی اولاد ہیں۔اس کے پیچھے کوئی خدا نہیں ہے۔ Single God, which has been executed, distributed, divided into a family of gods and then slowly and gradually they spread into multitude. یہ ایک خدا سے نکلے ہوئے ہیں۔آریز کو آ جاؤ۔اپنے انڈین مائی تھالوجیز کو آ جاؤ۔شروع میں آپ کوئی بھی تاریخ کی کتاب' pre historic book' اٹھا کر دیکھ لو تو آرین صرف ایک خدا کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوئے۔اس کا نام اندرا تھا۔ Indra was known to be the god of thunder and the god of swag. دو اس کے aspect تھے جو آج بھی خدائے مطلق کے ہیں۔وہ خدائے کائنات تھا۔وہ جنگ و جدل کا، انعام و اکرام کا خدا تھا۔اگر میں وَن گاڈ اندرا کی specification محدود کر دوں تو آپ کے قرآن کے ایک لفظ میں آ جائیں گی ''ذوالجلال والاکرام۔'' کہ ہندوستانیوں کا یا آرین کا وہ ایک خدائے واحد جسے ہم اندرا کہتے ہیں وہ جلال واکرام کا مالک تھا اور یہی اس کی تعریف تھی۔جونہی وہ ہندوستان میں داخل ہوا قدیم نسلوں نے اس بیچارے کو کمزور سمجھا۔اللہ کے ذمہ کام بڑا تھا۔انہوں نے دو بیویاں اسے دے دیں۔ایک کا نام ''متمرا'' ایک کا نام'' وردنا'' تھا۔اگر آپ عمرو بن لحی کا کیس دیکھیں، جہاں لوگ خداوند ھبل کی پرستش کر رہے تھے۔ایا لوگاڈ چلتا چلتا عرب میں آیا تو ھبل بن گیا۔اور اس کا نام ھبل رکھا گیا۔مگر اگر آپ اس سے پہلے دیکھیں تو یہ ہوا ابراہیمؑ تھے اور خدائے واحد کے قائل تھے۔اسے مانتے تھے مگر عرب کہتے تھے خدا تھک بھی تو جاتا ہے ناں۔اس کو آرام دینے کے لیے دو خواتین اس کے پلے ڈال دیں۔لات اور منات کی پہلی دیویاں تھیں جو خدا کے ساتھ اٹیچ کر دی گئیں۔خدا ہمیشہ سے اس حقیقت کو بیان کرتا رہا کہ پہلے تم سب موحد تھے۔کیوں خدا واحد تھا؟ کیونکہ سب سے پہلا انسان جو ہے he was properly guided, instructed,

educated by Almighty Allah اور آج کے دن میں بھی ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ خدا سچا ہے۔ جو اسے تقسیم کرتا ہے جو اس کے کلام کو تقسیم کرتا ہے وہ ایک قسم کی intellectual idol worship create کرتا ہے۔ وہ ایسی نفسیاتی اور ذہنی بُت پرستی تخلیق کرتا ہے جس کو کسی قیمت پہ justify نہیں کیا جا سکتا۔

اب ہر مسلمان یہ سچائی معلوم کرنا چاہتا ہے۔ مگر جب آپ سچائی معلوم کرنے کے لیے جاتے ہو تو آپ کو پتہ ہی نہیں ہوتا مذہب کیا ہے؟ آپ تو فرقوں میں ہی سچائی ڈھونڈ رہے ہوتے ہو۔ یہ تفرقے اتنے شدید ہو گئے ہیں اور اتنی کثرت ہو گئی ہے۔ چھوٹے چھوٹے مذہبی گروہوں کی اتنی کثرت ہو گئی ہے۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ ہم لوگ بھی پڑھے۔ آپ بھی پڑھے۔ ہم سکولوں میں گئے۔ کالجوں میں گئے۔ اس یونیورسٹی میں گئے۔ اُس میں گئے۔ مگر ہم نے یونیورسٹیوں کو خدا نہیں سمجھا۔ جہاں جہاں سے علم کی کسی شاخ کا حصول ممکن تھا ہم نے حاصل کیا اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر چلے آئے۔ مگر بدقسمتی سے مذہبی تعلیم کے لیے جس درسگاہ میں بھی گیا وہ درسگاہ اس کی قائل ہو گئی۔ وہ ultimate ہو گئی۔ اس کی حکمت کا انجام ہی وہاں ہو گیا۔ اور اس نے اپنے سے آگے اس درسگاہ سے آگے سوچنے سے انکار کر دیا۔ یہ سب سے بڑی بدقسمتی تھی کہ ہم نے مذہبی درسگاہوں سے علم کے بغیر اُن کے وجود کو مستعار لے لیا۔ ہم نے اُن درسگاہوں سے caliber of understanding نہیں لیا۔ faculty of inquiry نہیں لی، ہم نے تنقید کی حس نہیں لی۔ ہم نے جستجو نہیں لی۔ ہم نے روایت اور درایت اُن سے نہیں لی۔ انہوں نے ہمیں پرکھنے کے طریقے بتانے کی بجائے اپنے آپ کو ایک finality کی shape میں ڈال دیا۔ اور حکم صادر فرمایا کہ اس دیوار کے باہر نہ کوئی مذہب exist کرتا ہے اور نہ کوئی دین اور نہ کوئی پناہ گاہ۔ یہ سب سے بڑی ٹریجڈی تھی۔ یہی کام قوم یہود نے کیا تھا۔ اگر ان کا سب سے بڑا کوئی قصور ہے تو یہی ہے انہوں نے اللہ کو محدود کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اللہ کو اپنی جاگیر بنایا۔ انہوں نے اپنے آپ کو محبوب ترین بندے ڈکلیئر کر دیا۔ The chosen seed منتخب لوگ' خدا کے محبوب لوگ۔ جب لوگ اتنے خدا کے گلے چڑھ جائیں اور محبوب ترین لوگ بننے کا دعویٰ کریں تو یہ وہ تقویٰ کی قسم ہے جسے خدا بڑی نفرت سے دیکھتا ہے:" فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى "{نجم:32} مت اپنے آپ کو متقی اور پرہیزگار کہو ہم جانتے ہیں تم کیا ہو اور کیا نہیں

ہو۔ہم تمہیں اس وقت غلاظت سے جانتے ہیں جب ایک بدبودار تنگ نہ نظر آنے والے نا قابلِ برداشت کیچڑ میں ہم نے تمہارا جرثومۂ حیات رکھا۔ اور ہم تمہیں اس وقت سے بھی جانتے ہیں جب دو کروڑ میں سے صرف دس ہزار جرثومہ رحمِ مادر میں پہنچا اور ایک جا کے بیضۂ مادر میں ڈھلا اور تم اُن پیچیدہ سی نالیوں اور گندگیوں سے گزرتے ہوئے ایک صاف ستھرے انسان کی شکل میں وجود میں آئے۔ سب سے dangerous چیز جو مذہب میں ہے، خدا کو تقویٰ کے مظاہرے سے قائل کرنا ہے۔ to try something different کی کوشش تو ہم بھی کرتے ہیں کبھی تہجد مل جائے کبھی نماز میں کچھ زائد مل جائیں کبھی نوافل مل جائیں۔ مگر وہ شخص جس نے اس کا اظہار یہ کیا کہ I should impress God۔ تو جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس سے حضورﷺ گزرے اور روزے رکھ رکھ کے حضرت کا بُرا حال ہو چکا تھا۔ آپﷺ نے فرمایا، ابن عمرؓ خدا صلہ دینے سے نہیں تھکتا تُو تھک جائے گا بھوکا مر مر کے۔ خدا صلہ دینے سے نہیں تھکتا۔ پتا نہیں کیوں مسلم اُمہ یہ ہو یا وہ ہو ایک obvious factor ہر جگہ نظر آتا ہے۔ طائرانہ سی نظر ڈالتے ہوئے ایک چیز ضرور نظر آتی ہے کہ ہماری تمام اُمت کسی نہ کسی چیز میں کمی نہ کسی زیادتی کثرت اور مبالغے کی بداعتدالی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ اور Prophet (PBUH) اُس اعتدال میں تھے جس کے بارے میں قرآن حکیم کہتا ہے، اللہ خود کہتا ہے: "وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا" {الشمس:7} میں نے نفس کو استوار کیا بیلنس کے اوپر۔ پھر: "ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ" {البقرہ:129} کائنات کو بیلنس پہ استوار کیا: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" {التین:4} انسان کو پرفیکٹ اعتدال پہ استوار کیا۔ یہ ہماری بدقسمتی دیکھو کہ اللہ معتدل، رسولﷺ معتدل، کتاب معتدل، راو گزر معتدل، اور ہم ہر چیز میں گھاس پھوس اور نالیوں میں کودتے پھرتے ہیں اور خدا کو اپنے کثرتِ اعمال سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ which is no such value intellectually جس شخص کے ذہن کے پیچھے اگر ستر ہزار مرتبہ بھی (حدیث رسولﷺ کا مفہوم ہے) ایک شخص عبادت میں مصروف رہے تو ایک لمحۂ فکر سے زیادہ اس کا ثواب نہیں کسی کو مل سکتا۔ وہ جو اللہ نے آپ کو نعمت بخشی سوچ دی وہی ایک convincing power ہے۔ وہی آپ کو قائل کرتی ہے کہ ہم نے اللہ کو کس طریقے سے جانا ہے، کس طریقے سے اُس تک رسائی پائی ہے۔ پھر خدا جوابًا آپ کو کہتا ہے کہ:

"نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَاءُ" "جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں، "وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ" {یوسف :76}اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔

سوال یہ ہے کہ یہ ہوتا کیوں ہے؟ دو چار اچھے جملے بولنے آ گئے، کوئی کلام میں تحسین آ گئی، کسی کا ڈائیلاگ اچھا ہو گیا، کسی کو ایک آیت بہتر سمجھ آ گئی اگلے دن اس نے فرقہ بنا لیا۔ He thought he was very special. یہ تمام ترفّع یہ تمام عروج جو طبیعت کو حاصل ہوتا ہے ایک minor سی کوالٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی main وجوہات دو ہیں۔ ہمارے بیشتر مذہبی علماء میں دو صفات at a time exist کرتی ہیں۔ (۱) شدید inferiority (۲) High graded Schizophrenia یہ دو وجوہات ہیں جس کی وجہ سے دھڑا دھڑ فرقے تخلیق ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک شیزوفرینیا ہے، خواب عظمت ہے کہ جو شخص دو لفظوں سے تھوڑا سا محبوب ہونا شروع ہو جائے اُس کو گمان گزرتا ہے کہ Maybe I am the best, I can lead human یہ جو خواہش ہے تکبر ذات کی ایک قسم ہے۔ یہ مخفی طور پر ہر کمزور ترین انسان میں زیادہ شدت سے ہوتی ہے۔ So their inferiorities lead us to bifurcation of religious thoughts. اور ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہو جاتا ہے کہ gradually from time to time ہم یہ سوال اپنے آپ سے پوچھتے ہیں کہ جتنے بھی گروہ اصلاح کے لیے آئے تھے ان کے بعد کوئی گروہ کیوں آیا؟ Let's say for a case اگر کوئی ریڈیکلسٹ آیا۔ اُس نے اسلام میں بہت ساری غلطیاں پوائنٹ آؤٹ کی ہیں اور بہت سارے لوگ convince ہو گئے ہیں کہ یہ صاحب وہ تھے کہ جو بڑے سچے تھے۔ انہوں نے اسلام میں ایک گروہ تشکیل دیا ہے۔ وہ گروہ جو دوسرے مسلمانوں کو تعلیم دینے والا ہے۔ اُس کے بعد کسی گروہ کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا مطلب ہے یہ جو دوسرا گروہ آیا اس کو پتہ لگا کہ جو پہلا گروہ ہے وہ کسی قسم کی اصلاح کے قابل نہیں تھا۔ اول درجے کا جھوٹا اور مکار تھا۔ اب ہمارے ذمے ہے کہ پوری مسلمان اُمہ کو ان کے چنگل سے بچا کر در جنت میں جا کھڑا کریں۔ کتنے گروہ آئیں گے؟ کتنے لوگ آئیں گے؟ ہوتے ہوتے آپ راہ راست سے اس طرح بھٹک جاؤ گے کہ آپ کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ اسلام بھی کوئی مذہب تھا۔ آپ کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ ہمارا اصلی نام مسلمان ہے: "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ

"{الحج:78} تمہارا باپ ابراہیم ہے۔priority method ہے، منطق استخراجیہ ہے، منطق استفہامیہ ہے حضرت ابراہیمؑ نے محنت کی۔ بہت جانا کیے اللہ کو۔ بڑی محبت کی خدا سے اتنے شعوری جذبوں سے اُس نے چاہا۔ ایک ایک سوچ میں خدا کو سمیٹا اور پھر اقرار ذاتِ خداوندی کیا۔ اللہ میاں کا مقصد ہی یہ تھا۔ اس نے جو عقل آپ کو دی تھی جو امانت آپ کو دی تھی "اِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا"{الاحزاب72} اس آیت میں پروردگارِ عالم نے سب سے بڑی Mental mistake کی نشاندہی کی ہے: "إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا " {الاحزاب :72} انسانی ذہن کی بدترین خطا over-estimation ہے اور under-estimation جب انسان اپنے آپ کو overestimate کرے گا' ایک وہ بندہ جس کی یہ صلاحیت نہیں ہے اور جس کا یہ انداز نہیں ہے اور جو اس قابل نہیں ہے کہ لوگوں کی رہنمائی مجموعی طور پر کر سکے۔ ان تمام گروہوں کی خامی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو over-estimate کیا۔ ان کا یہ کام نہیں تھا۔ اگر یہ اُمت مسلمہ ہی رہتے۔ اگر یہ ان کو گائیڈ کرنے کے لیے ایک ریفرنس کیس بن جاتے اگر ہم ان کی کوئی بات مانتے۔

جب ہم بھی تلاشِ راہِ حق میں نکلے، بہت ڈھونڈا۔ تعصب بڑا تھا، سچائی کا بڑا تعصب تھا۔ اللہ کا بڑا تعصب تھا۔ اس کو جاننے کا بڑا تعصب تھا مگر کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ یہ تعصبات ایک مُلّا کے لیے ٹوٹ جائیں گے؟ ایک مدرسے کے معلم کے لیے ٹوٹ جائیں گے؟ کیا ایک سکول کے نام کے لیے ٹوٹ جائیں گے؟ کیا ڈھونڈنا ہے آپ کو اس دنیا میں؟ آپ کو اس مقصد کا تعین کرنا پڑے گا۔ آپ نکلے کس رستے پہ ہو؟ کیا لینے نکلے ہو؟ خدا ڈھونڈنے نکلے ہو کہ مکتبِ فکر ڈھونڈنے نکلے ہو؟ آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے۔ اگر خدا کا تعصب آپ کے دل میں زندہ ہے۔ آپ کی تلاش میں زندہ ہے۔ آپ کے خیال میں زندہ ہے۔ آپ کسی صورت بھی diverge نہیں کر سکتے۔ آپ کسی صورت بھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ یہی اللہ کے رسول ﷺ کا دین ہے آپ کے لیے۔ اللہ کے رسول ﷺ جب ایک دفعہ بیٹھے اور لکیریں کھینچ رہے تھے۔ بیچ میں ایک لائن کھینچی، دو اُدھر کھینچیں اور دو اِدھر کھینچیں تو اصحابِ رسول ﷺ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے؟ فرمایا سارے

رستے بظاہر خدا کو جاتے لگتے ہیں مگر صرف ایک رستہ اللہ کو جاتا ہے' صرف ایک رستہ۔ اصحابؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا رستہ ہے؟ فرمایا میرا اور تمہارا رستہ۔ اس میں بڑا راز ہے۔ بہت بڑا راز ہے کہ یہ کیا؟ اصحاب کا رستہ کیوں؟ اللہ کا رستہ تو سمجھ آتا ہے اور رسول ﷺ کا رستہ سمجھ آتا ہے۔ ایک اُستادِ اول و آخر زمین و آسمان کی تخلیق کا مالک' جب اس خالق کریم نے چاہا کہ میں تخلیقات کا علم اپنے لوگوں کو دوں تو اس نے اپنے رسول تخلیق کیے، لوگوں تک پہنچایا: "کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیاً مااَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَف فَخلَقْتُ الخَلق لِیَعْرِفُونی" جب خلقت کو پیدا کیا اپنے تعارف کے لیے تو' پڑھایا' سب سے پہلے اللہ نے پڑھایا۔ جب اس نے قرآن میں کہا: "اِقْـرَأْ بِـاسْـمِ رَبِّکَ الَّـذِیْ خَـلَقَ "{سـورۃ العـلق :1} بس' پڑھ اللہ کے نام سے۔ تو کس سے پڑھنا تھا انہوں نے؟ پہلا استاد تو اللہ ہی ہے۔ پھر دوسرا استاد رسول ﷺ ہے۔ تو اصول علم ذرا دیکھئے بڑا سادہ ہے کہ پڑھانے کے لیے کتاب اللہ نے دی۔ ٹیکسٹ بک وہاں سے ایشو ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی اور سب سے بہتر طریقے سے پڑھائی، He was the most complete teacher of God، وہ جو نعمت تمام ہوئی' اس لیے بھی تمام ہوئی کہ ایسا زمین و آسمان میں درچوگل کوئی استاد نہیں گزرا جو اپنی تعلیم کے حرف بحرف behave کر رہا ہو۔ جب اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ کا اخلاق کیسا تھا؟ تو فرمایا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو۔ یعنی .The teacher was exactly like his book The teacher was exactly like the every word he used to teach. اتنا complete استاد زمین و آسمان میں نہیں گزرا، اور خواتین و حضرات دیکھنا یہ ہے کہ پڑھا کس نے؟ application کہاں ہوئی؟ سیکھا کن لوگوں نے؟ جانا کن لوگوں نے؟ یہ اصحابِ رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے درس لیا۔ انہوں نے اس application پہ عمل کیا۔ پھر امتحان ہوا۔ زمین میں ہوا' آسمانوں میں ہوا۔ ایک رزلٹ اس جماعت کا نکلا' ایک رزلٹ۔ اللہ نے کہا: "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم وَرَضُوا عَنْہُ" انہوں نے ایسا اچھا پڑھا ہے' یہ کلاس اس خوبصورتی سے پاس ہوئی ہے کہ خدا نے کہا: میں ان سے راضی ہوا یہ مجھ سے راضی ہوئے۔

اس سے آگے علم کو لے جانے کے لیے جگر گردہ چاہیے۔ اس سے آگے علم مت لے

جاؤ۔یہ بہترین سیٹ آپ ہے۔اللہ کی کتاب رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پڑھنے والوں کا behaviorاور رویہ دیکھو۔کیا زمین و آسمان تھے،دیکھتے دیکھتے اتنی کم مدت میں دس لاکھ میل کے ایریا پہ سلطنتِ اسلامیہ خداداد چلی گئی۔آپ سے تو نہیں گئی اٹھارہ کروڑ ہونے کے باوجود۔ چھتیس ہزار یرموک کے میدان میں کھڑے تھے' چھتیس ہزار صرف۔سامنے دو لاکھ کی فوج سلطنتِ روما کی کھڑی تھی۔یہ رومن معمولی لوگ نہیں تھے۔یہ ان بادشاہوں کی قوم تھی کہ جولیس سیزر نے کہا:I came, I saw, I conquered۔یہ جولیس سیزر کی قوم تھی۔اس نے کہا کہ ہم وہ بادشاہ ہیں جہاں اترے،جو دیکھا اسے فتح کر کے نکل گئے۔اور جنگِ یرموک میں چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے چھتیس ہزار مسلمان اور پھر روما کی سلطنت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مشرق میں زوال ہوگیا۔اُدھر ایران کا بادشاہ جو نامۂ رسول ﷺ پھاڑ رہا ہے اور ہاتھیوں کے لشکر لے کر آیا ہے۔ایک funnyبات آپ کو بتا دوں ان اللہ کے رسول ﷺ کے پڑھائے ہوئے لوگوں کی۔کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے امیر المومنین عمر بن خطابؓ سے مدد مانگی کہ بڑا مشکل وقت ہے۔دشمن بہت زیادہ ہے۔ہجومِ اعداء سر پہ ہے۔ہم برباد ہونے کو ہیں۔ کوئی مدد تو بھیجیں۔مدد بھیجی گئی۔ایک شہسوار آ رہا ہے..... اکیلا۔حضور،امیر المومنینؓ کی طرف سے کوئی امداد کی خبر لائے ہو؟ فرمایا:نہیں' میں بطور مدد آیا ہوں۔یہ حضرت قعقاع بن عمروؓ تھے۔اکیلے ایک آدمی۔ساتھ ایک بات بھجوا دی۔کہا جس لشکر میں قعقاع ؓ ہو اس کو مار نہیں پڑتی۔اس کو کبھی شکست نہیں ہوتی۔یہ وہ پڑھے ہوئے لوگ تھے۔کتنا اعتماد ہے۔کیسا اعتماد تھا ان خدا کے بندوں کو۔یہ وہ کلاس ہے جو آپ کے لیے آئیڈیل ہو سکتی ہے۔میں نہیں دعویٰ کرتا۔میں اصحابؓ کی exactlyکاپی نہیں کر سکتا۔ہو سکتا ہے کہ میں نے آپ کو ایک اچھی سٹیٹ منٹ دے دی ہو۔میں نے اصحاب ہی سے سوچی ہوئی سٹیٹمنٹ دی ہے Allah is the top priority. مگر میں اتنی کوشش تو کر سکتا ہوں کہ میں کسی صحابی کے نقشِ قدم پہ چلتا ہوا آگے چلا جاؤں۔میں کوشش تو کر سکتا ہوں۔میں چاہتا ہوں میرا جو emblemہے۔میرا جو تہیہ ہے اور میرا منصب جو ہے ایسا ہو کہ میں اس شخص کو اپنی نظر کے سامنے رکھوں جس کی زندگی میں مقاصد کا حصول میری طرح متعین ہو سکے۔میں اصحاب کے نقشِ قدم پر چلوں۔میں اس منزل یقین تک پہنچوں جس کے بارے میں قرآن حکیم نے کہا:"وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ"

{الحجر :99} عبادت کیے جاحتیٰ کہ تو یقین تک پہنچے۔ اگر ساری دنیا کی کلاسز جمع کر لو ناں تو کوئی بھی یقین کا ترجمہ یقین کے علاوہ نہیں کرے گا۔ مگر یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے پڑھے ہوئے لوگ ہیں جو 'یقین' کا ترجمہ 'موت' کرتے ہیں۔ کہ عبادت کیے جا 'تعلیم حاصل کیے جا حتیٰ کہ تو انجام (موت) تک پہنچے۔ اور خدا تجھے در آخرت میں کامیابی تک پہنچا دے۔

تھوڑے سے جو مباحثے شروع ہوئے۔ قرآن کے فوراً بعد جب حضور ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ رخصت ہوئے اس کے بعد عالم اسلام میں جو مباحث ہوئے۔ اُن میں قدریہ، جبریہ، رجائیہ اور بہت سارے ایسے طبقات تھے۔ مگر ایک پرابلم تھا۔ اب دیکھئے میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں کہ تمام کے تمام جو معتزلہ تھے انہوں نے ایک نیا فرقہ create کر لیا اعتزال اور معتزلہ بن گئے۔ مگر کیا کیوں؟ یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ ہمارے بہت سارے علماء ایسے تھے کہ جنہوں نے شاید قرآن کو دیکھا ہوگا، بار بار پڑھا ہوگا مگر کوئی consummate اور مجموعی نظر ڈیولپ نہیں کی۔ تمام معتزلہ نے سب سے بڑا دعویٰ یہ کیا کہ قرآن مخلوق ہے۔ میں صرف آپ کو مثال دوں گا کہ کس قسم کے گروہ اور کیوں پیدا ہوئے۔ کہ قرآن مخلوق ہے۔ بھئی کیوں مخلوق ہے؟ کہنے لگے سورۂ جن میں آیا ہے کہ جب جنات گزرے تو انہوں نے کہا ہم نے کلام پڑھتے ہوئے ایک شخص کو سنا ہے: "اِنَّ هٰـذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ" {ھود:72} جب انہوں نے "لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ" کہا ہے تو ظاہر ہے یہ "شے" ہے۔ چونکہ "شے" ہے اس لیے ہر شے کو ہلاکت ہے جیسے دوسری آیت کہہ رہی ہے۔ اب اندازہ کرو کہ ایک پورا سکول اس حماقت پہ کھڑا ہو گیا کہ اللہ نے قرآن میں قرآن کو جنات کی زبان سے "شے" کہا ہے کہ: "اِنَّ هٰـذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ" کیونکہ یہ بڑی عجیب سی بات ہم نے سنی ہے۔ چونکہ ہر شے کو ہلاکت ہے اس لیے قرآن بھی مخلوق ہے۔ اگر یہ خالق کا کلام ہوتا تو اسے کبھی ہلاکت نصیب نہ ہوتی۔ ایک صاحب اُٹھے انہوں نے کہا بھئی اچھا: تم اس طرح قرآن پڑھو گے۔ اگر ان علماء سے جا کے سٹیٹ فارورڈ کہو کہ یار تم ایک ایک آیت پہ ایک ایک فرقہ بناؤ گے؟ تو اس نے کہا دیکھو اگر یہ عالم ہے تو پھر خدا بھی تو مرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا لاحول ولا قوۃ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا دیکھو قرآن کیا کہتا ہے کہ: "وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ" {آل عمران: 28} اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے۔ نفس ہے ناں اللہ کا۔ تو اللہ کہتا ہے اللہ تمہیں اپنے نفس سے ڈراتا ہے۔ اور: "کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

الْمَوْتِ "{آلِ عمران: 185} پھر ہر نفس کو "ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" چکھنا ہے۔ ختم ہو گئی ناں بات۔ یعنی اعتزال کا آپ وہ نکتہ دیکھیں جس میں انہوں نے اسلام میں اتنی بڑی موومنٹ کھڑی کر دی۔ اور جواب دیکھئے کتنا simple تھا کہ اگر تم اس طرح قرآن پڑھو گے، اس طرح سنگل آیت کی متشابہات کو کاپی کرو گے۔ اب اس کا ایک سادہ سا حل تھا۔ جب جنات نے کہا "اِنَّ هٰـذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ" "تو اللہ نے تو نہیں نہ کہا۔ اللہ نے جنات کی زبان سے کہلوایا ناں۔ اور اگر فرض کرو میں ہوتا اس جگہ "یار میں نے بڑی عجیب سی بات سنی ہے"۔ یہی کہا انہوں نے کہ یار میں ایک وادی سے گزر رہا تھا۔ میں نے ایک شخص سے بڑی عجیب سی بات سنی ہے۔ تو خدا تمام تر محاورات زبان جنات سے یا انسان سے ہی نقل کر رہا ہے۔ اس میں آپ کو عجیب بات نظر آتی ہے کہ اس پر اتنا بڑا گروہی اختلاف develop کر لیا جاتا؟ یہ وہ چیز ہے جو ہمارے لیے سب سے مضر ہے کہ ہمارے بہت سارے اساتذۂ علوم چھوٹی چھوٹی باتوں پر اتنے چھوٹے چھوٹے گروہ گھڑ لیتے ہیں۔ یہ گروہ گھڑے گئے ہیں۔ یہ سکول آف تھاٹ نہیں ہیں۔ بلکہ در و دیوار کی بت پرستانہ شکلوں میں پرستش کی جاتی ہے۔ اس سکول سے باہر تو religion ہے نہیں۔ اس سکول سے باہر تو علم ہے نہیں۔ اس سکول سے باہر تو کوئی دانا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بد قسمتی کی بات ہے۔ اور اگر اہلِ علم کو دیکھو تو وہ کہتے ہیں جب ہم سکول میں جاتے ہیں تو اپنے آپ کو بالکل ہی لاعلم feel کرتے ہیں۔ جہاں ضد ہو، تکبر ہو، جہاں انسان اپنی کہی ہوئی عقلی اور ذہنی بات نہ کہہ سکے، جہاں قرآن کا قانون نہ نافذ ہو سکے: "لِّیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ " کہ جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا" وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ "جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا۔ جہاں آپ دلیل سے اپنے مؤقف کو ثابت نہیں کر سکتے۔ خدا نے تبلیغ کے بھی وہی اصول رکھے ہیں: "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ " کہ علم و حکمت کے بغیر مت تبلیغ کرو۔ سختی سے منع فرمایا۔ "وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ "{النحل: 125} ایسی بات کرو کہ تمہیں نہ صرف خیال آنا چاہیے بلکہ خیال کی presentation بھی اچھی آنی چاہیے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر جب بحث مباحثے میں پڑو تو گریبان نہ چاک کرو۔ الٹی سیدھی حرکتیں نہ کرو۔ اچھل کود نہ کرو۔ مار پیٹ نہ کرو۔ بار بار ناک میں انگلیاں مت گھسیڑو۔ ایک طریقہ اختیار کرو۔ با اخلاق نفیس حلیم و ادیب کا طریقہ استعمال کرو: "وَجَادِلْهُم بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ " کہ

آرام سے اخلاق سے طریقے سے۔ پھر تمہارے پاس ایک اختیار تو ہے کہ اگر کوئی عقل کی بات نہیں سنتا تو "قَالُوا سَلَامًا" کیا آپ خدا لگے ہوئے ہو؟ یہ تو اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بھی کہا کہ آپ ان کے ایمان کے بارے میں فکر نہ کرو۔ ان گناہ گاروں کو زبردستی نہ کچھ کرو۔ بلکہ آپ مسیج پہنچا دو۔ آگے یہ جانیں ان کا انتخاب جانے اور اللہ کی مرضی جانے۔ یہ کس کو چنتے ہیں کس کو نہیں چنتے۔

چند آیاتِ قرآن ہیں جن میں فرقوں کے بارے میں بڑی سخت وارننگ ہے۔ فرقہ کسے کہتے ہیں؟ حیرت کی بات یہ ہے کہ جب ہم ویسے فرق کریں to make a difference مگر عربی میں جب آپ ویسے فرق کریں تو اس کا وہ antonym نہیں بنتا۔ کچھ لفظوں کے کچھ لفظ antonym بنتے ہیں۔ ان کے مخالف اسم بنتے ہیں جیسے صبح اور شام یہ antonym ہیں۔ اور فرض کرو گرسنگی ہو فاقہ ہو اور پیٹ بھر کھانا یہ antonym ہیں۔ اس لیے جو واحد ترجمہ مخالفانہ اسم میں antonym میں بنتا ہے فرقے کا وہ الجماعت ہے۔ حیران کن بات آپ کو بتاؤں کہ فرقے کے خلاف اگر کوئی لفظ کھڑا ہے عربی میں تو وہ الجماعت ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کی sanction فرقے کو ہے یا جماعت کو ہے؟ اس پہ چند ایک آیات ایسی ہیں جن میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ یہ تو ہماری مرضی ہے۔ ہم ابہام تخلیق کرنے والے ہیں۔ اللہ کے ہاں کوئی ابہام نہیں ہے: "وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ "{ال عمران:105} ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے جو بٹ گئے تقسیم ہو گئے۔ اب دیکھئے خدا کیا کہتا ہے: ان کے پاس واضح احکام آئے۔ یعنی اتنی کھلی وضاحتوں کے باوجود اگر آپ گمراہ ہو گئے اور آپ بٹ گئے تو خدا کہہ رہا ہے..... "انہوں نے اختلاف کیا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔" اب اس میں کوئی فقیہہ آئے گا وہ کہے گا کون سا اختلاف جائز ہے کون سا جائز نہیں ہے۔ اُمت پہ آپ آرگومنٹ کر سکتے ہو۔ حضرت علیؓ و ابوبکرؓ میں ہوتی تھی آرگومنٹ۔ اصحابِ کرام میں ہوتی تھی۔ حضرت ابوذرؓ اور عثمانؓ میں ہوتی تھی آرگومنٹ۔ اختلاف ہوتے تھے مگر وہ فرقوں میں نہیں بٹے۔ آپ یاد رکھیے گا یہ بات، اختلاف فرقے تک نہیں پہنچا۔ علیحدہ تشخص تک نہیں پہنچا۔ یہ آپس میں اختلاف بھی کرتے رہے بلکہ بعض اوقات حضرت ابوذرؓ اتنے غصے میں آجاتے تھے کہ امیر

المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ کو جان کی پڑ جاتی تھی کہ مار ہی نہ بیٹھیں۔ اس کے باوجود فرقوں میں تقسیم نہیں ہوئے۔ اس لیے basically اگر میں آپ کو اختلاف کی definition بتاؤں اختلاف وہ ہے جس میں جماعت سے علیحدگی کا عنصر شامل نہیں ہوتا۔ جس میں ایک نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کی مشاورت کرنے کے بعد اگر ہم different opinion رکھیں۔ دیکھئے جب ججز بیٹھتے ہیں' ایک گروپ بیٹھتا ہے تو آپ دیکھو گے ان کے decision میں کہ فلاں جج نے اختلافی نوٹ لکھا ہے۔ پتہ لگا وہ جج باہر آ کے کلاشنکوف سے باقی ججوں کو اڑا رہا ہے۔ مذہب میں اور اس Judicial decision میں ایک فرق ہے کہ وہاں سے وہ نکلتا ہے باہر اختلافی اور آپ کو گولیوں سے اڑانا شروع کر دیتا ہے۔ ادھر اس نے decision لکھا ہے۔ اکثریت کا مانا گیا ہے۔ جج نے اپنا اختلافی نوٹ لکھا ہے۔ This is the way of thinking. Knowing, knowledgability, understanding and behaving like understanding people. But this is not the way. جہاں ایک ہوتا ہے میرے فرقے کے بعد کا اسلام تو موجود ہی نہیں ہے۔ میرے اکابرین کے سوا کسی کو مذہب کا پتہ ہی نہیں ہے اور میرے فلاں اشخاص کے بغیر تو خدا ہے ہی کوئی نہیں۔ دین ہی کوئی نہیں ہے۔ رسول ہی کوئی نہیں۔ یہ جو پابندیاں آپ کے افکار پہ لگتی ہیں۔ یہ سکولوں کا منصب نہیں ہے۔ سکول ایک literate body ہے جو لوگوں کو صرف بہتر عقل کے ذرائع اور انفارمیشن مہیا کرتی ہے تا کہ جو طالب علم اس سکول سے نکلے وہ اپنی دانست میں ایک اچھا فیصلہ کرے۔

ذرا ملاحظہ فرمایئے یہ تو اتنی سخت آیت ہے کہ بخدا اس آیت کے ہوتے ہوئے میں تو فرقے سے اس طرح بھاگوں گا جیسے کوئی صحت مند بندہ کوڑھی سے بھاگتا ہے۔ یہ جو آیت ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ "اور جن لوگوں نے دین میں فرق کیا اور گروہ بن گئے۔ جن لوگوں نے اپنی شناخت علیحدہ کر لی' اُن کے symbol بن گئے' ان کی پگڑیاں بن گئیں۔ آپ دور سے دیکھ کے کہہ دو یہ مسلمان نہیں ہیں۔ یہ تو فلاں جماعت کا ہے "وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ" {الانعام: 159} اے پیغمبر ﷺ تو ان میں نہیں ہے۔ اب بتاؤ اس سے بڑی واضح ہجمنٹ کیا ہو سکتی ہے؟ اے پیغمبر ﷺ تو ان میں نہیں ہے۔ تو کسی گروہ میں نہیں ہے۔ تو کسی بھی سائیڈ کے ایشو میں involve نہ ہو۔ اے پیغمبر ﷺ تیرے پاس بہت بڑی جماعت ہے۔ تو امتِ مسلمہ کا

امام ہے۔ تُو اُمتِ اول و آخر کا امام ہے۔ تُو کسی گروہ کا امام نہیں ہے۔ اللہ یہ کہہ رہا ہے۔ "إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ " جن لوگوں نے اپنے اپنے دین میں فرق کر لیا" وَكَانُوا شِيَعًا "اور گروہ بن گئے۔ علاماتِ گروہ ان پہ وارد ہو گئیں۔ اُن کی شناخت as a مسلمان کم اور as a جماعت زیادہ ہوتی ہے: "لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ" آپ اُن میں سے نہیں ہو۔ آپ اُن میں شامل نہیں ہو۔ اس کے بعد کیا حجت ہے مسلمان کے لیے وہ کسی گروہی مذہب کا شکار ہو جائے؟ آپ کہتے ہو اللہ کو کیا نہیں پتہ۔ اگر آپ اس آیت کو سنو تو آپ کو پتہ ہوگا ہر گروہ یہی کرتا ہے۔ ہر گروہ اپنا حصہ مذہب کے کارڈ پہ لیتا ہے۔ اس پہ ناز کرتا ہے اور بڑا خوش ہے کہ ہم ہی دوسرے لوگوں کے نجات دہندہ ہیں: "فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ" {المومنون:53} سارے کے سارے ان لوگوں نے اپنا دین آپس میں حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ ان علماء نے بندر بانٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ بہت بڑا مذہب تھا ناں اسلام۔ بڑا امیر تھا۔ بہت بڑی جائیداد تھی۔ بڑی زمینیں تھیں۔ ان میں عمر بن خطابؓ تھے۔ ان میں صلاح الدین ایوبی جیسے لوگ تھے۔ مشرق و مغرب ان کے پاس تھا۔ ان (پیچھے آنے والے) لوگوں نے پھر پتہ ہے کیا کیا؟ ان لوگوں نے پھر بندر بانٹ کی۔ اپنے اپنے علاقے بانٹے۔ انہوں نے اپنی اپنی جاگیریں بانٹیں۔ انہوں نے خدا کے نام پر مذہب کے نام پر دین کے نام پر تقسیم کاری کا عمل شروع کیا۔ بڑے نازاں تھے کہ ہم نے اس دین سے اس بڑے دین سے اس عظیم الفطرت دین سے ہم نے بہت چوری چکاری کر لی۔ کوئی یہ فرقہ بن گیا۔ کوئی وہ فرقہ بن گیا۔ میں (کسی ایک فرقے کا) نام نہیں لیتا۔ میں نام اس لیے نہیں لیتا کہ وہ نام آپ کے سینوں پہ نقش ہیں۔ پتہ ہے آپ کو ادھر کون ہے اُدھر کون ہے۔ نام لینے سے فرق بھی نہیں پڑے گا۔ کون سا کسی نے مسلمان ہو جانا ہے؟ دیکھو بات سنو (قہقہہ) میں تو یہی کہتا ہوں فرقہ چھوڑ کے کیا کسی نے بننا ہوتا ہے۔ دیکھو نا اللہ میاں نے یہی قانون بتانا: "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ" {الحج:78} کہ دیکھو تم ابراہیمؑ کی امت ہو۔ تمہارا نام ابراہیمؑ نے مسلمان رکھا ہے۔ پھر ساتھ کہا میں نے بھی تو رکھا ہے ناں۔ تمہارے باپ ابراہیمؑ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اور میں نے بھی تو یہی کہا تھا اُس کو کہ ان کو کوئی نام دے۔ یہ بیچارے کس نام سے پہچانے جائیں؟ مجھے اللہ نے دو تفاخر نصیب کیے۔ ایک تو مجھے اولادِ ابراہیمؑ کہا۔ ہر موحد اولادِ ابراہیمؑ ہے۔ مجھے فخر ہے کہ

میں ابراہیمؑ کی ملت پہ ہوں۔ میں ان کے خیال پہ ہوں۔ اُن کے نصب خیال پہ ہوں۔ وہ واحد شخص ہے جس نے خدا کی دی ہوئی نعمت کو مکمل طریقے سے استعمال کیا۔ اس نے منطق استخراجیہ کو استعمال کیا۔ منطق استدلالیہ کو استعمال کیا۔ وہ ریجیکٹ کرتا چلا آیا تمام نقص کو۔ وہ لا الٰہ کہہ کے الا اللّٰہ تک پہنچا۔ اس نے کہا یہ سورج خدا نہیں۔ زوال پذیر خدا نہیں ہوسکتا۔ چاند چڑھا کہا ھٰذا رَبِّی ؟ سوچا نہیں..... زوال پذیر خدا نہیں ہوسکتا۔ دلیل چنتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے بالآخر ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ کے ہاں علم الیقین کے مالک ہوئے۔ جب علم الیقین کے مالک ہوئے آپ کے باپ ابراہیمؑ تو پھر تھوڑا سا اشتیاق اٹھا۔ کچھ نظر بازی بھی تو چاہیے ہوتی ہے۔ خالی تو نہیں بات بنتی۔ کوئی سکونِ نظر بھی تو چاہیے ہوتا ہے۔ اختلاجِ قلب کو اگر کوئی چیز تسلی دیتی ہے تو سکونِ نظر بھی تو چاہیے ہوتا ہے۔ کہا: "وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ "اے میرے کریم! کچھ تو دکھا کہ تُو مردہ کو زندہ کیسے کرتا ہے؟ بات کہیں کی ہورہی تھی' اللہ نے فرمایا ابراہیمؑ: "قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن " تجھے نہیں اس بات کا ایمان کہ میں مردہ کو زندہ کرلیتا ہوں؟ عرض کی کیا فرماتے ہیں آپ' اتنی ساری محنت کر کے میں تو آپ کے سوا کسی کو اللہ مانتا ہی نہیں۔ آپ کے سوا کسی کو جانتا ہی نہیں۔ میں تو غیر کی رہگذر پہ گزرا ہی کبھی نہیں اے پروردگار! آپ یہ کیوں کہتے ہو کہ "أَوَلَمْ تُؤْمِن" میں تو محض "قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي "{البقرہ: 260} مگر دل کو ہوس ہے نظر کے سکون کی۔ اشتباہ پڑتا ہے ambiguity میں چلا جاتا ہوں۔ کچھ سکونِ نظر عطا ہوں۔ اثبات عطا ہوں۔ مشاہدہ عطا ہو۔ اس کو کہتے ہیں ''عین الیقین''۔ پھر اللہ نے مظاہرہ دکھایا۔ پھر جانوروں کے سر علیحدہ ہوئے۔ پھر پکار کے بلایا۔ جب ابراہیمؑ عینی اور حقیقی اثبات تک پہنچ گئے۔ پھر اُن کا مقابلہ۔ اب دیکھئے مقابلہ کس سے پڑا: "وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ " حضرت ابراہیمؑ کے پیچھے علم تھا، گفتگو تھی، فقرہ بنانے کا ہنر تھا۔ اب آپ کا نمرود سے مقابلہ پڑا تو نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ ایک بندے کی گردن اتار دی' ایک کی جوڑ دی۔ کہا، دیکھا کیا میں خدا نہیں ہوں؟ مگر کیا خوبصورت دلیل ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے کہا بس ایک دربار کے اندر بیٹھے ہوئے تُو دعویٰ خدائی کر رہا ہے۔ کیا اس کے باہر کائنات نہیں بستی ہے؟ کیا اس دربار سے باہر زمین و آسمان نہیں ہیں؟ کیا تُو اپنے خدائی کے تمام تر دعوے کو ایک دربار میں محدود کر رہا ہے؟ "فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ " اگر دعویٰ خدائی

ہے تو میرا رب مشرق سے سورج چڑھاتا ہے تُو مغرب سے چڑھا دے۔ کتنی سادی سی آرگومنٹ ہے۔ قرآن کہتا ہے:"فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ "{البقرہ : 258} کافر مبہوت ہو کے رہ گیا۔ بھلا اس کا توڑ ہی کیا تھا۔ وہ شداد ہو، نمرود ہو، ہامان ہو، فرامین ہوں، یہ جو بھی خدائی ہے وہ ایک زمین تک محدود ہے۔ دیکھئے آج تک کسی نے کہا میں نے کائنات بنائی ہے؟ سادہ سی بات ہے۔ آج تک کسی سائنس دان نے کہا میں نے کائنات بنائی ہے؟ آج تک کسی عالم نے کہا میں نے کائنات بنائی ہے؟ آج تک کسی ایسٹرن نے کہا میں نے کائنات بنائی ہے؟ کسی ویسٹرن نے کہا کہ میں نے کائنات بنائی ہے؟ کسی جاہل نے دعویٰ کیا کہ میں نے زمین وآسمان بنائے ہیں؟ ایک ہی تو ذات ہے جس نے دعویٰ کیا۔ نہ مانو اُسے خدا مگر اسے غلط ثابت کرنا پڑے گا۔ پتہ ہے کیسے؟ ایک دوسرا دعویدار لانا پڑے گا۔ ایک ہی دعویٰ ہے ناں' جب تک ہم اس دعوے کی تکذیب نہیں کر سکتے وہ اپنے دعوے میں سلامت ہمارے سر پہ کھڑا ہے۔ ہاں اگر آپ کو اُسے غلط ثابت کرنا ہے تو پھر اس کے مقابلے میں خدا لانا پڑے گا۔ نیچر لانی پڑے گی۔ روٹین لانی پڑے گی۔ آپ کو convince کرنا پڑے گا کہ اگر فطرت خدا ہے تو وہ بھی سمیع و بصیر ہے' جیسے یہ سمیع و بصیر ہے۔ آپ کو کوئی مظاہرہ فطری تخلیق کرنا پڑے گا۔ میری advice یہی ہے کہ تھوڑا سا وقت باقی ہے۔ میرا خیال ہے اس کے دعوے کو توڑنے کی کوشش بیکار ہے۔ اس کو مان لو تو بہتر ہے۔ اس کے علاوہ عذر نہیں ہے۔ مگر وہی خدا آپ کو کہتا ہے، دیکھو کہاں باریکیوں میں جا کے آپ کو کہتا ہے:"وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ "{ال عمران : 105} دیکھیں آیت بڑی واضح ہے، اُن لوگوں کی طرح مت ہو جو متفرق ہو گئے۔ ان کے پاس واضح احکام موجود تھے کہ ملت سے گریز نہیں کرنا۔ اجماع سے گریز نہیں کرنا۔ اس کے باوجود خوارج سے لے کر آج تک ہر سکول آف تھاٹ کا ایک المیہ ہے کہ انہوں نے اجماع سے گریز کیا۔ خواتین و حضرات سُن لیجیے۔ اجماع سے گریز کرنے والا کسی قسم کی فلاح کا مالک نہیں ہوتا۔ اُن لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ' اللہ کہہ رہا ہے' جو متفرق ہو گئے۔ ان کے پاس واضح احکام آئے۔ انہوں نے اختلاف کیا۔ ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ یہ وہ اختلاف نہیں جو اجماع کے اندر ہو۔ یہ وہ اختلاف ہے جب انہوں نے کیا تو اپنے اپنے گروہ مذہب لے کر جدا ہو گئے۔ آپ کہتے ہو ایک آیت ہے؟ نہیں قرآن تو بار بار کہہ رہا تھا۔ آگے دیکھئے۔

"فَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ" {المؤمنون:53} دیکھو جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا، بانٹ دیا، تقسیم کیا فرقوں میں۔ کئی فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اس چیز پہ خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔ سب کے پاس جنت کا چھوٹا چھوٹا ٹکڑا ہے۔ اپنی جنت نہیں وہ آپ کو دینے کے۔ آپ کو جنت کے باہر ہی رکھیں گے۔ ہر ایک کے پاس اس ملکیتِ خداوند کا تھوڑا تھوڑا حصہ ہے۔ اس پہ وہ بڑے نازاں ہیں۔ مگر ہم اتنے تھوڑے پہ راضی ہونے والے نہیں ہیں۔ یہ ٹکڑے ان کو مبارک ہوں۔ ہم ہیں جنابِ ابراہیمؑ کی اولاد۔ ہمارا نام ہے مسلمان۔ ہم وارثانِ تختِ جنت ہیں۔ ہم ہی مالک ہیں خدا کی کائنات کے۔ جملہ اُن کے لیے نہیں آیا تھا: "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" {البقرہ:258} ہم زمین پہ خلافت کی ٹریننگ لینے آئے ہیں۔ زمین پہ خلیفہ نہیں ہیں۔ زمین تو ہے ہی اللہ کے رسول ﷺ کے مطابق 'اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِن' دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔ ہم اس قید خانے میں حکومت کے لیے نہیں آئے۔ اس ٹریننگ سے گزر کے ہمیں اللہ کی کائنات کی حکومت نصیب ہو گی۔ اتنے چھوٹے سے لالچ میں نہ پڑو۔ سکوں کے لالچ میں نہ پڑو۔ یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ قرآن تھا: I don't think anything doubtful about what He said ابھی ذرا تھوڑا سا میں نے بتایا کتاب جس کے پاس آئی اور جس نے explain کی۔ ہمارے ماں باپ ان کی ذاتِ گرامی پہ قربان ﷺ۔ عقل محیط ہے اس ذاتِ گرامی پر جس کو اللہ نے خود اپنے دستِ کرم سے پڑھایا ہو۔ یا اس لیے اُمی رکھا گیا ہو کہ کسی اور استاد کی تعلیم اُس میں خلط ملط نہ ہو جائے۔ حضور ﷺ کو اس لیے اُمی رکھا گیا تا کہ کوئی اور استاد نہ دعویٰ کر بیٹھے کہ میں نے رسول ﷺ کو پڑھایا۔ میں نے اس کو انفارمیشن دی ہے۔ تمام انفارمیشن تمام تعلیم رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے اپنی ذاتِ کریم سے دی۔ محدود کر دیا۔ کوئی اور دعویٰ علیہ نہ رکھا اور دنیا کا بہترین استاد اللہ نے تخلیق کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو پسند کیا ہے۔ تین چیزیں اسے پسند ہیں اور تین چیزیں اسے ناپسند ہیں۔ پسند کون سی ہیں؟ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ کسی جادوگر کو نہ کہو یہ میرے دکھ سکھ کا مالک ہے۔ مت کہو کہ یہ بیماری فلاں تعویذ کی وجہ سے ہے۔ اس معاملے میں وہ نہیں سنتا۔ وہ اپنی طاقتیں کبھی تقسیم نہیں کرتا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اٹھائے اور پوری کی پوری نعمت ایک بندے

کے حوالے کردے اور کہے چلو تم اس کو بانٹ دو۔ مگر عطا اس کی ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص مالک نہیں۔There is no original except God اللہ کی اصل عبادت یہ ہے کہ آپ خدا کی قوتوں کو طاقتوں کو اس کے معاملات حکومت کو تقسیم نہ کرو۔ اسے خدائے واحد مانو وحدہٗ لاشریک مانو اور یہ کہ "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا" {آل عمران:103} اور جب تمہیں اس کے بندے بننا ہے تو اس کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہو۔ چاہے کچھ کمی بیشی ہو، چاہے تمہارے اوپر کچھ آزمائش ہو، اس کا ساتھ نہ چھوڑو، وہی تمہیں آزمائش میں ڈالتا ہے۔ وہی تمہیں آزمائش سے نکالے گا۔ وہی تمہیں غربت سے آشنا کرتا ہے۔ وہی تمہیں امارت کا لباس پہنچائے گا۔ کبھی بھی خدا سے علیحدہ نہ رہو۔ کوئی اور کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔ اور ناپسند کون سی ہے؟ آپس میں متفرق نہ رہو۔ ایک دوسرے کو تقسیم نہ کرو۔ نہ بانٹو ایک دوسرے کو مذہبی آراء میں۔ رحم کرو ایک دوسرے کے اوپر۔ کرم کرو اس رشتے سے کہ تم انسان ہو۔ انسانوں پر اللہ کا کرم ہے کہ We are social creature, social animal, you have to live together. سو چھوٹے چھوٹے فرق ڈال کے اپنے آپ کو تقسیم نہ کرو۔ اور فرمایا: غیر ضروری گفتگو بھی نہ کیا کرو۔ بھئی اگر سچ پوچھو تو میں تمام مذہبی گفتگو کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ دو بندے اپنے اپنے مکتبۂ فکر پہ بیٹھے ہوئے سارا سارا دن بحث کرتے ہیں۔ اور آخر میں بغیر ایک دوسرے کو کلمۂ دعا کہے اسی طرح اُٹھ آتے ہیں جیسے وہ ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: کثرت سوال نہ کرو۔ یہ بھی اللہ کو ناپسند ہے۔ جو چیز ضروری ہو جاننا اس کو جاننے کی کوشش کرو۔ مال ضائع بھی نہ کرو۔ مال کا ضیاع بھی اسے پسند نہیں۔ اسے بخل نہیں پسند مگر مال ضائع کرنا بھی اسے پسند نہیں۔ مجھے کہتے ہیں آپ مال ضائع کرتے ہو۔ میں نے کہا یار دیکھو مجھ سے پہلے بھی تو ایک استاد گزرا ہے۔ وہ کہتے ہیں اتنی شان و شوکت سے تم اتنا بڑا خدا کا جلسہ کرتے ہو۔ یہ تم مال ضائع کرتے ہو۔ میں نے کہا ٹھیک کہتے ہو مگر مسئلہ یہ ہے کہ میں نے بھی تو کسی عالم سے رائے لی ہوئی ہے۔ میں نے ابن عباسؓ سے رائے لی ہوئی ہے۔ میں عبداللہ ابن عباسؓ سے پوچھتا ہوں یہ اللہ کے رستے میں جمع ہونا، خرچ کرنا، یہ ضائع ہونا ہے؟ تو ابن عباسؓ کہتا ہے کہ "لَا اِسْرَافَ فِي الْخَيْرِ"۔ خیر میں کوئی اسراف نہیں۔ "وَلَا خَيْرَ فِي الْاِسْرَافِ" اور اسراف میں کوئی خیر نہیں۔ خیر میں کوئی اسراف نہیں اور اسراف میں کوئی خیر نہیں۔ تو دور ہو گئی ناں یہ ambiguity؟ کم از کم تسلی سے رہو۔ یہ ایک

form of ambiguity ہے۔

آگے چلتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پہ اکٹھا نہیں کرے گا۔ بڑی توجہ سے سننا۔ میں تو ابھی ساری گمراہی گنوا رہا ہوں اور اللہ کا رسول یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ اس امت کو کبھی گمراہی پہ اکٹھا نہیں فرمائے گا۔ اور فرمایا: جماعت پہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ تم سوادِ اعظم کی اتباع کرو۔ جدھر تم مسلمانوں کی کثرت ہے۔ گناہگار سہی، بھولے بھٹکے سہی، الجھے ہوئے بالوں والے سہی، پھٹی ہوئی جوتیوں والے سہی، گرسنہ شکل سہی، پیٹ خالی سہی، مگر یہ اصلی مسلمان ہیں۔ یہ سوادِ اعظم ہے۔ یہ اجماع ہے۔ یہ اُمتِ رسول اللہﷺ ہے۔ فرمایا: سوادِ اعظم کی اتباع کرو۔ جو ان سے علیحدہ ہوا گویا آگ میں گرا۔ گولڈن ٹیمپل بھی نظر آئے تو کیا تم سکھ ہو جاؤ گے؟ کیوں جی؟ اگر گولڈن ٹیمپل نظر آئے اتنا خوبصورت سونے کے کلس چڑھے ہوئے انتہائی خوبصورت تو کیا اب مسلمان سکھ ہو جائے گا کہ دنیا اس طرف بڑی ہے، شان و شوکت بڑی بے انداز خوبصورتی بڑے ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ ہوسکتا ہے کسی فرقے نے آپ کو بہت ساری دنیاوی عزتوں کا لالچ دیا ہو۔ بہت ساری خوبصورتیوں کا لالچ دیا ہو۔ مگر خدا کہتا ہے 'سوادِ اعظم' کا اتباع کرو۔ چاہے غریب لوگ ہوں، پست درجے ہوں۔ یہ جو بڑی جماعت ہے یہی اصل جماعت ہے۔ جو پہلے آپ کو حدیث سنائی یہ بھی صحاح ستہ میں ہے۔ مگر اب بخاری سے ایک حدیث آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ کہ ابن عباسؓ سے روایت: فرمایا جس نے اپنے امیر کی ناپسندیدہ بات دیکھی اسے چاہیے کہ صبر سے کام لے۔ کیونکہ جو بالشت بھر بھی جماعت سے الگ ہوا اور اسی حالت میں مر گیا بغیر واپس گئے ہوئے اس کی موت جاہلیت پہ ہوئی۔ جو بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدہ ہوا اور اُس کی موت اُسی عالم میں ہوئی وہ جاہلیت پہ مرا۔ یہ حدیث بخاری ہے۔ مجھے تو نہیں پتہ ہمارے بزرگ کون سی احادیث پڑھتے ہیں؟ یہ لوگ جو علیحدہ ہوتے ہیں، یہ کون سی احادیث پڑھتے ہیں مجھے نہیں پتا۔ میں تو وہی سکہ بند پندرہ سو برس پرانے والی حدیث پڑھ رہا ہوں۔

آگے بڑھیے! یہ بہت ہی واضح حدیث ہے۔ حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کتاب الفتن میں ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ نبیﷺ نے فرمایا: یہود اکہتر فرقوں میں بٹے۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹے۔ خدا کی قسم میری امت تہتر میں بٹے گی۔ آپ کو پتہ ہے جب یہ جملہ

بولا جائے تو اس سے مراد ہوتی ہے کہ یہود بڑے فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ عیسائی ان سے زیادہ فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت......؟ فرمایا میری امت ان سے زیادہ طبقوں میں بٹے گی۔ ہمارے ہاں تو ہر گلی کوچے میں ایک فرقہ ہے۔ ہم بڑی آسانی کے ساتھ نکال سکتے ہیں۔ ایک فرقہ ہر گلی کوچے میں پڑا ہوا ہے۔ ہر بازار میں ایک فرقہ ہے۔ بلکہ ہوتے ہوتے میرا خیال ہے پاکستان مملکت خداداد فرقہ جات ہو جائے گی۔ مگر فرمایا: جن میں سے ایک کے سوا باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ بڑی سخت وعید ہے سرزنش ہے۔ احتیاط کے قابل ہے۔ غور سے سنیے۔ پوچھا گیا یہ کون لوگ ہیں جو نجات پائیں گے؟ وہ ایک کون ہے؟ فرمایا: الجماعت۔ یہ جماعت المسلمین ہے۔ یہ مسلمان ہیں۔ انہی کا نام جماعت ہے۔ یہ کسی دوسرے نام سے نہیں جانے جاتے۔ یہ جو ''مسلمان'' کہلوائیں گے۔ جو سواد اعظم ہے وہی جماعت ہے وہی نجات یافتہ ہے۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نظام ریاست سے الگ ہوا جس نے مسلمان ریاست سے علیحدگی اختیار کی اُس نے اسلام کی چادر کو گردن سے اتار پھینکا۔ وہ اسلام میں نہیں رہا جس نے اسلامی ریاست کو ترک کیا۔ جس نے ریاستِ اسلامیہ کے خلاف جدوجہد کی۔ بغاوت کی اور اسلامی ریاست کو نہ مانا۔ اس نے اسلام کا قلادہ بھی گردن سے اتار پھینکا۔

جو فرقوں میں بٹے اس کے executive orders کیا ہیں بھلا؟ سیدنا عرفجہؓ بیان کرتے ہیں جو شخص تمہارے پاس آئے اور حالت یہ ہے کہ تم سب متحد ہو اور وہ تمہارے اتحاد کو توڑنے کا ارادہ رکھتا ہو یا تمہاری جماعت کو متفرق کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کو قتل کر دو۔ حدیث یہ ہے کہ جو شخص اس حال میں آئے کہ تم متحد ہو اور متفق ہو اور وہ اس لیے آئے کہ تمہارا اتحاد توڑ دے اور تمہاری جماعت کو متفرق کر دے تم اس کو قتل کرو۔ سیدنا حذیفہ بن یمانؓ کی حدیث ہے۔ بڑی خوبصورت حدیث ہے۔ فرماتے ہیں کہ پوچھا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟ وہ خیر جو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جاری تھی۔ اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ جاری تھی۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے لوگ ہوں گے۔ جو ان کی دعوت قبول کرے گا وہ اُس کو جہنم میں پہنچا دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ان کے کچھ اوصاف تو بتائیے ہم اُن کو پہچانیں گے کیسے؟ فرمایا وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے۔ ہماری طرح کے لوگ ہوں گے۔ ہماری ہی جیسی زبان میں باتیں کریں

گے۔ میں نے عرض کی اگر اُس وقت کو پالوں تو مجھ پر کیا لازم ہے؟ میں کیسے بچوں اُن سے۔ فرمایا مسلمین کی جماعت اور اُن کے امام کو لازم پکڑنا۔ میں نے عرض کیا اگر جماعت اور امام نہ ہوں تو پھر کیا کروں؟ فرمایا: ان سب فرقوں سے الگ ہو جانا۔ پھر غور کرو: ان سب فرقوں سے الگ ہو جانا۔ تمہیں درخت کی جڑیں چبانی پڑ جائیں یہاں تک کہ تمہیں اس حالت میں موت آجائے۔ سب فرقوں سے علیحدہ ہو جانا یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے۔ اور تمہیں درختوں کی جڑیں بھی اگر چبانی پڑیں تو کسی فرقے میں شریک نہ ہونا اور جماعت کو ترک نہ کرنا۔ پوچھا اب راستی کا طریقہ کیا ہے؟ یارسول اللہ اگر یہ جماعت تقسیم ہوگئی تہتروں میں اُمت تو ہم کس رستے پہ چلیں گے؟ فرمایا یہ وہ جماعت ہوگی جو اُس رستے پر چلے گی جس پر میں اور میرے اصحاب ہوں گے۔ اگر آپ اصحاب مشکوک کر دو حدیثِ رسول ﷺ مشکوک کر دو اللہ کے رسول ﷺ کو مشکوک کر دو۔ آپ نے خدا کو مشکوک کر دیا۔ قصہ تمام ہوا۔ مذہب سے نجات ہوئی۔ سیکولرزم کی جنت آپ کو نصیب ہوگی۔ نہ اللہ نہ رسولؐ پھر لندن میں جاگھسو یا سرکس میں جاگھسو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔ لیکن جسے مسلمان ہونا ہے اُس کو تھوڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان ہونا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

فرمایا: اللہ عزوجل میری امت کو اکٹھا نہیں رکھے گا۔ آپ کو یاد ہے معراج کی شب اللہ کے رسول ﷺ نے استدعا کی کہ اے پروردگار میری امت کا اتحاد مجھے عطا فرما۔ میری امت میں تفرقہ نہ پڑے۔ کہا: نہیں یہ حکمتِ الٰہیہ ہے۔ اسی سے زمانے نے چلنا ہے۔ یہ تاریکی اور نور کا سفر ہے۔ کوئی اچھا ہوگا کوئی بُرا ہوگا۔ یہ نہیں گرانٹ کیا جاسکتا۔ یہ نہیں گرانٹ ہو سکتا۔ پھر حضور ﷺ کا فرمان ہے اللہ میری امت کو اکٹھا نہیں رکھے گا۔ ظاہر ہے وہاں فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ میری امت میں گمراہی ہوگی مگر اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو کوئی جماعت سے گمراہ ہوا وہ دوزخ کی طرف گیا۔ جماعت سے گمراہ ہونا دوزخ کا رستہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے اور بار بار رسول اللہ ﷺ نے کہا: کہ جو بھی میرے اور میرے اصحاب کے رستے سے ہٹا فرقوں میں بٹا وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ کب تک اسلام چلے گا؟ فرمایا: سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے۔" ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ "پھر میرے اصحاب کا زمانہ" ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" پھر

تابعین کا زمانہ۔ پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں گے۔اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی اور میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں اس قوم کو آج کل آپ دیکھ رہے ہو۔ایسی قوم پیدا ہوگی جس کی گواہی قسم سے پہلے زبان پہ آجایا کرے گی اور قسم گواہی سے پہلے۔یعنی ان کے کسی لفظ کا اعتبار نہیں ہوگا۔وہ ہر بات میں بے یقینی جعل سازی دھوکا اور فریب سے کام لیں گے۔

بڑا ناز ہے ناں آپ کو چار آئمہ پر' کچھ ان کی بھی رائے سن لیں۔آپ کا خیال ہے کہ وہ تقسیم کرتے ہیں۔حضرت امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے۔کسی کے لیے حلال نہیں کہ ہمارے قول کے مطابق فتویٰ دے۔ملاحظہ فرمائیے کیا وہ آرڈر اِیشو کر رہے ہیں۔امام اعظم ابوحنیفہؒ فرما رہے ہیں کہ کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول کے مطابق فتویٰ دے۔جب تک اسے معلوم نہ ہو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے۔کیا وہ قرآن وحدیث سے ہے؟ ماخذ کا مطلب یہ ہے۔آپ سے پوچھا گیا: الانتقاء فی فضائل الائمۃ میں پوچھا گیا کہ جب آپ کی بات کتاب اللہ کے خلاف ہو؟ فرمایا کتاب اللہ کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔پوچھا گیا جب آپ کی بات حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو؟ فرمایا: حدیث رسول ﷺ کے سامنے میری بات چھوڑ دو۔پوچھا گیا جب آپ کی بات قولِ اصحاب کرامؓ کے خلاف ہو؟ فرمایا قولِ اصحابؓ کے خلاف میری بات چھوڑ دو۔جس بات پر اصحاب کا اجماع ہو جائے'ابوحنیفہؒ جو آپ کے سب سے بڑے جیورسٹ ہیں'بڑی وضاحت سے کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ تین باتیں میرے خلاف ہوں: کتاب اللہ، رسول اللہ ﷺ اور اصحاب رسولؐ کا اجماع تو میری بات چھوڑ دو۔انہی کو اختیار کرو۔آپ کا فرمان ہے میری تقلید کرو نہ مالکؒ کی۔تم وہیں سے احکام حاصل کرو جہاں سے ہم حاصل کرتے ہیں یعنی قرآن و حدیث۔عجیب مشورہ ہے۔آپ کو پیر مشورہ دیتے ہیں جب تک ہماری بات نہیں ہوگی دروازہ ہی نہیں کھلے گا جنت کا۔وہ ٹھیکے دار جگہ جگہ بیٹھے ہیں۔میرا تو خیال ہے جیسے بہت سارے لوگوں نے ادھر ٹریفک کے دوسرے تیسرے ٹھیکے لیے ہوتے ہیں' آپ کو پتہ ہے "ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ "(الواقعة:39-40) پارکنگ کم ہے۔سارے پیر فقیر ادھر ٹھیکے پہ ہوتے ہیں کہ ہمارے پاس سے نہیں ہو کے جاؤ گے تو کوئی رستہ نہیں ملے گا۔حضرت مالک بن انسؒ کی سن لیجیے۔امام مالک بھی ایک سکول آف تھاٹ کے سربراہ ہیں۔ہمارے امام ہیں۔میں حنفی بھی ہوں،

مالکی بھی ہوں، شافعی بھی ہوں اگر میں اہل جماعت میں سے ہوں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں ''میں انسان ہوں، میں غلطی پہ ہو سکتا ہوں، میں کبھی صحیح بھی ہوتا ہوں لہٰذا تم میری رائے کو دیکھ لیا کرو۔'' یعنی امامؒ کہتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے نہ قبول کرنا میری رائے۔ میری رائے کو دیکھ لیا کرو۔ جو کتاب وسنت کے موافق ہو وہ قبول کرلو جو غیر موافق ہو اسے ترک کر دو۔ یہ امام مالکؒ فرما رہے ہیں۔ موطا کا مصنف یہ کہہ رہا ہے۔ موطا جو کتاب قانون ہے، جو کتاب حدیث ہے فرمایا میری کسی بات کے متقابل کوئی حدیث ثابت ہو تو پھر حدیث پہ عمل کرو میری بات چھوڑ دو۔ دیکھا آپ نے کتنے سٹریٹ فارورڈ تھے، یہ علمائے وقت، یہ ہمارے جیورسٹ۔ ان پہ کوئی الزام نہیں آتا۔ انہوں نے حق بات آپ کو بتادی ہے۔ الزام ان گروہوں پہ آتا ہے جنہوں نے اپنے اپنے (نصاب) رجسٹر کر لیے۔ اپنے اپنے اسباق فائنل کر لیے۔ اس کے بعد منع کیا آپ کو اس سے آگے نہ سوچنا۔ جو سکول آف تھاٹ آپ کو منع کرتا ہے کہ اس سے آگے نہ سوچنا، نہ غور وفکر کرنا، ہمارے سوا کسی کی بات قبول نہ کرنا' وہ اصل میں فرقے کی واحد مضبوط پہچان ہے۔ مالکؒ فرماتے ہیں جب میری کسی بات کو جب میری کسی بھی بات کو خلاف سنت رسول ﷺ پاؤ تو سنت اختیار کرو، میری بات چھوڑ دو۔ کتنے اچھے لوگ تھے، خوبصورت لوگ تھے۔ خدا کے نیک بندے' ہمارے لیے باعث افتخار، عاقل لوگ تھے۔ آگے ذرا اور تھوڑی سختی کی۔ فرمایا جب حدیث میری بات کے خلاف پاؤ تو حدیث پہ عمل کرو، میری بات کو دیوار پہ پھینک دو، Don't be concerned کہ یہ مالکؒ نے کہا۔ اب میں آپ کو سب سے سخت امامؒ کی رائے دے رہا ہوں۔ جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اپنی بات چھوڑتے ہی نہیں تھے۔ اُن کے پاس نرمی کوئی نہیں تھی..... امام احمد بن حنبلؒ کی۔ کچھ تو ہمارے احباب یہاں حنابلہ میں سے بھی ہوں گے' مگر امام احمد بن حنبل کی رائے سن لیجیے۔ سب سے rigid اصولی مؤقفات پہ امام احمد بن حنبلؒ کو گنا جاتا ہے۔ مگر انہوں نے بھی بڑی اصولی بات کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ دین کے معاملوں میں لوگوں کی تقلید کرنا انسان کی کم فہمی کی علامت ہے۔ پتہ ہے ''لوگ'' کن کو کہہ رہے ہیں؟ اپنے آپ کو۔ یہاں لوگوں سے مراد ہر بندہ نہیں۔ یہاں آئمہ کی بات کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے لوگوں کی بات کر رہے ہیں کہ دین کے معاملے میں یعنی اگر آپ لوگوں کی تقلید کرو گے تو اس کا مطلب ہے آپ کم فہم ہو دین میں۔ اوپر فرماتے ہیں نہ میری تقلید کرو، نہ مالک کی کرو نہ اوزاعی اور ثوری کی تقلید کرو۔ بلکہ جہاں

سے دین لیا ہے وہیں سے دین حاصل کرو۔ ہے ناں خوبصورت بات، کوئی فرقہ نہیں، کوئی رعب نہیں۔ تعقل کو کسی قسم کا انہوں نے قید نہیں کیا۔ ہماری بات اگر دین کے مطابق ہو تو ہماری قبول کرلو، اگر مطابق نہ ہو تو دین کی کرنا، ہماری نہ کرنا۔ اپنے خلاف کوئی فیصلہ دیتا ہے آج کل کوئی عالم دیتا ہے؟ تمہاری بات غلط ہے تو کہتا ہے ٹھہر جا ابھی بلاتا ہوں خودکش بمبار کو۔ اور پھر دیکھئے امام مسلم اپنی کتاب میں حضرت امام ابن سیرینؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں دیکھو خدا کا خوف کیا کرو۔ دین کوئی گری پڑی چیز نہیں ہے۔ سستی شے نہیں ہے۔ اس کی امپورٹنس دماغ میں رکھو یہ top priority ہے۔ جب دین لینے جانا ہو تو کسی مسخرے سے نہ لیا کرو۔ یہ لبادے بدلنے والوں سے نہ لیا کرو۔ یہ چھوٹے موٹے ناز نخرے اپنی پہچان کرانے والوں سے نہ لیا کرو۔ دین بہت serious بات ہے، top priority ہے۔ top relief ہے۔ یہ جنت کا کریڈٹ ہے۔ بلین اور ٹریلین ایئرز آف لائف جو آگے ہے اس کا پاسپورٹ ہے۔ خدا کے بندو اس کو جاہلوں سے مت سیکھو۔ اس کو ناچ کودوالوں سے مت سیکھو۔ رنگ بدلنے والے گرگٹ کے علماء سے مت سیکھو۔ اس کو صحیح لوگوں سے حاصل کیا کرو۔ ایک بات آپ کو بتاؤں۔ بڑے مزے کی تاریخی واقعہ ہے۔ یہ امام مالکؒ کا واقعہ ہے۔ آپ ان باتوں کو سنو گے تو آپ کو اندازہ ہوگا لوگ کیا تعلیم دیتے ہیں اور ہمارے ائمہ کیا کرتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے جب فتوحات ہو رہی تھیں تو ہر امام کو باہر بھیجا جا رہا تھا۔ علیحدہ علیحدہ بھیجا جا رہا تھا۔ جو خلیفۂ وقت تھے جیسے خلیفہ منصور جب اہل بغداد کا حکمران ہوا تو بہت جابر تھا۔ اس نے امام مالکؒ سے مشورہ کیا۔ کہا کہ میں سارے ملکوں میں موطا نہ بھجوا دوں؟ امام مالکؒ کو کہا کہ میں موطا اٹھا کے سارے ملکوں کو بھجوا دیتا ہوں اور ساتھ لکھ دیتا ہوں کہ تمام امت مسلمہ کا قانون موطا سے ہی اخذ کیا جائے۔ جواب بڑا خوبصورت تھا۔ ذرا امام مالکؒ کا جواب سن لیجیے: فرمایا اصحاب رسول ﷺ بہت سارے ملکوں کے اندر بکھر گئے ہیں۔ ہر قوم ان کے علم سے وہ چیز لے چکی ہے جو اصحابؓ کرام سے ان تک پہنچی تھی۔ یعنی باقی اصحاب بھی تو گئے ہوں گے تو جہاں جہاں گئے ہوں گے..... "اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ"...... ستاروں کی طرح رہنمائی کی ہوگی۔ تو کچھ لوگ ان علوم کو ان سے لے چکے ہیں۔ اے امیر المومنین ایسا مت کیجیے۔ بظاہر تو اگر کسی امام کو یہاں کہا جائے کہ بھائی جی آئیے! جبراً قہراً آپ کا فتویٰ سارے ملک میں لگا دیتے ہیں۔ آپ کو ہی فقیہ اعظم مقرر کر دیتے ہیں۔ مفتی اعظم بھی۔ کیسی خوشی

نصیب ہوگی۔ مگر یہاں جو وقت کا سب سے بڑا امام ہے۔ موطا کا مالک ہے، کتاب قانون کا لکھنے والا ہے اور جس کے لیے probable ہے کہ نئے نئے لوگ مسلمان ہوئے ہیں۔ چلو موطا بھیج کے (مفتی اعظم بن جاتے ہیں)۔ مگر کہا اے امیر المومنین ایسا مت کیجیے۔ اس سے قبل لوگوں کے ہاں اقوال پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کو احادیث اور روایات ملی ہوئی ہیں۔ اصحاب رسولؐ اور دیگر اہل علم کے اختلاف سے ہر قوم کو جو چیز پہنچی وہ اس کو لے چکے ہیں۔ معمول بنا کر بطور دین اختیار کر چکے ہیں۔ اب لوگ جس بات کے قائل ہو چکے ہیں اس کو ہٹانا بڑی عذر بات ہے۔ شریر بات ہے۔ اب لوگوں کو ان کے حال پہ چھوڑ دیجیے۔ ہر ملک کے لوگوں نے جو کچھ اختیار کیا ہے۔ اسی پہ ان کو رہنے دیجیے۔ اب ان کی "تہمیاں" نیچے نہ اتروایئے۔ ان کے پائینچے نہ سکڑوایئے۔ ان کی مونچھیں نہ کترواییے۔ جبر کا رویہ آپ اختیار نہ کیجیے۔

خواجہ مہر علیؒ کی ایک بات۔ وہ آخری literate mystic تھے۔ ان کی رائے میں بڑا حسن ہے۔ دل نہیں چاہتا کہ اختتام سے پہلے میں ان کو کوٹ نہ کروں۔ فرمایا کہ اُن امور کے بیان میں جن کا جاننا ضروری ہے واضح ہو کہ تفسیر کے تمام طریقوں میں سے اول درجہ تفسیر القرآن بالقرآن ہے۔ یعنی سب سے پہلے قرآن کی وضاحت قرآن سے طلب کیجیے۔ اگر قرآن نے ایک بات ایک جگہ کہی ہے، جیسے معتزلہ نے کیا یا ماتریدیہ نے کیا۔ ایسے نہ کیجیے۔ ایک آیت سے استنباط نہ کیجیے۔ پہلے پورا قرآن تو پڑھ لیجیے۔ خواجہ مہر علیؒ کا کہنا یہ ہے کہ پہلے پورا قرآن تو پڑھ لو۔ اگر ایک آیت آئی ہے۔ سپلیمنٹ آیتیں آئی ہوں گی، آگے آیات ہوں گی۔ پورا اور اک ایک موضوع پہ آیت قرآنی سے کرلو پھر ان کے بارے میں رائے دینا۔ the first degree of the understanding of the Quran is with Quran قرآن کی تفسیر بالقرآن۔ اس کے بعد کیونکہ "اِنَّ الْقُرْآنَ يُفَسِّرُهُ بَعْضُهُ عَلٰى بَعْضٍ"۔ قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے۔ ایک حصہ دوسرے حصے پہ دلالت ہے۔ اُس کی محکمات متشابہات پہ دلیل ہیں اور متشابہات زمانوں پہ آ کے دلیل دیتی ہیں۔ دوسرا درجہ ہے "تفسیر بالسُّنَّة" باوجود اس کے کہ ایک specialized mystic علوم میں اُستاذِ معظم ہیں، وہ رائے دے رہے ہیں قرآن پڑھنے کے بارے میں۔ کیونکہ دوسرا طریقہ قرآن کی "تفسیر بالسُّنَّة" ہے کہ اصحاب کے رویوں سے تصدیق کرو۔ اگر آپ کو پتہ لگے یہ ہے تو

کسی سے پوچھو کہ جب یہ حکم آیا تھا اصحاب نے کیسے لیا تھا؟ چھوٹی سی آپ کو بات بتاتا ہوں۔ جب یہ آیت اتری۔ پروردگار نے صفائی پر آیت اتاری کہ:" اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ "{البقرہ:222} خدا توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور پاک رہنے والوں سے اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ توبہ کی تو سمجھ آ گئی ہے مگر یہ پاک رہنے والے کون ہیں؟ اگر آپ کے سامنے بھی میں لفظ 'پاک' رکھ دوں تو بڑی مشکل بنے گی کہ پاکیزگی کا مطلب کیا ہے؟ مگر رسول اکرم ﷺ نے اصحاب کو جو بتایا کہ پاکیزگی کا مطلب ہے' جو ڈھیلے کے بعد آب دست لیتے ہیں، چونکہ اس وقت جو رواج تھا رویہ تھا آپ باہر گئے' آپ نے ablution کی۔ تو پاک وہ لوگ ہیں جو اس ابلوشن سے پوری طرح satisfy نہیں ہوئے اور گھر آ کے انہوں نے پانی سے وضو کیا۔ a little extra clean تو آپ کے لیے قابل قبول ہو گیا۔ اصحاب کی ان وضاحتوں سے دین ہماری گرفت میں آ جاتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے اگر ہم ان کی بات نہ سنیں تو دین ہماری گرفت سے نکل جاتا ہے۔ اگر میں 'طاہرین' کا 'مطاہرین' کا ترجمہ linguistically کروں یا زبان کے لحاظ سے کروں تو مجھے پاکیزگی کے ہولناک خواب آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ جو ایک نیچرل طریقہ بتایا ہے کہ Anybody who wishes to be more clean وہ طاہر ہے۔ کوئی غیر معمولی کنڈیشن نہیں ہے۔ معمولی سی بات ہے کہ اگر آپ اپنے آپ کو زیادہ صاف رکھنا چاہو تو آب دست بھی لے لو۔ اس لیے اصحاب کے رویے جو ہیں وہ قرآن اور سنت رسول ﷺ کی بہترین تائید اور بہترین تفسیر ہیں۔ تیسرا درجہ خواجہ مہر علیؒ کہتے ہیں کہ اصحاب کرام کی تفسیر کا ہے۔ اور یہ کون ہیں؟ خلفائے اربعہ اور عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ۔ پھر چوتھا درجہ تابعین اور تبع تابعین کا ہے۔ ان میں چند ایک کے انہوں نے نام بتائے ہیں کہ عمدہ ترین مفسرین حضرت مجاہد بن جبلؒ ہیں۔ آپ ابن عباسؓ کے شاگردوں میں سے ہیں اور امام بخاری اور امام شافعی نے ان کی تفسیر پہ اظہار اعتماد کیا ہے۔

خواتین و حضرات! In the end, I wish you to understand کہ ہماری بڑی خواہش ہوتی ہے اور بہت سارا تجسس اس بات پہ ہوتا ہے Who's right , who's wrong میرا بھی تجسس تھا۔ مگر جب ایک فرقے کو اختیار کرنے کے بعد پھر آپ کا سفر شروع ہو جاتا ہے who's right, who's wrong مگر

اگر آپ غور کرو فرقہ بذات خود آپ کو اس question میں ڈال دیتا ہے کہ who's right, who's wrong? تو ایک بہترین طریقہ جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے ہمیں بتایا ہے ہماری ڈیکلیریشن بتائی کہ اگر میں کسی کو کہہ دوں کہ میں مسلمان ہوں تو مجھے یہ غم نہیں رہے گا' مجھے یہ فکر نہیں رہے گی کہ میں نے کسی کو غلط بتایا ہے۔ مجھے پورا یقین ہوگا کہ میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میں مسلمان ہوں۔ میں مومن نہیں ہوں یہ یاد رکھیے گا۔ مومن نہیں ہوں۔ مومن ایک غیاب کی کیفیت ہے۔ ایک چھپی ڈھکی حقیقت ہے۔ اس کا انکشاف بندوں کو نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے ایک بھائی کی تعریف کی مال غنیمت کے لیے اور چاہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کو زیادہ مال دے دیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بھائی مومن ہے۔ فرمایا "بَلْ مُسلِماً" نہیں سعدؓ یہ مسلم ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں ہے' بدو آئے بڑے ناز سے بڑے رعب سے آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو مومن ہوئے۔ ہم نے تو اسلام قبول کیا۔ آپ پر کتنا احسان کیا۔ تو قرآن حکیم نے نازل فرمائی یہ آیت اُو بے وقوفو تم نے نہیں ہم پہ احسان کیا بلکہ اللہ اور رسول ﷺ نے تم پہ احسان کیا۔ اور فرمایا تم مومن نہیں ہو۔ اسلام' ایمان کا آغاز سفر ہے۔ اسلام اس جدوجہد کا نام ہے جو سچائی کو اختیار کرنے کے لیے آپ شروع کرتے ہو۔ جس کا پہلا قدم آپ اسلام میں اٹھاتے ہو۔ اسلام ایک رستہ ہے اور اس رستے پہ پہلا قدم خدا کے شعور، اس کی وحدانیت کے شعور، اس کی محبت ہمسائیگی اور قرب کے لیے جو پہلا قدم اٹھتا ہے اس کو ہم اسلام کہتے ہیں۔ اور جو آخری قدم ہوتا ہے وہ ایمان کا ہوتا ہے۔ ہم میں سے کون سلامت رہ جاتا ہے' کون رستے میں گر جاتا ہے (یہ بعد کی بات ہے)۔ مگر ایک بات رسول اللہ ﷺ کی یاد رکھیے وہ شخص جو اجماع سے علیحدہ ہوا' جو اپنے لشکر سے علیحدہ ہوا وہ بھیڑ بکریوں کے اس ریوڑ کی طرح ہے جس سے جب کوئی بھیڑ جدا ہوتی ہے تو بھیڑیے تاک میں ہوتے ہیں۔ وہ ریوڑ کو نہیں کھا سکتے۔ اس اکیلی بھیڑ کو شیاطین اٹھا کے لے جاتے ہیں۔ گریز کیجیے اس مرحلے سے۔ اور جیسے میں نے کہا کہ میں اگر آپ کو اپنی بات بتاؤں' جب سے میں نے یہ آیات پڑھیں' جب سے یہ حدیث پڑھی، جب سے یہ تفاسیر ائمہ پڑھیں آپ یقین کرو مجھے فرقوں سے اتنا ہی خوف آتا ہے جیسے کسی صحت مند بندے کو کوڑھی سے خوف آتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

سوال و جواب

س: توفیق کسے کہتے ہیں؟

ج: توفیق کا concept تو بڑا simple سا ایک قرآنی آیت سے explain ہو جاتا ہے: وَمَا تَوْفِيقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ(سورۃ ھود: 88) کہ اللہ کو جاننا، بھروسہ کرنا اور ہر مشکل سوال کے لیے خدا کو پلٹنا، رجوع کرنا توفیق ہے۔ اگر آپ کسی critical understanding میں خدا کو نہیں پلٹ رہے ہو، نہیں جا رہے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو توفیق الیہ نصیب نہیں ہے۔ اگر آپ پیغمبروں کا ذکر پڑھو تو آپ کو ہر پیغمبر میں ایک خصوصیت نظر آتی ہے کہ وہ: وَإِلَيْهِ أُنِيبُ۔ کہ جیسے حضرت سلیمان کا ذکر ہو یا حضرت داؤدؑ کا ہو ان کی ایک صفت ہر وقت بیان کی جاتی ہے، کہ: "نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ" {ص:30} کہ بڑے اچھے بندے تھے، اللہ کو رجوع کرتے تھے۔ تو انابیت جو ہے یہ پیغمبرانہ صفت ہے اور مسلسل صفت ہے۔ اس لیے توفیق اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ہر معاملے اور فکرِ زندگی میں آپ خدا کو رجوع فرماؤ۔

س: پروفیسر صاحب یہ پوچھا گیا ہے کہ انسان اگر کوئی گناہ کرے تو گناہ اس کی اپنی طرف سے ہے اور اگر کوئی نیکی کرے تو اللہ کا کرم یا توفیق سے ہے جبکہ آپ کے پچھلے لیکچر کے مطابق انسان ریموٹلی کنٹرولڈ ہے اور چھ سیکنڈ پہلے وہ فیصلہ کرتا ہے، اوپر سے کوئی فیصلہ آ جاتا ہے۔ پھر انسان کو آخرت میں پوچھا کیوں جائے گا اس حوالے سے؟

ج: دونوں احکامات میں difference ہے۔ ایک حکم سے دنیا چلتی ہے کام کاج چلتے ہیں۔ اس میں آپ کی موومنٹ ہے۔ آپ کا رزق ہے اس میں، آپ کے بیوی بچے ہیں، رشتے دار ہیں۔ یہ احکامات جو ہیں خدا کے کنٹرول میں ہیں۔ یہ اللہ نے صاف کہہ دیا کہ لکھے ہوئے ہیں۔ جب کوئی چیز لکھی جائے گی تو آپ کے کنٹرول میں نہیں ہوگی: "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي

الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ" (هــــود:6) یہ لکھے گئے ہیں۔آپ کی موومنٹ لکھی گئی ہیں۔آپ کے انداز حیات لکھے گئے ہیں۔آپ کے کام کاج لکھے گئے ہیں۔ یہ جو دوسری کنٹرول کی موومنٹ ہے یہ ایک فیصلہ کن موومنٹ ہے جس سے مراد صرف چوائس ہے "اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُورًا" (الدھر:03) آپ کا انتخاب صرف اس آیت تک محدود ہے۔

س: فرقوں کے حوالے سے یہ پوچھا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے 73 فرقوں کی بات کی ہے اور اگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے تو پھر تو یہ پیدا ہونے ہیں؟

ج: آپ نے گنے نہیں ہوں گے یا شاید آپ ایک ہی فرقے سے متعلق ہیں۔ 73 چھوڑ کے 73 سو ہو چکے ہیں۔ اگر آپ سارے فرقے گنیں تو جیسے میں نے آپ سے کہا کہ اب ان کی تعداد سینکڑوں میں ہوگی۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے تو 73 کی ٹرم اس لئے نہیں استعمال ہوئی۔ جیسے آپ فرض کرو کہیں 5، 10، 15، 20 لوگ جمع ہوں اور آپ وہاں سے گزریں تو آپ کہیں گے کہ وہاں 100 بندہ جمع تھا۔ تو وہ 100 بندہ exact نہیں ہوتا۔ اسی طرح اس معاملے میں بھی 71، 72، 73 کا یہ مطلب نہیں کہ گنے اُتنے گئے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہود میں اگر 71 ہوئے ہیں تو عیسائیوں میں 72 ہوں گے۔ اور اگر عیسائیوں میں 72 ہیں تو ہمارے 73 ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں گروہ سب سے زیادہ ہوں گے۔ مسلمانوں کے فرقے سب سے زیادہ ہوں گے۔ کہیں سے داعش پھوٹے گا اور کہیں سے فلاں صاحب آئیں گے، کہیں سے یہ صاحب آئیں گے۔ یہ سارے فرقے موو ہیں۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے ہیں۔ اسی لئے جب خوارج کی بات ہوئی تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ خوارج کوئی ایک گروہ نہیں ہے ایک فرقہ نہیں ہے۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ نکلتے رہیں گے اور سب سے آخری گروہ جو ہے دجال کے ساتھ نکلے گا۔

س: پروفیسر صاحب، یہ امریکہ سے ایک سوال بھیجا ہے طلحہ آصف صاحب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ "How to get attach with Allah subhan wa tala" اور انہوں نے اپنے نام کی تسبیح بھی پوچھی ہے۔

ج: ظاہر ہے وہ تسبیح تو ان کو دے دیں گے but the only way to get

you must feel بس attach is to feel sincere about Him.
sincere about Him.اس ذرۂ اخلاص کو بس ڈھونڈو جو آپ کے نہاں خانۂ دل میں عزلت نشینی، تنہائی میں ہے۔ تھوڑا سا غم خدا کے حضور کیلئے پیدا کر لو۔ بس وہی اللہ کو چاہیے "اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ "{ الصافات:160} ایک آنسو ڈھونڈو جو خدا کیلئے نکلے، مکھی کے سر کے برابر اور آپ کے رخسار تک آ کے سوکھ جائے' آپ کو نارودوزخ سے رہائی بخشے گا اور قربت حضور بخشے گا۔ اس کے لیے اللہ کو بڑے ڈرامے نہیں چاہئیں۔ اس کیلئے غلاف نہیں چاہئیں۔ کوئی ایسی اس کو آراستگی نہیں چاہیے۔ وہ بہت سادگی کو appreciate کرنے والا ہے۔ محبت کو سادگی کو پسند کرتا ہے۔ اس کی فطرت میں پیچیدگی نہیں ہے۔ بھلا آپ میں کیوں پیچیدگی پسند کرے گا؟ وہ اُوٹ پٹانگ ناچوں میں نہیں ملتا۔ جلالیہ اور سکریہ میں نہیں ملتا۔ وہ سیدھے سادھے لوگوں کو ملتا ہے۔ سیدھی سادھی آرزو میں ملتا ہے۔ کوئی زمانہ تھا' ایک شاعر تھا۔ اس نے سب سے مختصر نظم لکھی۔ تو لوگ کہتے ہیں باوجود اس کے کہ بہت ہی مختصر ہے لیکن ہے to the point کہ

سدھی جی او کڑی سی تے
ایویں بے سن وال

بس نظم ختم۔ تو آپ کو ایسا ہی ہونا پڑے گا۔

س: پروفیسر صاحب! یہ اعظم سواتی صاحب نے سوال کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ آج فرقوں کی پہچان ان کی کپڑوں اور پگڑی سے منسوب ہے جب کہ آپ کے چاہنے والے ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں۔ نہ پگڑی بذاتِ خود حرام ہے اور نہ ہی تسبیح۔ ہم اس تفریق کی کیسے پہچان کریں گے؟ یہ کوئی نیا فرقہ تو نہیں بن جائے گا؟

ج: (سٹیج پر بیٹھے اعظم سواتی صاحب کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے) "بے نہ بغل میں چھری (ہال میں قہقہہ)۔ بات یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ "عمامہ" عربوں کی شان ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جو مرضی پگڑی پہنو۔ یہ کہاں کی بات ہے کہ ہر آدمی کو ایک ہی پگڑی پسند آئے۔ ایک ہی انداز پسند آئے۔ ہم تو فرقہ اس کو کہتے ہیں کہ جو ایک ایک انداز پر سختی سے کرخت ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک بل کم ہو گیا تو فرقے سے نکل جاؤ گے۔ رہی اس غریب (اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کی یہ تسبیح' یہ ذرا اٹھا کے دیکھو کہ کالی ہے۔ اور باقی یہاں کسی نے وہ پگڑی

ہے، کسی نے وہ پکڑی ہے۔ یہاں تسبیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ تو آسانی ہے۔ سنیں تسبیح کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر آپ اسمائے الٰہیہ کو اوقات پر تقسیم کر سکتے ہیں تو آپ کو تسبیح کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ نے اسم ذات سے اس کو یاد کرنا ہو تو کوئی ضرورت نہیں تسبیح کی۔ اللہ اللہ کہتے ہوئے آپ کو تسبیح کی ضرورت نہیں۔ فرض کرو میں آپ کو مختصراً بغیر کسی اس کے بتادوں کہ میں نے کم سے کم ڈیڑھ سو تسبیح پڑھنی ہوتی ہے دن میں۔ میں جب ڈیڑھ سو تسبیح کو پلٹنا چاہتا ہوں اگر میں نہ پڑھوں تو میری ایک تسبیح چلتے چلتے رات گئی دن گیا پھر آتی ہے زاری ہوتی ہے۔ میں کچھ اچھے ناموں سے اللہ کو یاد کرتا ہوں۔ بس! ظاہر ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں کہ مصرع بھی ہے۔ تو جس طرح سے بھی لباس پہنو:

بہ ہر طرز کہ خواہی جامہ بر پوش

من انداز قدت را می شناسم

اللہ کا اسم رحمٰن و رحیم ہو حتیٰ کہ اسم قہار و جبار ہو مجھے اس میں بھی حسن نظر آتا ہے۔ تو جب بھی ان سارے اسماء کی تلاوت کرنی ہو تو میں تسبیح پکڑ لیتا ہوں۔ تو مجھے یہ صرف آسانی ہے۔ جیسے آسٹریلین کو تسبیح چاہیے بھیڑیں گننے کیلئے۔ ہم نے لے لی ناں اُن سے یہ بھی۔ ہمیں اس کام میں آسانی ملی ہم نے وہ ان سے لے لی۔ یہ آسانی کے لئے ہے۔ نہ یہ کوئی لازمی ہے۔ نہ کوئی اِنزل ہے نہ یہاں کوئی سارے لوگ تسبیح رکھتے ہیں۔ بعض لوگ زبانی کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ حدیث مبارک ہے کہ حضور ﷺ بعض اوقات انگلیوں پہ ستر ستر بار تسبیح کیا کرتے تھے۔ خاص طور پر ان کا استغفار جو ہمارے پاس آیا ہے کہ "رَبِّ اغْفِرلِی وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم" تو اصحاب کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو ستر ستر مرتبہ گنتے دیکھا۔ یہ تسبیح تو ہماری کوئی چیز نہیں ہے نہ تو ہم اس کو آگے رکھ کے اس کو سجدہ کرتے ہیں This is a miner use of اس facility for remembering God and change over. کے علاوہ کچھ نہیں۔

اسرار کسانہ صاحب: امید ہے سواتی صاحب کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ پروفیسر صاحب یہ پوچھا گیا ہے کہ اللہ کی طرف بڑھتے ہوئے شناخت کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظری اور بصری شہادت نصیب ہو۔ اور آخر میں وہ پوچھتے ہیں کہ Isn't it a

psychological need of Sufi to see God before death?

ج: Not at allصورت تو ہم دیکھ سکتے نہیں ہیں۔ دیکھیں انسان بہت بڑی شے تھا۔ جن سے بڑا انسفار مرتھا۔ آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس حال میں مَیں جن سے بڑا تھا' یا اس حال میں مَیں کسی ملک سے بڑا تھا۔ جو بنیادی تخلیق انسان ہے وہ تو بہت بڑی تھی۔ ایک ایسا روحی وجود جو باقی تمام تر روحانی وجودوں پر غالب تھا۔ اور پھر اُس میں بہت بڑی عقل جو ہے سمیٹی گئی رکھی گئی۔ اسے بادشاہِ وقت اور مملکت بنایا گیا۔ خلیفۃ الارض بنایا گیا۔ ہم نہیں ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ آدم مَیں نہیں ہوں۔ وہ آدم جس نے compete کیا' وہ آدم جس نے خلافتِ ارضی پائی' وہ آدم جس کو سجود ملائک کہا گیا: "وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ "{البقرہ:34} وہ میں نہیں ہوں۔ مَیں ہوں قید کردہ غلام اللہ کا۔ میں ہوں جسے دنیا میں زوال پذیر کر کے پیدا کیا گیا۔ جس کی limitations مقرر کی گئیں۔ جس کو کچھ کی دی گئی۔ جس کے آٹھ کروڑ برین سیلز میں سے صرف دو لاکھ چالو کئے گئے۔ میری باقی حکومت کو ضبط کر لیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ: "وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ " نیچے جاؤ۔ تم کو نیچے بھیجا جا رہا ہے۔ بعض کے تم بعض کے دشمن ٹھہرو گے: "وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ"{البقرہ:36} ایک کیمپ تمہارے لئے تیار کیا گیا ہے' وہاں ٹھہرو۔ تھوڑا سا تمہارا فائدہ ہے۔ اب خدا کے حضور سے ہم نکلے ہوئے ہیں۔ حضورِ یزداں سے اس کے vision کی تاب سے ہم نکلے ہوئے ہیں۔ یہاں جو سب سے بڑی سزا رکھی گئی۔ وہ اس کے vision پہ پابندی تھی۔ now it's impossible کہ ہم خدا کو دیکھ سکیں۔ ہماری آنکھ میں طاقت نہیں ہے۔ ہماری آنکھ میں فرشتہ دیکھنے کی بھی طاقت نہیں ہے۔ یہ حدیث ہے کہ فرشتہ جبرئیل امین جب حضورﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور سلام کیا کرتے تھے اور خواتین کو اہلِ خانہ کو بھی سلام کرتے تھے۔ تو ایک دفعہ بچپن میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے جبرئیل پہ نظر ڈال دی تھی اور محدثین یہ لکھتے ہیں کہ اُن کی عمر آخر میں ابن عباسؓ بالکل اندھے ہو گئے تھے۔ اس کی وجہ وہ جبرئیل پہ نظر ڈالنا تھی۔ ہماری نظری قیود اور حدود ملائکہ کے شعاعی وجود کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ وہ فردِ واحد جو خدا کے vision پر دلیل ہیں' یعنی آقا و رسول محمد رسول اللہﷺ کو بھی افلاک میں جانے سے پہلے حضورِ یزداں جانے سے پہلے ان کو بھی پہلے ایک

آپریشن میں ڈالا گیا۔ شق صدر میں ڈالا گیا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا میرا دل ایمان وحکمت سے بھرا گیا۔ اور میرے دل سے وہ چیز نکال لی گئی جو اللہ کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ پھر اس شق صدر کے بعد حضور ﷺ کر اوپر لے جایا گیا۔ اور انہوں نے خدا پہ رویت کی شہادت بخشی۔

س: لاشاری صاحب پوچھتے ہیں کہ How can we get rid of such mind and intellect which finally become our ego?

ج: ایک ہی صورت ہے جناب لاشاری صاحب! اگر اسے ہم اپنا نہ سمجھیں ادھار سمجھیں۔ کسی کی ملکیت سمجھیں۔ اور زیادہ اس پر دست درازی نہ کریں۔ آپ نے دیکھا کہ خدا کیا کہتا ہے اور یہ بات میں آپ کو بالکل واضح سنا رہا ہوں۔ آپ کی عقل آپ کی نہیں ہوتی۔ آپ کو قرآن کہتا ہے: "اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ " {الاحزاب :72} میں نے تمہیں امانت دی۔ اس امانت کے عوض غلبہ دیا۔ اُسے سنبھال کے خرچو۔ جو اس کے مقاصد ہیں پورے کرو۔ اگر آپ نے امانت کو اپنا سمجھا تو تکبراتِ مغرب کی طرح آپ کا حال ہوگا۔ جہاں اپنے آپ کو Gods بنالیں گے۔ خالق بنالیں گے۔ جہاں خدائی کا انکار کریں گے۔ اور جب اصلی خدا کے انکار میں عقل پڑ جائے تو آپ نے امانت ضائع کر دی۔ The only way to hold it اور اس کو کنٹرول میں رکھنے کا طریقہ ہے، اسے یاد کرایا جائے کہ اے بیوقوف تو عقل ہے تو ہماری ملکیت نہیں ہے۔ اس لئے ہم تم سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

س: آپ نے جمہور اور جماعت کی بات کی ہے۔ اگر جمہور کسی خلاف شریعت کام پر رضا مند ہو جائیں تو اس صورت میں اختلاف سے کیسے بچا جائے؟

ج: جمہور اور جماعت میں صرف ایک فرق ہے کہ جمہور خلاف فطرت خلاف مذہب کام کرتا ہوا جماعت نہیں ہو سکتا۔ اور جماعت وہ ہے جو مذہب کے عنوان سے جانی جاتی ہے۔ جو خدا اور رسول ﷺ کے عنوان سے جانی جاتی ہے۔ جو اسلام کے پیٹرن سے پہچانی جاتی ہے۔ جمہور پہ لفظ جماعت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

س: عاصم صاحب نے یہ پوچھا ہے کہ اسلام مذہب نہیں دین ہے۔ اس کو واضح کر دیں؟

ج: یہ ٹھیک ہے مذہب انجام نہیں ہے۔ ایک رستہ ہے۔ مذہب کا مطلب ہے کہ چلنے کا

رستہ، یہ منزل نہیں ہے۔ اسی لئے کوئی یہ کہے کہ اسلام دین نہیں ہے تو یہ غلط نہیں ہوگا۔ مگر یہ غلط ہوگا اگر ہم اسلام اور دین کو تقسیم کر دیں۔ اسی چلنے کے رستے جس کو دین کہتے ہیں، اس پہ چل کے آپ منزل تک پہنچیں گے۔ اور دین کا مطلب ہے پورا پورا لینا اور پورا پورا دینا۔ یعنی دین انجام ہے۔ اس رستے پہ چل کے اس منزل کا انجام ہے۔

س: پروفیسر صاحب آصف محمود نے پوچھا ہے کہ جس ہدایت یافتہ جماعت کا آپ نے ذکر فرمایا ہے کیا وہ جماعت اس وقت کائنات عالم میں موجود ہے؟ وہ کون سی ہے؟ اگر نہیں تو ہم کدھر جائیں؟

ج: وہ آپ ہو۔ آپ اچھی بات کہو گے میں سنوں گا، میں تسلیم کروں گا۔ میں آپ کو سمجھوں گا مگر میں آپ کو جماعت نہیں گنوں گا' فرقہ نہیں گنوں گا۔ مجھے پتہ ہے کہ میرے ایک مسلمان بھائی نے مجھے عقل کی بات بتائی۔ مجھے پتہ ہے کہ اس نے پڑھا لکھا۔ اس نے میرے ساتھ ایک بات discuss کی ہے۔ میری ذہانت کو بھی رُخ دیا ہے۔ میں آپ کی ذہانت کو پرکھوں گا۔ آپ مجھے پرکھیں گے۔ ایک اچھا مسلمان علم کی ہوس رکھتا ہے۔ ایک علم کی ہوس میں ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے ہیں۔ ہم اگر ایک قدم بھی آگے بڑھیں گے تو ہم ہی وہ جماعت ہیں جو خدا کے حضور علم حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

س: پروفیسر صاحب، پہلے question سے جڑا ہوا یہ سوال ہے کہ کیا آپ بھی اپنے آپ کو سب سے علیحدہ کر کے فرقہ نہیں create کر رہے؟ باقی سب بھی یہی کہتے ہیں کہ کسی فرقے میں نہ پڑو۔ آپ بھی اپنے علاوہ کسی استاد کا ذکر ہی نہیں کرتے۔

ج: سبحان اللہ! یہ (سٹیج پہ موجود مہمانان محترم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آپ کو میں اکیلا نظر آ رہا ہوں۔ یہ دیکھو میں تو اکیلا نہیں ہوں۔ دیکھو میری شہادت وہ لوگ ہیں' ہر استاد کی شہادت وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ آپ اگر ان سے پوچھو کہ کیا میں نے کبھی انہیں کہا میں درست ہوں اور کوئی درست نہیں ہے؟ مگر آپ جب کہتے ہیں کہ میں کسی کی مخالفت کرتا ہوں تو اس کی ایک وجہ ہے۔ جیسے میرے پاس اتنے بڑے اصحاب ڈاکٹر صاحبان بیٹھے ہیں، ٹیچرز بیٹھے ہیں۔ کیا کسی ٹیچر کا یہ بھی حق نہیں ہے کہ کسی غلط کو غلط کہہ سکے؟ پھر اس نے پڑھانا کیا ہے؟ ہم لوگ کسی سکہ بند علمی شخصیت کو غلط نہیں کہتے۔ ہم ان لوگوں کو غلط کہتے ہیں جنہوں نے اپنے

نیم حکیمانہ انداز سے اسلام کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ اور اس کی بنا پر اپنی عزت کمائی۔ اور مخلوق کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کیا۔ یہ اساتذہ بلعم بن باعور کی لسٹ میں آتے ہیں۔ یہ اساتذہ نہیں سمجھے جاتے۔ ان کے ساتھ رعایت نہیں ہو سکتی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک ٹیچر جو ہے وہ اپنے علم سے بہت متعصب ہوتا ہے۔ علم سے! وہ یہ نہیں کہ وہ جو کہہ رہا ہے۔ ہمیں علمیت سے تعصب ہے۔ ایک غلط قسم کا impart knowledge کیا جائے گا تو اس کو کسی قیمت پہ میں درست نہیں کہہ سکتا۔ جیسے ایک ڈاکٹر ہے جو جانتا ہے وہ کسی قیمت پہ پرایک عطائی کو ڈاکٹر نہیں کہہ سکتا۔ یہاں علوم کا فرق ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم ہر عالم کو برا کہہ رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتاؤں میں پاکستان میں ایک شخص سے بہت متاثر ہوا ہوں' بہت زیادہ۔ جس کو میں ملا بھی نہیں ہوں۔ وہ ڈاکٹر حمید اللہ خان تھے۔ ساری زندگی باہر گزاری مگر جاتے جاتے اس شخص نے دیکھو کیا احسان کیا۔ ایک بہت بڑا اعتراض مذہب پہ یہ تھا کہ حضور ﷺ کے زمانے کے بعد حدیث مرتب ہوئی' 70 سال بعد۔ ہمیشہ جب بھی Sceptics کا اعتراض آتا تو یہی ہوتا کہ حدیث کی تو حیثیت ہی کوئی نہیں۔ یہ غلط ہے۔ ستر سال کے بعد مرتب ہوئی۔ ڈاکٹر حمید اللہ ساری زندگی سفر میں رہے۔ دنیا کا ہر کتب خانہ دیکھا اور مرنے سے پہلے حدیث ابن منبہؒ ہمیں دے گئے۔ حضور ﷺ کے زمانے کی حضرت ابو ہریرہؓ کی مرتب کردہ 134 احادیث آپ کے ہاتھ میں پکڑا دیں۔ ہم ان کو عالم سمجھتے ہیں۔ ایک بہت بڑے اعتراض کا اتنا مثبت جواب کہ انہوں لاکھوں کروڑوں تنقید کرنے والوں کے منہ بند کر دیے ہیں۔ کہ حدیث حضور ﷺ کے زمانے میں ہی مرتب ہو چکی تھی۔ اور ابن منبہؒ نے مرتب کی اور ان کے نام سے یہ احادیث اب آپ کی لائبریریوں میں موجود اور بازاروں میں آ چکی ہے۔ ہم ایسے شخص کو عالم کہتے ہیں۔

اسرار احمد کسانہ صاحب: پروفیسر صاحب مطبخ سے خوش خبری آ گئی ہے۔

پروفیسر صاحب: حضرات گرامی! پچھلے مرتبہ ایسا ہوا کچھ لوگوں نے جلدی کھانا چاہا کچھ لوگوں نے دیر سے۔ کھانا تو بہت ہوتا ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں برکت دی ہوئی ہے۔ ہم تھوڑا سا کھانا پکاتے ہیں۔ ہزاروں کو پورا ہو جاتا ہے۔ تو Everything is in abundance and perfectly in order. Kindly do it nicely please. اللہ تعالیٰ آپ کو ایک اچھی خوراک سے لطف اندوز ہونے کی توفیق دے۔ اگر اچھی ہوئی تو دعا کر دینا اور بری

ہوئی تو بس پھر بھی صبر کر دینا۔

س: ڈپریشن کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کیا ہے؟ روحانی اور میڈیکل نقطۂ نظر کی بھی وضاحت کر دیجیے۔ ڈاکٹر جلیل صاحب سے بھی گزارش ہے کہ اظہار خیال فرمائیں؟

ڈاکٹر جلیل صاحب: ڈاکٹر ظہیر صاحب مجھ سے senior consult ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ اپنی رائے سے نوازیں۔

ج: ڈاکٹر ظہیر صاحب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میرا یہ خیال ہے کہ مجھ سے بہترین اور زیادہ پڑھے لکھے ایک ایکسپرٹ ڈپریشن کے فیملی میڈیسن کے ڈاکٹر نعیم صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ میرا جو شعبہ ہے وہ امراض معدہ و انتڑیاں اور جگر ہے۔ اگر اس سے متعلق کوئی سوال ہو تو میں حاضر ہوں تو نعیم صاحب کی موجودگی میں ڈپریشن کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر: یہ زیادہ تر ڈپریشن انتڑیوں اور معدے سے نہیں اُٹھتا؟

(ہال میں قہقہہ)

ڈاکٹر ظہیر: معدے اور انتڑیوں کی دو بیماریاں ایسی ہی ہیں۔ ایک کو ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں non ulcer dyspepsia اور ایک کو کہتے ہیں Irritable bal syndrome استاد کی بات اس حد تک ضرور ٹھیک ہے کہ جو لوگ ڈپریس ہوتے ہیں ان میں یہ بیماریاں زیادہ دیکھنے میں آتی ہیں۔ generally دو طرح کے symptoms اس سے create ہوتے ہیں۔ ایک آپ کو مریض ملیں گے جو کہ hyper acidity تیزابیت، جلن، معدے کا درد۔ اس کو ہم کہتے ہیں کہ السر تو آدمی کو نہیں ہے لیکن اس سے ملتی جلتی بیماری ہے۔ جس کو non ulcer dyspepsia کہا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگ جو anxious ہیں ایسے لوگ جن کو panic attacks ہوتے ہیں، ایسے لوگ جن کی tendency ہوتی ہے to be depressed۔ تو ایسے لوگوں میں یہ بیماری commonly دیکھنے میں آتی ہے۔ دوسرا جو اس کا spectrum ہے وہ ہے Irritable bowel syndrome ہے۔ وہ آپ کہہ لیں کہ جیسے lower abdomen کے symptoms ہیں جیسے انتڑیوں کی جس میں constipation ہو سکتی ہے، گیس ہو سکتی ہے، bulating اور بعض اوقات ڈائریا بھی

ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں میں یہ دونوں طرح کے symptoms ہوتے ہیں۔ کہ ان کو ڈائیریا بھی ہو گا۔ ان کو constipation بھی ہوگی۔ اور شدید spazam، شدید cramps ان کو ہوں گے۔ ultimately اگر آپ اس کو trace کریں تو اس کا تعلق دماغ سے نکلتا ہے۔ جو latest researches ہیں اس حوالے سے اُس میں clearly یہ established ہے کہ جو central hyper sensitivity ہوتی ہے ہمارے دماغ کی وہ اپنے میسجز انتڑیوں اور معدے کو تیز رفتاری سے بھیجتے ہیں اور جب بھی بندہ پریشان ہوتا ہے۔ جب اس کا adi energy discharge زیادہ ہوتا ہے جب اس کے ہارمونل exaggerate influences ہوتے ہیں تو یہ معدے کو بھی متاثر کرتی ہیں اور انتڑیوں کو بھی۔ اس حوالے سے استاد کی بات بالکل برحق ہے کہ ایسے لوگ جن میں tendency ہوتی ہے ڈپریشن کی، anxiety کی یا panic attacks کی تو ان میں یہ جو spectrum ہے Irritable bal syndrome کا اور non ulcer dyspepsia کا، یہ کامن ہوتے ہیں۔ شکریہ

ڈاکٹر عبدالجلیل: میں نے غلط تو نہیں کہا تھا یا اچھا جواب دیں گے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر: ڈاکٹر صاحب بات سنیں، جو آپ کے ذہن میں ہے۔ انہوں نے بڑا مناسب اور مرتب جواب دیا ہے اور بہت سارے لوگوں کی انفارمیشن میں اس سے قابل قدر اضافہ ہوا ہے مگر ابھی آپ کو جنرل ڈپریشن کے موضوع پہ بات کرنی ہے۔ دیکھیں سچ پوچھو تو حکمت ہمیشہ تصوف کے بڑے قریب رہی ہے۔ بلکہ پرانے زمانے کے جتنے حکیم تھے وہ صوفی بھی تھے۔ مگر جیسے وہ کہتے ہیں ہر عارف کا عالم ہونا لازم ہے مگر ہر عالم عارف نہیں ہوتا۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ All doctors are mystics but definitely a mystic has to be a doctor and some of the very specific patterns دونوں چلتے ہیں۔ جب ہم اپنی پہچان مرتب کرتے ہیں اداسیوں کی تو ہم پہلے دیکھ لیتے ہیں۔ ڈاکٹر کا مشورہ لازم قرار دیتے ہیں کہ یہ نہ ہو کہ جس چیز کو آپ خدائی بحران سمجھ رہے ہوں یا نفسیاتی بحران سمجھ رہے ہوں اور ہیرا نفسیاتی بحران سمجھ رہے ہوں وہ دراصل ایک چھوٹے سے مرض سے نہ پیدا ہوا ہو۔ اسی لیے میرے پاس بھی اگر کوئی بہت بڑا صوفی آ جائے گا تو میں

پہلے اس کے bowel syndrome کا ضرور علاج کروا کے ٹیسٹ کروں گا کہ اصلی بیمار وہ تو نہیں ہے؟ بہت ہم دعوے دار تو ہوتے ہیں مگر اکثر بیمار لوگ اپنی بیماری میں اس ڈپریشن میں religious ہو جاتے ہیں۔ So one of the major cause of mystic understanding in our country is also some kind of a mental disease, physical disease and stomach disease. باقی آپ کو تھوڑی سی تفصیل ڈاکٹر صاحب بتائیں گے۔

س: پروفیسر صاحب یہ کیسے پتہ چلتا ہے، میرے ساتھ ایک دفعہ دوست آئے تھے تو آپ نے ان کو کہا تھا کہ آپ "کرونک ڈپریشن" کا شکار ہیں۔ تو انہوں نے کہا نہیں: میں صرف ڈپریشن کا شکار ہوں۔ یہ سٹیجز کا آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے؟

ج: بات یہ ہے اگر آپ مجھے exception قرار دیں تو میں اور بھی بہت ساری پاگل پن کی باتیں کرتا ہوں (قہقہہ)۔ عقل کا ایک درجہ ہے جس کو کلیم کرنا بذات خود بڑی حماقت ہے۔ مگر بہت سارے کیسز میں جن کا واسطہ خدا سے ہوتا ہے ان کو اپنی ایک کیفیت کا علم شاید کم ہوتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے ایسی دعا جو کسی مسلمان بھائی کی غیبت میں کی جائے ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس لیے ایک اخلاص ایک ہائی درجہ فریکونسی اللہ کے ساتھ موجود ہوتی ہے کہ واسطہ بھی نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے پھر بھی آپ بڑے ایمانداری سے اور بڑے honestly آپ ایک ایسے بھائی کے لیے دعا کر رہے ہو جس کو آپ جانتے بھی نہیں ہو۔ تو خدا کے ہاں اس دعا کی قبولیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے صحیح معنی میں ایک respectful attitude میں ایک استاد کی کسی بھی شخص کے لیے intention یہ ہوتی ہے کہ جو میرے پاس علم ہے جو میرے پاس شناخت ہے اس کی وجہ سے میں اپنے اس بھائی کو اس دوست کی بہتری کے لیے کوئی بات کہہ سکوں، کوئی نسخہ تجویز کر سکوں، علاج کر سکوں۔ تو میرا خیال ہے اس بندے کا عمل درآمد اس چیز میں ختم ہو جاتا ہے اور اللہ کی رحمت شریک حال ہو کر ایک مناسب حل تک پہنچا دیتی ہے۔

ڈاکٹر نعیم: ڈپریشن جو ہے basically ایک مینٹل کنڈیشن ہے جو mostly mood regulator chemical secretion کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جسے آپ کہتے ہیں۔ باڈی کے اندر دو کیمیکل ایسے ہوتے ہیں ایک کا نام serotonin ہے اور زیادہ پیدا

ہو تو آپ یوفورک feel کرتے ہیں۔ آپ ہائی feel کرتے ہیں اور dopamine کی اگر excessive amount دماغ کے اندر secrete ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے آپ کے جو symptoms ہوتے ہیں وہ desperation کے سائن دیتے ہیں۔ اس کے پیچھے جو محرکات ہوتے ہیں mostly اگر آپ دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس کا fear and frustration main cause ہے۔ اسی لیے پروفیسر صاحب اکثر ذکر کرتے ہیں۔ قرآن کے اندر بھی مینشن کیا گیا ہے کہ: " اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ " اگر ہمارا لنک اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ ہو جائے اس کی پہچان ہمیں properly ہو جائے تو ہم اپنے موڈ ریگولیٹرز کو properly maintain کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بنیادی المیہ انسان کا لاعلمی ہے۔ لاعلمی کی وجہ سے اپنے رب سے دور ہونے کی وجہ سے کئی چیزیں اس میں حائل ہوتی ہیں۔ اگر ہمارا جو relationship ہے اور ہماری جو proper conditioning ہو جائے اور ہمیں تمام کے تمام پزل سمجھ آ جائیں اور ہماری حدود مقرر ہو جائیں تو ڈپریشن سے بچا جا سکتا ہے۔ باقی میڈیسن دی جاتی ہیں۔ ان کے آگے کئی side effect ہوتے ہیں۔ ان سے اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ امریکہ کے اندر ہر بندہ ڈپریشن کا شکار ہے۔ اور بہت سی دوائیاں ایسی ہیں جن کو اوور ڈوز کیا جاتا ہے لوگوں کو تا کہ وہ اس سے نجات پا سکیں لیکن اس کے باوجود ان کو complications ہوتی ہیں۔ ہمارے پاس کوئی مریض ایسا نہیں آتا جو excessive of medicine کے ساتھ نہ ہو اور اس کے اندر ایک ڈپریشن شامل نہ ہو۔

عمرانہ لاشاری: ڈاکٹر صاحب نے جیسے فرمایا religious distance بھی ایک major reason ہوتا ہے جس پہ patients کو ڈیل کرتے ہوئے میں بھی فوکس کرتی ہوئی۔ اور جیسے انہوں نے بتایا کہ قرآن کی ایک آیت: "اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ "(سورۃ یونس :62) خوف اور ڈر، فرسٹریشن، ڈپریشن، anxiety, phobias everything۔ سو اس کا توڑ کیا ہے؟ اولیاء کون ہیں؟ جن سے اللہ کی دوستی ہے۔ اور دوستی کی definition کیا ہے؟ جو احسان کرتے ہیں وہ دوست ہیں۔ جو انسان سے ڈرتے نہیں ہیں، اللہ سے ڈرتے ہیں وہ دوست ہیں۔ جو معاف کر دیتے ہیں درگزر کرتے

ہیں۔ سو دوست کی بے شمار definitions ہیں۔ سو اب اگر ان چیزوں پر محنت کی جائے جیسے میں اپنے patients کے ساتھ یہی کرتی ہوں۔ بہت سارے لوگ آ کر کہتے ہیں we don't believe in organized religion, Allah or anything, we are seekers آج کا تا پک بھی ambiguity ہے۔ جب بھی کنفیوژن ہوتی ہیں ڈپریشن آتا ہے۔ جب clarity ہوتی ہے تو جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا chemical imbalance نہ ہو جیسے اور بہت سے بیماریاں ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک بیماری ہے۔ ہم لوگ جسمانی بیماری کو بڑی آسانی سے accept کرتے ہیں کہ پیٹ درد ہو گیا' سر میں درد ہو گیا' یا کینسر۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ مجھے ذہنی بیماری ہے تو ہم بڑی مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں کہ اس کو کیوں ایسا ہو رہا ہے؟ یہ اللہ کے نزدیک ہو کر ایسا کیوں سوچ رہا ہے؟ بہت بڑے عالم فاضل بھی ہمارے کلینک آتے ہیں۔ ان کے اندر ایک میڈیکل پرابلم ہوتی ہے جیسے کیمیکل imbalance ہو جاتا ہے۔ اور یہ اللہ کا ٹیسٹ ہے' جیسے جسمانی بیماریاں ٹیسٹ ہیں تو ذہنی بیماریاں بھی ٹیسٹ ہیں۔ جب آپ اس کو accept کرتے ہو تب اس کا treatment کرتے ہیں۔ یہ تو باہر کی حد تک ہے۔ اگر کوئی بچہ ambiguity میں فوت ہو جاتا ہے تو ماں باپ پھر بھی ایڈجسٹ کر جاتے ہیں کہ اللہ کی مرضی تھی۔ اللہ کی چیز تھی واپس چلی گئی۔ مگر ہمارے پاس زیادہ مریض آتے ہیں جب کنفیوژن ہوتی ہے..... بچہ اغوا ہو گیا یا بچے کی کنڈیشن ایسی ہے پتہ نہیں وہ ٹھیک ہوگا کہ نہیں ہوگا۔ تو ڈپریشن بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ایک certainty ambiguity دور کرتی ہے۔ ایک اللہ کا دوست بننے کی پوری کوشش کرنی ہے۔ اور پروفیسر صاحب سے دوستی رکھنی ہے اور پوری کوشش کرنی ہے کہ اپنے لیول پر ہم جہاں تک دوسرے انسانوں کے ساتھ coordinate کریں۔ یہ میں آخر میں ضرور کہوں گی کہ ایک چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بخشی ہے جو اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ اور وہ ہے عاجزی۔ اگر ہمارے اندر عاجزی رہے گی تو یہ سکون اور اطمینان کا simplest راستہ ہے۔ کوئی ٹینشن نہیں کوئی ego نہیں کوئی فرسٹریشن ہی نہیں۔ جب پہلے مان لیا کہ میرا سفر ہے filth سے لے کر دوسرے filth کے درمیان۔ ایک ہم کھنگریالے پانی کی پیداوار ہیں اور ایک ہم نے مٹی میں جانا ہے تو بیچ کا جو پاٹ ہے اس میں status, level, calibers اور financial state ان سب کو بھولنا پڑے گا۔ کیونکہ we are no body ہم صرف دو جگہوں کے بیچ کا

ایک پاٹ گزارر ہے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ اگر اللہ تعالیٰ کو ہم یاد کرتے رہیں اور اس کے ساتھ دوستی رکھیں' تسبیحات کی شکل میں تو میں نے دیکھا ہے ڈپریشن میں remarkable improvement آتی ہے۔ دوائیاں چاہے نہ بھی لے رہے ہوں تو........!

تھینک یو پروفیسر صاحب!

ڈاکٹر عبدالجلیل: کسانہ صاحب آپ کی اجازت سے چند فقرے؟

اسرار کسانہ: (مسکراتے ہوئے) میں سوچ رہا تھا کہ اب ڈپریشن کسی کو نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر عبدالجلیل۔ ڈپریشن میں ایک چھوٹی سی بات میں ایڈ کرنا چاہوں گا۔ اتنے بڑے ماہرین نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہنے کے لیے کچھ چھوڑا نہیں ۔ مجھے ایک آرٹیکل یاد آ گیا "Pathology of addiction" یہ جتنے نیوروٹرانسمیٹر ہیں جن کے بارے میں نعیم صاحب نے آپ کو بتایا۔ کچھ ایسے کیمیائی مادے ہیں جن کی افراط وتفریط سے آپ کے مزاج میں کیمیائی تبدیلیاں آتی ہیں۔ لیکن کچھ لوگوں کو اداسی کی عادت ہو جاتی ہے اور کچھ لوگوں کو خوش رہنے کی بھی عادت ہو جاتی ہے۔ pathology of addiction جو ایک purely scientific research ہے اس میں ایک چھوٹی سی بات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا کہ آپ کیا چنتے ہیں؟ آپ نے کیا چنا ہے؟ آپ کی insight کیا ہے؟ اگر آپ ذکر کے ساتھ فکر بھی جاری رکھیں اور اپنے اندر اٹھنے والے خیالات پہ نگاہ رکھیں' ان کو آتے جاتے دیکھیں اچھا خیال چنیں' برے خیال کو جانے دیں۔ وہ جو خیال ہے ..... یہ scientific evidence ہے ..... کہ وہ خیال آپ کے دماغ میں ان کیمیائی مادوں کی مقدار پہ اثر انداز ہوتا ہے۔

س: پروفیسر صاحب، پوچھا گیا ہے کہ اللہ کے دوست کو غم وحزن نہیں۔ پیغمبر ﷺ سے بڑھ کر اللہ کا کوئی دوست نہیں۔ تو پیغمبر کیوں پکار اٹھے کہ: "اِنَّمَـا اَشْـكُـو بَثِّـىْ وَحُـزْنِـىْ اِلَـى اللّٰهِ" (یوسف:86)

ج: خواتین وحضرات! یہ حزن و ملال کی نشانی نہیں ہے۔ آنسو بہانا fear and frustration کی علامت نہیں ہے۔ کسی وقت کثرت تشکر میں بھی آنسو بہتے ہیں اور اس وقت بندے کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ تو آنسو کی کیفیت بندے کے احساس کے ساتھ ہے۔ حضرت

یعقوبؑ کی بات ہو رہی ہے۔ وہ باپ جو بچوں کے ہر کام کو پہلے سے جانتا ہے اور کہہ رکھا ہے تم ایسے کرو گے۔ جب ایسا ہو جاتا ہے تو وہ آنسو بھی بہاتے ہیں مگر ساتھ ساتھ ان کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ اس امید پہ پتھر کی طرح قائم ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے بچے کہہ اٹھتے ہیں کہ بابا! باولا ہوا ہے، دیوانہ ہوا ہے۔ ہوش میں نہیں ہے کہ ابھی بھی یوسفؑ کی امید رکھتا ہے۔ کوئی صاحبِ امید ڈپریشن میں نہیں جاتا۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیے گا۔ انسانی کیفیت ایسی ہے کہ جس کا پیغمبروں نے اس لیے مظاہرہ کیا ہے کہ ہم پتھر نہ ہو جائیں۔ اب دیکھئے انسان تو انسان' قرآن حکیم کہتا ہے:
"ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ "{البقرہ:74} کہ انسان ایسے ظالم ہیں یہ آنسو تک نہیں بہاتے حالانکہ پتھر ایسے ہیں جو خدا کے خوف سے لرز جاتے ہیں سمٹ جاتے ہیں سکڑ جاتے ہیں اور ان سے نہریں پھوٹتی ہیں۔ آنسو ان سے نکلتے ہیں۔ یہ آنسو تشکر کا نشان ہیں۔ عبادت میں عذر نہیں ہے۔ خدا کی محبت اتنی بڑی ہے کہ اگر ساری زندگی بھی روتا رہے' ساری زندگی بھی آنسو بہتے رہیں تو بھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فرسٹریشن کے آنسو ہیں۔ محبت کا اپنا اتنا مزا ہوتا ہے۔ اقبالؒ نے کہا:

تو نمی دانی هنوز شوق بمیرد ز وصل

تمھیں پتہ نہیں کہ محبت وصال سے مر جاتی ہے۔ شوق وصل سے مر جاتا ہے۔
اب کوئی شخص محبت میں وصال کی بجائے فراق قبول کر لے تو اس کو آپ کیا کہو گے۔ بہت سارے اعلیٰ پائے کے عشاق کہتے ہیں کہ وصال میں کوئی زندگی نہیں' فراق میں زندگی ہے

چیست حیات دوام سوختن ناتمام

اس لیے حضرت یعقوبؑ کے آنسو fear and frustration کے نہیں تھے He was very very sure کہ یوسفؑ واپس آئیں گے۔ بلکہ اتنا یقین تھا کہ ان کی اولاد بھی کہتی تھی ابا ابھی اپنی دیوانگی سے ہٹے نہیں ہیں۔ مگر وہ دیوانگی نہیں تھی۔ وہ شعوری طور پہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ He was thoroughly convinced۔ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بدو آ گیا اور آپ ایک بچے کو بوسہ دے رہے تھے۔ اس بدو نے کہا اچھا آپ پیغمبر ہو کے بچے کو بوسہ دیتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہم مہربان لوگ ہیں ہم اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں۔ ان کو بوسہ دیتے ہیں۔ تم بدوؤں کو کیا معلوم اس کی لذت کیا ہے۔ محبت اور انس کی مہربانی اور انکسار کی

تمہیں کیا پتہ کیا لذت ہے۔اس لیے بعض چیزیں انسانی شرف ہوتی ہیں۔آنسو بہانا کمزوری نہیں ہوتی بلکہ انسانی شرف ہوتا ہے۔بعض اوقات علاج ہوتا ہے۔آپ کے دل کی بڑی سے بڑی پیچیدگی چند آنسوؤں میں درج ہوتی ہے۔بعض بہت بڑے تشکر کا مظاہرہ ہوتے ہیں۔حدیث رسول ﷺ ہے کہ جس کی آنکھ سے چھوٹا سا آنسو نکلا اور مکھی کے سر کے برابر اور رخساروں پہ آ کے ختم ہو گیا خدا ہمیشہ کے لیے اس کو نار دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔یہ وہ آنسو نہیں ہیں جو نارمل ایک ڈپریس بندے کے نکلتے ہیں۔

س: اقبال کے مصرع ''سوختنِ ناتمام'' سے کیا مراد ہے اور کیا تسبیح ہمیں سوختنِ ناتمام سے بار بار گزارتی ہے؟

ج: اصل میں شاعرانہ طرز کو اس لیے بھی غلط کہا گیا کہ وہ جو لینگویج استعمال کرتا ہے وہ کبھی پریکٹیکل نہیں ہوتی۔سوختنِ ناتمام کا مطلب ہے آدھا آدھا جلنا' رو رو کے تڑپنا۔داغ دہلوی کا ایک شعر ہے،اس سے آپ کو سوختنِ ناتمام کی سمجھ زیادہ آئے گی۔

رو رو کے وہ پچھتائیں

بہت مدت ہوئی لوگ زبان بھول ہی گئے۔اب ہم انہیں کیسے بتائیں کہ لطافتِ زبان کس کس شے میں ہوتی ہے۔تو داغ نے کہا

رو رو کے وہ پچھتائیں کہ کیوں اس کو ستایا
تھم تھم کے میری آہ میں یارب اثر آیا

زیادہ دل پہ نہ لگانا شعر کو (قہقہہ)۔اب آپ اس شعر کو دیکھیں،اس کی زبان کے اثر کو دیکھیں تو شاعر مصرعے میں کہتا ہے...... ''رو رو کے وہ پچھتائیں'' اور نیچے کہہ رہا ہے..... ''تھم تھم کے'' یعنی وہ اپنے محبوب کو زیادہ سے زیادہ اذیت دینا چاہتا ہے۔اگر سائیکالوجیکلی آپ محبوب کا analysis کرو گے تو وہ sadist کہلائے گا۔کہ جو اپنے محبوب کو ایک طویل مشقت و اذیت میں ڈالنا چاہتا ہے۔'سوختنِ ناتمام' یہی ہے کہ رو رو کے محبت کا خیال دل میں آتا رہے۔رو رو کے ہم اسے یاد کرتے رہیں اور رو رو کے ہم اس کی یاد میں آنسو بہاتے رہیں۔ایک دفعہ میں نے ایک شعر کہا تھا۔وہ اس سے بالکل الٹ ہے۔وہ آپ سنیں گے تو کہیں گے ایسے بھی کوئی عشاق ہو سکتے ہیں۔بڑی پرانی بات ہے جب سے شاعری سے توبہ کی شعر بھی جاتا رہا۔

بڑا کرم ہے کہ وعدے پہ وہ نہیں آئے
بڑے مزے میں شب انتظار گزری ہے

یہ ذرا اس کی نسبت اُلٹ سمت کا شعر ہے۔

س: اختلاف اگر صحابہؓ میں ہو تو پھر کسی ایک صحابی کو فالو کرنا کسی دوسرے صحابی کے against جانا نہیں ہوگا؟

ج: جی نہیں۔ اس لیے کہ نیتِ خالصہ اصحابؓ کی ہے،وہ ایک دوسرے سے دُور تک جا ہی نہیں سکتے۔ اب دیکھیے میں نے یہ سارا لیکچر دیا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ میں کسی کے پائینچوں پر کیوں دعویٰ کفر مساط کروں گا۔ ہوسکتا ہے کہ ایک صحابی کہیں گئے ہوں اور انہوں نے سینے پہ ہاتھ باندھا ہو۔ کئی اصحاب ہوں جنہوں نے پیٹ پہ ہاتھ باندھا ہو۔ کئی کسی اور طرح جھکے ہوں۔ کئی اصحاب نے صلاۃِ جہر پڑھی ہو۔ کئی اصحاب نے رفعِ یدین کیا ہو۔ تو تمام صحابہ کی عادات ان لوگوں نے لیں اور اسے کاپی کیا۔ اس میں کسی قسم کی اختلاف کی گنجائش نہیں تھی اور بہت بڑی بڑی امتوں نے جیسے سپین میں مالکیہ گئے۔ جیسے کوفہ میں حنفیہ گئے۔ جیسے شافعیہ کا فقہ ہوا۔ تو ہر ایک نے اگر تھوڑا تھوڑا سا ہٹ کے behave کیا تو اس سے ان کے دین پر ان کے مذہب پر اور ان کے اخلاصِ رسول وخدا پر قطعاً کوئی حرف نہیں آتا اور جن لوگوں نے ان چیزوں کو معیار بنا کے تکفیر کی وہ گروہ بنے۔ وہ خدا کے بندے ہیں ہی نہیں۔ وہ اُمتِ رسول اللہ ﷺ میں نہیں شمار ہو سکتے۔

س: Please guide us to the way for a complete surrender to Allah?

ج: complete surrender ایک دن کی بات ہی نہیں ہوتی اور اس کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ میں اپنی ذات میں جو نقائص زندگی پاتا ہوں جو میں اپنی ذات میں بشریت کے تقاضے پاتا ہوں اُن کو ایک ایک کر کے خدا کی صفات کے آسرے پر میں دُور کروں تاکہ میں ایک دن کہہ سکوں کہ میں نے اپنے اللہ کی identity قبول کر لی ہے۔ جو وہ مجھ سے چاہتا ہے میں نے وہ زندگی قبول کر لی ہے۔ یہ دعویٰ تو کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ بڑے سے بڑے اولیاء بھی اس معاملے میں معذوری اور عذر کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم اور آپ اس دنیا کے چھوٹے سے لوگ ہیں۔ نارمل سے لوگ ہیں۔ ہم یہ توقع رکھتے ہیں زیادہ سے زیادہ کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کی شناخت کا

حق ادا کریں۔ ان کے احکامات کی تکمیل کریں اور دل سے ان کی محبت کی آرزو کریں اور یہ ہمارے لیے ان سے بھی بڑا فعل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے آنسو کیوں آئے؟ فرمایا میرے آنسو ان لوگوں کے لیے ہیں جو میرے بہت دیر کے بعد آئیں گے۔ انہوں نے نہ مجھے دیکھا ہوگا نہ تمہاری طرح سنا ہوگا مگر پھر بھی وہ تمہاری طرح مجھ سے محبت رکھیں گے۔ اللہ ہمیں ان لوگوں میں کردے۔

س: جماعت کی تعریف کیا ہے؟ جماعت کے لیے امام کون ہوگا؟ جماعت ایک ملک میں ہوگی یا زیادہ ہوں گی؟ کیا بیعت ضروری ہے؟ اور داعش کے متعلق بتادیں وہ بھی خلافت چاہتے ہیں؟

ج: دیکھیں جماعت کے بارے میں مَیں نے پورے لیکچر میں کہا کہ یہ فرقے کا اُلٹ ہے۔ ہر وہ شخص جماعت میں ہے جو فرقے میں نہیں ہے۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جو بھی فرقے میں جائے گا وہ جماعت سے علیحدگی اختیار کر لے گا۔ جیسے میں نے آپ کو احادیث سنائی ہیں کہ تفرقہ سے آزادی رکھو۔ بچ کے رہو۔ ہٹ کے رہو۔ اپنے آپ کو اُمت مسلمہ کا جزو کہو۔ جہاں جاؤ آپ کو مسلمان نظر آئیں۔ ایک مثال دیتا ہوں کہ جہاں آپ اترو تو اپنے گروہ کا آدمی نہ ڈھونڈو بلکہ اپنے جیسا مسلمان ڈھونڈو۔ وہ ملین میں ہوں گے مگر جب ایک مسلمان اترتا ہے کہ میں اپنے گروپ کے آدمی سے جا کے ملوں تو وہ اُمت مسلمہ کا حصہ نہیں ہوسکتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گروپس کو طاقتور کرتے ہیں۔ ان کو تقویٰ کے معیار بناتے ہیں اور لوگوں کو خوف دلاتے ہوں کہ ان سے بچو۔

اگر آپ سچ پوچھو تو داعش کہیں نہیں ہے۔ ایک insurgence ہے۔ بہت سارے لوگ بہت ساری چیزوں کو emblem بنا کے آگے بڑھتے ہیں۔ اپنے پرسنل مقاصد کے لیے کوئی شخص بھی کبھی خدا کو use کر رہا ہے کبھی Prophet (PBUH) کو یوز کر رہا ہے تو as a whole میں تو اس شخص کو مسلمان سمجھ نہیں سکتا جس نے اپنے اہلِ ذمہ کو قتل کیا۔ مسلمانوں کا یہ rule ہی نہیں ہے۔ دیکھو اسلام وہ مذہب ہے کہ جو کہتا ہے بوڑھوں کو نہ مارو۔ بچوں کو نہ مارو۔ جب تک کوئی تلوار تمہارے خلاف نہ اٹھائے نہ مارو۔ درخت نہ کاٹو۔ سرسبز فصلیں برباد نہ کرو۔ یہ مسلمانوں کے اصولِ جنگ ہیں۔ جب اصحابِ رسول ﷺ جنگ کے لیے جاتے تھے جو ان

کو instructions دی جاتی تھیں وہ یہ تھیں کہ کسی عورت پہ ہاتھ نہ اُٹھے۔ اور تو اور دیکھئے وہ جو قاتلہ سیدنا حمزہؓ تھیں، وہ عین میدانِ اُحد میں حضرت ابودجانہؓ کے سامنے آگئیں تو آپ نے تلوار اٹھا لی اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی تلوار کو (کسی عورت کے خون سے نہیں رنگنا چاہتا)۔ باقی آپ جو مرضی رکھ لو۔ دیکھو قیامت کے دن جب رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو بخشوائیں گے، آخر میں جب اللہ کے حضور جائیں گے تو کہیں گے کہ اے پروردگار ابھی بھی کچھ مسلمان باقی ہیں۔ اللہ کہے گا اے محمد ﷺ میں نے تیری اُمت کے ایک ایک بندے کو جہنم سے نکال دیا ہے۔ اب جو باقی ہیں انہیں کتاب نے روک رکھا ہے۔ یہ تیری امت کی طرح لگتے ہیں مگر یہ تیرے نہیں تھے۔ یہ کبھی بھی تیری بزرگی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ کبھی بھی اے محمد ﷺ یہ آپ کی شریعت کو نہیں مانتے تھے۔ یہ مسلمان نہیں تھے۔ بظاہر یہ مسلمان لگتے تھے۔

س: سانحہ پشاور، بچوں کی سکول میں ہلاکت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔ اتنے بڑے دکھ کا ازالہ صبر سے کیسے ممکن ہے۔ پلیز ان والدین کے بارے میں کچھ کہیے۔

ج: دیکھو کوئی آج کی بات نہیں ہے۔ اگر آپ نے ہسٹری پڑھی ہو ٹمپلرز کی تاریخ پڑھی ہو۔ یہ وہی rules ہیں۔ تمام تشدد پسندی ایک ہی rule پہ چلتی ہے۔ ٹمپلرز کا basically ایک لا تھا۔ کرسچن تھے۔ بہت محبت کرنے والے تھے کرائسٹ سے مگر لاء دیکھو کیا تھا کہ جب تُو Christianity کے لیے لڑ رہا ہو تو کوئی حاملہ عورت کے پیٹ میں چھپا ہوا بچہ تیرے رستے میں حائل نہ ہو۔ کسی بچے کی معصومیت تیری تلوار کو نہ روک سکے۔ ان کو اسی طرح massacre کرو جیسے تم کر سکتے ہو۔ ہزاروں اور لاکھوں لوگ تاریخ میں مذہبی عصبیت کی بھینٹ چڑھتے آئے ہیں۔ ایسی عصبیت جس کے پیچھے نہ اللہ کا حکم تھا نہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ حضرت اسامہؓ کے ایک انسان کے قتل کرنے پہ اتنے پریشان ہوئے کہ بار بار کہے جاتے تھے حدیث کے بقول کہ اے اللہ میں اسامہؓ کے فعل سے بری ہوں۔ میں اسامہؓ کے فعل سے بری ہوں۔ کیونکہ ایک معصوم کو قتل کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک سب سے بڑا ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ اس لیے We can't give them the benefit of a Muslim وہ اپنی انائے ذات اور ضد اور اپنی بادشاہتوں کے لیے اس طرح کے کام کرتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے۔ ایک گروہ ایسا اٹھے گا جس کی کنیت شہروں پہ ہوگی،

جیسے ابو بکر البغدادی ہے۔ اس کے نام کے ساتھ اس کی کنیت شہر کے ساتھ وابستہ ہے۔ حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ یہ لوگ بڑے فاسق ہوں گے۔ قرآن کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں گے۔ بے جا قتل وغارت کریں گے مگر ان کا خدا اور رسول ﷺ اور قرآن سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔

اسرار کسانہ: ہارون الرشید صاحب! والدین نے بڑا شدید ردعمل دیا ہے حکومت کے خلاف۔ آپ کیا کہیں گے؟

ہارون الرشید: والدین تب ہی مطمئن ہو سکتے تھے' ظاہر ہے جن کے کمسن بچے شہید کر دیے جائیں اور اتنی بے دردی سے مار ڈالے جائیں۔ وہ کیا چاہتے تھے؟ یہی کہ قاتل پکڑے جائیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ قاتل پکڑے گئے۔ اگرچہ فوری طور پر نہیں پکڑے گئے۔ اگرچہ ستائیس یا اٹھائیس ان کی تعداد تھی۔ اکیس یا مار دیے گئے ہیں یا گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس وقت مثالی cooperation ہے افغان اور پاکستان حکومت کا۔ اگرچہ وہ واقعہ بہت ہی تکلیف دہ اور بہت ہی المناک ہے۔ جس ماں کا بچہ قتل کر دیا جائے' اس بے دردی سے مار دیا جائے تو اس کا دکھ کچھ نہ کچھ ہمیشہ ہی باقی رہے گا۔ فوری طور پر تو بہت شدید ہوگا لیکن آپ دیکھئے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس نے پاکستانی قوم کو متحد کر دیا۔ یکسو کر دیا۔ وہ کنفیوژن جو کچھ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر مدتوں سے پھیلاتے چلے آ رہے تھے اور کسی طرح دور نہیں ہو رہا تھا تو وہ دور ہو گیا اور قوم بالکل یکسو ہو گئی۔ ایک واحد سروے میں نے دیکھا ہے۔ بہت بڑے سروے تو نہیں ہوئے مگر ایک سروے میں 83% لوگوں نے اس کے بعد terrorism کے خلاف سخت کارروائی کی حمایت کی ہے اور وہ کارروائی ہو رہی ہے۔ دیکھئے اب وہ صاف ٹارگٹ پہ جا رہے ہیں۔ سکول کا واقعہ ہوا۔ امام بارگاہ کا واقعہ ہوا۔ ہمیں یاد ہے کہ جی ایچ کیو پہ حملہ ہوا تھا۔ کامرہ پہ حملہ ہوا تھا۔ نیوی کے بہت بڑے مرکز پہ حملہ ہوا تھا۔ آئی ایس آئی کے دفاتر پہ حملے ہوتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ اور ان کے گرد گھیرا تنگ ہو رہا ہے لیکن ظاہر ہے فتنہ جو مدتوں پروان چڑھا جس کے پیچھے ہم سب جانتے ہیں کہ انڈیا ہے' ٹیپیں موجود ہیں گواہیاں موجود ہیں جو دی گئیں ایڈمنسٹریشن کو۔ جان کیری نے کہا مودی سے کہ اوباما کا دورہ منسوخ ہو سکتا ہے، ملتوی ہو سکتا ہے۔ اس پہ پریشر ہے اور وہ اوباما نے پوائنٹ آؤٹ کیا اس بات کو۔ اس وقت جو پریشر کبھی ہم پہ ہوتا تھا وہ انڈیا پہ منتقل ہوا ہے۔ اس کے بڑے غیر معمولی نتائج نکلے ہیں۔ رہ گئی اس سانحے کی

نوعیت تو جیسے میں نے کہا تکلیف دہ تو بہت ہے۔ ایک بچے کا مر جانا بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حکومت نے اس کو serious نہیں لیا ہے۔ قوم نے serious نہیں لیا یا ملٹری لیڈر شپ نے نہیں لیا۔ چار دن پہلے جنرل باجوہ کی جو بریفنگ تھی انہوں نے کس طرح take up کیا اس کو قوم نے محسوس کیا ہے۔ اس کا نتیجہ نکلا ہے۔ مگر ایک اس کے پیچھے اور اصول بھی ہے۔ جب قومیں بے حسی، کنفیوژن کا مظاہرہ کرتی ہیں تو حادثات ہوتے ہیں۔

اعظم سواتی صاحب: جو انسانی المیہ سکول میں وہاں پر ہوا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ساری انسانیت جس قدر دکھ اور ہیجانی کیفیت کا شکار ہوئی وہ انسان کی فطرت ہے۔ چونکہ میں خود وہاں موجود تھا۔ میں نے ان بچوں کو دیکھا جس طریقے سے انہیں شہید کیا گیا بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں بھی پوتیوں، نواسیوں والا اور بیٹے اور بیٹیوں کا باپ ہوں۔ بنیادی طور پر یہ وہ وحشی لوگ ہیں جن کے نزدیک کوئی انسانی قدر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لیے دل کے اندر عزت سب سے بڑا جرم اور گناہ ہے۔ وہی والدین جو عمران خان کے وہاں جانے پر اعتراض کر رہے تھے چار دن پہلے ہم ہسپتال گئے اور جس بچے کو ہم نے لندن بھیجا' جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ شکرانے کے آنسوؤں کا ڈپریشن کے آنسوؤں سے کوئی تعلق نہیں۔ شکرانے کے آنسو اسی والد کے نکلے جو ٹی وی پر بار بار آ رہا تھا اور جو الفاظ وہ ادا کر رہا تھا۔ کیونکہ اس کے انمول موتی کی زندگی بچتے جا رہی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج قوم ان سفاک درندوں سے مقابلہ کرنے کے لیے کھڑی ہے۔ ہم انصاف کی دہلیز پہ کھڑے دستک دے رہے تھے' اپنی عدلیہ پہ اپنی پارلیمنٹ پہ کہ ہمارا انصاف کے تقاضوں کا حصول پورا کیا جائے۔ اس سے بھی پیچھے ہٹ کر ہم نے اس حادثے کی وجہ سے دھڑکتے دلوں کا ساتھ دیا۔ اس سے بھی ہماری عزت و توقیر میں اضافہ ہوا ہے۔

س: پروفیسر صاحب، ہارون صاحب نے ایک نئی جماعت کا ذکر کیا ہے اپنے کالم میں۔ کیا آپ اس جماعت کو lead کر رہے ہیں اور کیا یہ وہی جماعت ہے؟

ج: جی نہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے ہر پاکستانی سوچتا تو رہتا ہی ہے اور ہم اگر خدا کی طرف سے تھوڑا سا نچلے پہ بھی ہوں ہماری خواہش ہوتی ہے کہ جو حصہ ہم اللہ کی طرف سے ڈال سکیں' بغیر کسی ضد کے تلقین کی شکل میں ایک مشورے کی شکل میں اشارے کی شکل میں، وہ ضرور ڈالیں کہ We need some sensible elements in politics and we need کہ

لوگ اکٹھے ہو کے سوچیں کہ بسا اوقات مخاصمت کی جو politics چل رہی ہے جس کی وجہ سے ہمارا taste خراب ہو گیا ہے۔ اگرچہ سیاست ایسی چیز ہے جس کو میں پبلک خدمت کا mysticism سمجھتا ہوں۔ میں اگر سیاست کی definition کروں تو اگر ایک جنرل صوفی اپنی معراج کو خدا کی شناخت سمجھتا ہے تو ایک سیاسی انسان کو پبلک کی خدمت کو اپنا معراج عقل و کیریئر سمجھنا چاہیے۔ ہم اتنی ساری امیدیں پالتے ہیں اور پھر ہم اسی شکست خوردگی کے احساس سے گلے ملتے ہیں جو ہمیں پہلے لوگوں پہ تھا، پھر دوسرے لوگوں پہ ہے۔ میرا اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہماری پالیٹکس اپر لیول پہ نہیں ہونی چاہیے۔ Our people should know what politics is ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ سیاست کیا ہے اور اس سے پبلک کے کیا مفادات وابستہ ہیں۔ مجھے تھوڑا سا خود غرض ہونا چاہیے۔ میں جو سٹریٹ میں بستا ہوں لوگوں میں رہتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ لوگ ہمیشہ ہیروازم پہ ووٹ دے رہے ہوتے ہیں' پسند اور ناپسند۔ اگرچہ میرے بھائی اور میرے دوست اور میرے بڑے پرانے ساتھی جو کہ خان صاحب کی معرفت سے بہت پہلے کے دوست ہیں' میں ان کے ساتھ تھا جب انہوں نے چوائس کیا۔ میں نے بھی ان کو suggest کیا مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہم کس کو ٹرینڈ کریں؟ کس کو ایجوکیٹ کریں؟ یہ جو tendency ہمارے ہاں ہے' ہیرو پالنا چاہے ذوالفقار علی بھٹو ہو چاہے عمران خان ہو چاہے کوئی فوجی ہمارا ہیرو ہو ہمیں یہ چاہیے کہ اپنے آپ کو ٹرینڈ کریں۔ ہمیں کیا چاہیے حکومتوں سے؟ بجائے اس کے ہم اتنے بڑے بڑے لوگوں سے ناجائز امیدیں رکھیں۔ جس دن آپ honestly اپنی خاطر الیکشن لڑیں گے اس دن اس قسم کے ناقص لوگوں سے آپ کا واسطہ نہیں رہے گا۔ مجھے امید ہے پالیٹکس میں سارے ہی خراب نہیں ہیں You should choose better, think better, think for your own self , for your childern and not act as hero worshippers ہمارے برصغیر میں inferiority کا یہ عالم ہے کہ غریب لوگ کبھی بے نظیر کی شکل میں خدائی دیکھتے ہیں کبھی بھٹو کی شکل میں دیکھتے ہیں اور اب ہم نے کرکٹ کے ہیرو کی شکل میں دیکھی۔ اور مجھے امید ہے ہم کوشش کرتے رہتے ہیں کہیں سے تھوڑی سی عقل مانگ کے ان کو بھی دے دیں۔ مگر اصولاً یہ ان کا قصور نہیں ہے۔ اصولاً یہ آپ کا قصور ہے۔ اگر سواتی صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں تو کسی بندے کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ فورم

سیاسی ہے۔ یہ سیاسی جلسہ نہیں ہے۔ ان کی کارکردگی کا معیار ہے۔ ہماری محبت اور دوستی خدا واسطے ہے۔ اور اس کو priority حاصل ہے۔ یہ اگر کسی بھی اور جماعت میں ہوتے تو بھی اسی طرح آ جاتے' چاہے میری ان سے کتنی دشمنی ہوتی۔ کیونکہ یہاں ہم خدا واسطے جمع ہوتے ہیں۔ اور ہم آپ کو صحیح مشورہ دیتے ہیں اور اب میں بھی آپ کو صحیح مشورہ دیتا ہوں کہ لرنگ کی ضرورت ادھر نہیں، پارٹیوں کو نہیں ضرورت۔ لرنگ آپ کو چاہیے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ خدا کے واسطے اپنے interest کے لیے سوچو۔ اپنے بچوں کے ملک کے انٹرسٹ سے سوچو۔ تو آپ کو ان سارے ہیروز سے نجات مل جائے گی اور پریکٹیکل فنکشنل گورنمنٹ مل جائے گی۔ ابھی جو آپ نے بات کی ہے

We are only trying to choose a few people, who should be able to run, maybe with lesser honesty, but they should run a functional human government

جس کی priority پبلک انٹرسٹ ہو۔

ہارون الرشید: بنیادی بات پروفیسر صاحب نے واضح کر دی۔ بہت عرصہ ہم اس پہ سوچتے رہے کہ ترکی میں تبدیلی آئی ہے، ملائیشیا میں آئی ہے۔ آپ کو معلوم ہے ہم نے سولہ اٹھارہ برس تک بڑی دل و جان سے کوشش کی کہ یہاں بھی ویسی کوئی صورت بن جائے لیکن جسے قائداعظم pure politics کہتے تھے جمہوری خطوط پہ اس طرح کوئی جماعت منظم نہیں ہو سکی۔ سیاست کیا ہے؟ پولیس ٹھیک ہو جائے۔ سیاست کا agenda بہت وسیع نہیں ہوتا۔ جسٹس سسٹم ٹھیک ہو جائے، سول بیوروکریسی ٹھیک ہو، انٹیلی جنس نیٹ ورک ٹھیک ہو۔ یہ جو اتنا ہنگامہ برپا ہے انٹیلی جنس نیٹ ورک کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہے۔ کہیں فسادی پکڑے نہیں جاتے۔ ٹیکس کولیکشن ٹھیک ہو رہی ہو، غریب آدمی جو دکھی ہے کمزور ہے محتاج ہے اسے ضرورت ہے حکومت کی۔ مگر جیسے پروفیسر صاحب نے کہا لوگ ہیرو لیڈر کی طرف جاتے ہیں۔ کہنا چاہیے کہ اٹھارہ مہینے کی effort سے لوگوں سے رابطے ہوتے رہے اس پہ طویل discussions ہوئیں اور آخرکار کچھ لوگ اس پہ یکسو ہو گئے اور مجھے بڑی خوشی ہے جب انہوں نے وہ سارا منصوبہ پیش کیا۔ یہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ ابھی طے نہیں پایا ہے کہ ان کے نام بتائے جائیں۔ ایکسپرٹ ہیں اپنے اپنے فیلڈ کے' کوئی terrorism پہ ہے، کسی نے بجلی پہ کام کیا ہے، کسی نے گیس پہ کام کیا ہے، ویلفیئر کے بہت

سے پراجیکٹ بنائے ہیں۔ موبائل ہیلپ یونٹ بنائے ہیں۔ کچھ لوگ ایجوکیشن کے ایکسپرٹ ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جن کی ذاتی زندگیاں اچھی ہیں۔ جب انہوں نے اپنا منصوبہ پیش کیا تو میں نے کہا اس طرح سے شاید نہ ہو سکے جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کیونکہ جزوی تبدیلیوں کی ضرورت ہوگی۔ پروفیسر صاحب سے میں نے رابطہ کیا' جیسے ہی پروفیسر صاحب نے تبدیلی تجویز کی تو انہوں نے قبول کر لی۔ ایک ایسی پارٹی چاہیے ملائیشیا کی طرح ترکی کی طرح جو جمہوری خطوط پہ آرگنائزڈ ہو جو سول ادارے مضبوط کرے۔ سول اداروں سے ملک چلتا ہے۔ عدالت ٹھیک ہونی چاہیے۔ پولیس ٹھیک ہونی چاہیے۔ اگر وقت ہوتا تو میں explain کرتا کہ موٹروے پولیس ٹھیک ہو سکتی ہے تو دوسری بھی ہو سکتی ہے۔ کسی وقت کہیں کوئی ایک جج ٹھیک ہو سکتا ہے تو سارے جج بھی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ بہتری اس میں آسکتی ہے۔ اکانومی کیوں ڈوبتی ہے؟ کارٹر بنے ہوئے ہیں۔ ٹیکس وصول نہیں کیا جارہا۔ جو وصول کیا جارہا ہے وہ غلط منصوبوں پر خرچ کیا جارہا ہے۔ ایک پائیدار جدید جمہوری سیاسی جماعت بنانا چاہتے ہیں جو کہ ان ابدی اقدار کو ساتھ لے کر چلے جو پاکستان کی تہذیب، تمدن، روایات کے مطابق ہو۔ لوگ دنیا کو پاکستان کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ پاکستان کو دنیا کے نقطۂ نظر سے نہ دیکھیں۔ جو مستقل مزاج ہوں۔ sacrifice کرنے والے ہوں۔ اقتدار کے لیے بے چین اور بھوکے نہ ہوں۔ جن کی نظر اگلے الیکشن پہ نہ ہو بلکہ مستقبل پہ ہو اور مجھے یقین ہے کہ یہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ ممکن ہے کہ پارٹی بنے اور جلدی بنے گی انشاءاللہ۔ اور ممکن ہے پہلے الیکشن میں شاید چالیس سیٹیں لے سکے۔ پروفیسر صاحب کا انداز وبھی یہی ہے میرا بھی یہی ہے۔ کچھ اور لوگوں کا بھی ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بنیادی طور پر کسی اصول سے انحراف نہیں کیا جائے گا اور یہ ایسے لوگ ہوں گے جو حکومت میں چاہے نہ آسکیں مگر اس کا نیشنل ایجنڈا بالکل ٹھیک کر دیں گے انشاءاللہ۔

س: کیا روح جب سے تخلیق ہوئی ہے change ہو رہی ہے؟ grow کر رہی ہے؟ evolve کر رہی ہے؟

ج: جی ایسے نہیں ہے۔ روح آپ کی زندگی کا، عمل کا، اخلاق کا ایک مکمل ترین جائزہ ہے۔ بلکہ جو ہماری زندگیاں ہیں روح کے اس فلسفہ معیار کو بڑھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ روح کا ایک معیار ہے۔ قربتِ خداوندی میں پہلی مرتبہ پوچھا گیا کہ کیا اپنے رب کو مانتے ہو؟ تمام روحوں

نے اس علمی معیار کی صداقت کی گواہی دی جس پہ وہ build تھیں۔ " أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى "{سورۃ اعراف :172} تو اب وہ معیار achieve ہو چکا ہے۔ اسی معیار کی وجہ سے انسان کو مسجودِ ملائک قرار دیا گیا۔ اب ہم بدنی طور پر اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ہماری ارواح کا ہے۔ بعض اوقات ارواح ہماری بدنی desires کی وجہ سے pollute ہو جاتی ہیں، خراب ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ ascension کے قابل نہیں رہتیں۔ وہ ملائے اعلیٰ کو جانے کے قابل نہیں رہ جاتیں۔ مگر ہمارا بدن اگر ہمارے روحی معیار کو تسلیم کرے تو پھر "يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ " {سورۃ الفجر :27-28} پھر ہم اس معیار کو حاصل کر لیتے ہیں جو ہماری روح کا اوریجنل معیار تھا۔ روح deteriorate ہو جاتی ہے progressive نہیں ہوتی۔

س: کبھی کبھی سوچتے سوچتے الجھن ہو جاتی ہے کیا کوئی حدِ فاصل یا تفریق ہے نفس اور روح میں؟

ج: جی ہاں یہ اتنا باریک difference ہے۔ آپ خود سوچئے کہ ہمارے اندر روح موجود ہے۔ فرضی طور پر نہیں وہ ایک خیال نہیں ہے۔ ایک جزو بدن ہے۔ ہماری ریڑھ کی ہڈی میں وہ chip کی طرح محفوظ ہے۔ اب دیکھئے وہ chip اتنی باریک ہے کہ maybe one billion size small of a computer وہ اتنی باریک ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتھیلی پہ جملہ انسان جنہوں نے پیدا ہونا تھا ان کی ہتھیلی پہ ذرات کی شکل میں دکھایا گیا۔ وہ کتنا باریک ذرہ ہوگا کہ trillions of human being just ان کی ہتھیلی پہ آگئے ہوں گے۔ وہ اتنی باریک ہے۔ وہ thin relation جو ہے اتنا مضبوط ہے بظاہر اتنا باریک ہے مگر وہ اتنا مضبوط ہے کہ دنیا میں بھی آپ کو انسٹرکٹ اور گائیڈ کر رہا ہے اور خدا تک بھی وہی آپ کو لے کے جاتا ہے۔ اس لیے اس تھریڈ سے خواب میں بھی جب آپ سوتے ہو آپ کے ساتھ ہوتا ہے اور کائناتِ بالا کی سیر کرتے ہوئے آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے بھی وہ باریک ترین سیل آپ کی روح اور بدن کے درمیان قائم رہتا ہے۔ اس سے کسی قیمت پہ انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ کہا جائے کہ اس کی visibility کیا ہے؟ تو ہماری آنکھوں کی حدود بہت کم ہیں اور ہمارے vision کی اپنی limits ہمیں اپنی روح کو دیکھنے پہ مجبور نہیں کر سکتیں۔ حضرت شیخ جنیدؒ نے کہا تھا کہ سب سے

بڑی تکمیل انسان یہ ہے کہ وہ اپنے روح کے اُن مقامات کو دیکھ لے جب اس نے "قَالُوا بَلٰی" کہا تھا۔ مگر اتنا آسان بھی نہیں ہے۔

ڈاکٹر نعیم: روح کی انڈرسٹینڈنگ قرآن سے جو ملتی ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ملتی ہے اس کے مطابق اس کا main source قرآن ہے۔ روح کا source اور ملائکہ کا source ایک ہے۔ اس لیے روح کی جو غذا ہے وہ بھی قرآن مجید ہے۔ جس طرح ہم اپنی body nourishment کے لیے زمین کی خوراک کھاتے ہیں، روح کی nourishment کے لیے قرآن پر غور و فکر کرنا بہت ضروری ہے۔ اس سے وہ غذا حاصل کرتی ہے۔ اس سے پروان چڑھتی ہے۔

س: ہم لوگ تسبیح بھی کرتے ہیں لیکن غصے سے جان نہیں چھوٹتی۔ آپ کو کبھی غصے میں نہیں دیکھا اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: میں بھی تسبیح کرتا ہوں (قہقہہ)۔ یہ ایک میکینکل سا matter ہوتا ہے کہ آپ لوگوں پہ کون سی جبلت کتنی طاقتور ہے۔ میں کوئی اس قسم کی گنتیاں نہیں like all other people۔ جانتا جس میں لوگ کہتے ہیں کہ یہ emotional stances نہیں ہیں۔ میں اس دنیا میں شاید پہلا thinker ہوں اگر لوگ جانتے ہوں کہ جس نے یہ کہا تھا Emotions and feelings are science. میری statement کے دس سال بعد ڈیل کارنیگی فاؤنڈیشن نے سائنسٹسٹ کی مدد سے یہ کنفرم کیا ہے کہ خیالات ایک وجود رکھتے ہیں۔ ایک خاندان رکھتے ہیں۔ آج سے دس سال پہلے الحمدللہ، اللہ نے یہ کریڈٹ مجھے بخشا تھا کہ میں نے کہا خیالات خاندان کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کے بچے ہیں۔ بزرگ ہیں بوڑھے ہیں۔ ان کی نسلیں چلتی ہیں۔ اسی وجہ سے ہم ڈپریشن کی فیملیز کو جانتے ہیں کہ یہ خیال کہاں سے آ رہا ہے اور اس کا کون کون سا بچہ اس وقت ورک کر رہا ہے۔ in a way جیسے آپ کہتے ہو یہ جنات ہیں، سایہ ہے، ظلمات ہے۔ practically یہ بھی اللہ کی سائنس کے کرشمے ہیں کہ اس نے ہر چیز کو فیلنگ کو احساس کو مرتب کر کے باقاعدہ ایک سائنسی شکل دے رکھی ہے۔ ایسی چیز کا جس کو ہم نہیں جانتے ہوتے، ایسی فرسٹریشن کا جو ہمارے اندر سالوں سے موجود ہوتی ہے مگر ہم analyze نہیں کر پا رہے ہوتے۔ نفرت، حقارت یہ سارے۔ basically انسان جو ہے

حدیث کے مطابق اور سائنس کے مطابق بر تھ کے تیسرے مہینے میں مکمل ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کے مطابق ایک سو بیس دن کے بعد روح اس میں داخل آتی ہے اور وہ تصادم خیر وشر شروع ہو گیا ہوتا ہے۔ scientifically speakingاب جو latestاور آخری ریسرچ آئی ہے وہ اس سے بالکل ملتی جلتی ہے کہ تیسرے اور چوتھے مہینے میں انسان 70% بن چکا ہوتا ہے جو اس نے مستقبل میں بننا ہوتا ہے۔ اب یہ تمام کنڈیشنز پریکلنسز میں جاتی ہیں اور جب پریکلنسز میں جاتی ہے تو جو کیفیات ان احساسات سے جو بچپن میں ہم نے رجسٹر کیے ہوتے ہیں۔ نو برس تک انسان کا ٹراما move کر رہا ہوتا ہے۔ ہم اثرات پہچانتے ہیں مگر اوریجن نہیں پہچانتے۔ جو main element ہے کہ ہم origin impression نہیں پہچانتے۔ اگر ہم causes ڈھونڈیں تو ہمارے لیے جینا آسان ہو جاتا ہے۔ وہ irritations جو غصہ cause کرتی ہیں وہ likes and dislikes جو اس میں حائل ہوتی ہیں اور وہ self respect یا وہ امپریشن یا وہ حقارتیں جو ہمیں اکساہٹ پہ آمادہ کرتی ہیں۔ یہ سارے کے سارے ان کا علاج تسبیحات میں ہے۔ کیونکہ تسبیح زبان سے اترتی ہے دل میں جاتی ہے رگِ خون میں جاتی ہے اور پھر یہ آپ کے جینز تک پہنچتی ہے جہاں آپ کا وہ میک اپ ہوتا ہے۔ جیسے میں نے کہا انسان آزاد نہیں ہوتا۔ آپ کی خصلتیں آزاد نہیں ہوتیں۔ آپ کی عادتیں اپنے parents سے جدا نہیں ہوتیں۔ اپنی نسل سے جدا نہیں ہوتیں۔ آپ کے حاضر کے معاملات سے جدا نہیں ہوتیں۔ تو یہ اتنا بڑا ٹیکنیکل پراسس ہوتا ہے اور اس پراسس کو ابھی جو میں آپ کو بتا رہا ہوں اس کو یاد رکھیے گا کہ اللہ نے کہا: میں نے یہ کائنات بنائی اور میں نے ستارے بنائے اور میں نے ان کو گردشوں میں سنوارا اور میں نے ان کو توازن بخشا اور یہ ٹل نہیں سکتے۔ اور اگر یہ ٹل جائیں تو؟ ہمارے سوا کوئی ان کو تھام نہیں سکتا۔ بہت important ہے۔ جس اللہ نے آپ کو بنایا ہے اور آپ کی تخلیق میں عناصر میں توازن رکھا ہے۔ اگر یہ توازن نہیں ہے، اگر آپ احسن تقویم نہیں ہوں، اگر آپ کی خصلت اور عادت اور جبلت میں توازن نہیں ہے پھر یاد رکھنا کہ اللہ کے سوا کوئی اسے سیٹ نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہ جو تسبیحات جو اذکار ہیں ہم اس لیے دیتے ہیں تا کہ آپ کا بگڑا ہوا توازن دوبارہ 'سَوّٰھَا' کی حدود میں آ جائے "وَ نَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰھَا" تا کہ آپ کا نفس آپ کے حالات آپ کے اشکال دوبارہ اس توازن میں آ جائیں۔ اس کے لیے آپ

کو کسی مکر و فریب کی ضرورت نہیں، کسی انداز کو جاننے کی ضرورت نہیں۔ خدا آپ کو ایک نیچرل معتدل انسان کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہے اور صرف تسبیحات، اللہ کی یاد ہی آپ کو اس مرحلے تک لے جا سکتی ہے۔ یہی فائدہ ہے تسبیح کا۔

ڈاکٹر عبد الجلیل: استاد محترم! آپ کہتے ہیں ذکر کے ساتھ فکر بھی ضروری ہے، کسی مثال سے واضح کر دیں تاکہ بہت سارے لوگوں کو فائدہ ہو جائے کہ جب ہم ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو کون سے نقائص ہیں جن کو ہم دیکھیں؟

استاد محترم: شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے کہا تھا کہ جب آپ قرآن پڑھ رہے ہوں تو آپ پر دو قسم کی تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ ایک کو تجلیٔ برق عارضی کہتے ہیں اور ایک کو تجلیٔ برق دائمی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ لفظ ایسے ہیں کہ جب آپ سنیں گے تو آپ کہیں گے شاید کوئی شاک لگتا ہو چھوٹے لیول کا 220 کا۔ مگر شیخ کی مراد یہ ہے کہ جب آپ قرآن پڑھ رہے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ سارے قرآن کو پڑھتے ہوئے یہ کیفیت نہ آئے۔ مگر کسی نہ کسی آیت پر جو خداوند کریم کے فرشتے ہر آیت پر متمکن ہیں ان کا نزول آپ کے سینے پر ہوگا۔ اس آیت کو آپ اس کی original sense میں سمجھنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ اس لیے تسبیحات الٰہیہ ایک سپیشل فریکوئنسی پہ جاتے ہوئے آپ کو ایک ایسی فریکوئنسی پہ لے جاتی ہیں جو اللہ کی اپنی اسی اسم کی ہوتی ہے۔ جب آپ اچانک by the bless of God اس فریکوئنسی پر پہنچتے ہو تو آپ کا توازنِ خیال، آپ کی تمام کے تمام شعوری قوت بدل جاتی ہے۔ اس میں توفیق add ہو جاتی ہے۔ یہی سب سے امپورٹنٹ چیز ہے کہ آپ کی یاد میں اللہ اپنی توفیق شامل کر دیتا ہے۔ خواتین و حضرات، ایک بات یاد رکھیے گا کہ اللہ کسی چیز کی امید میں شاید آپ کو اتنے بڑے وعدے نہیں دیتا جتنا اپنی یاد پہ دیتا ہے کہ " فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ "{سورۃ البقرۃ 152} تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ ہم اپنی کمتر یادوں کے ساتھ خدا کا کیا کر لیں گے مگر جب وہ ذات پاک ہمیں اپنے تلذذ سے یاد کرے گی تو ہماری کائنات یقیناً بدل جائے گی۔

س: نام انسان کی زندگی کا پروٹوکول ہے اور دو انسانوں میں موافقت یا انسیت کی وجہ ان کے اسماء ہوتے ہیں۔ دوسری طرف آپ ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس کے مطابق انسانوں کی دنیا میں موافقت اور انسیت کی بنیاد عالمِ بالا میں قربت کا ہونا ہے؟

ج: یہ بڑا آسان سا مسئلہ ہے کہ جب ارواح میں موانست ہوتی ہے تو زمین پر آپ اپنی مرضی سے نام نہیں رکھ رہے ہوتے۔ آپ وہ نام رکھ رہے ہوتے ہیں جو ارواح کی موانست کی وجہ سے زمین پر ایک دوسرے کے قریب آ رہے ہوتے ہیں۔ let's say اگر میں کہوں کہ آسمان میں کسی ''س'' کا اشرافیہ میں تعلق ''ز'' سے پڑ گیا تو جب وہ زمین پر آئیں گے تو آپ کہیں بھی رہتے ہوں ان کے جب ''س'' اور ''ز'' سے نام ہوں گے تو جب بھی اکٹھے ہوں گے تو عالم بالا کا وہ روحانی تعلق قائم ہو جائے گا۔ اس کو موافقتِ اسماء کہتے ہیں۔ بعض اوقات جب وہاں ایک تنافر کا احساس ہو تو جب وہ زمین پر، چاہے کتنے بھی شریف لوگ آمنے سامنے آئیں گے تو لڑ پڑیں گے۔ وہ تنازعِ اسماء کی علامت ہوگی۔

س: علم الاسماء کی بنیاد پر آپ جن لوگوں کا تجزیہ کرتے ہیں اس میں کتنے فیصد آپ کا تجزیہ درست ہوتا ہے؟ کئی دفعہ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کی آراء کچھ backfire کر چکی ہیں مثلاً عمران خان کے بارے میں۔

ج: اگر آپ یاد کرو پوری statements اکٹھی کرلو تو ہم نے خان صاحب کو اس لیے push کیا pull کیا سمیٹا آگے بڑھایا کہ وہ ایک ایسا آپشن بن جائیں جس کی وجہ سے مسلسل کرپشن کے دور پہ ایک گرفت آ جائے۔ ورنہ اگر آپ سوچیں تو میں نے ایک دن بھی نہیں کہا کہ وہ پرائم منسٹر بن جائیں گے۔ یہ تو اعظم سواتی صاحب کہہ رہے تھے (قہقہہ)۔ میں نے نہیں کہا۔ یہ سوال آپ کو سواتی صاحب سے کرنا چاہیے تھا۔ سواتی صاحب سے میں نے کہا آپ Provincial کا الیکشن لڑو۔ میں آپ کو پراونشل میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ سواتی صاحب نے شدید مخالفت کی اور سینٹرل کا فضول میں لڑ لیا اور پراونشل جو آسانی سے جیت جاتے۔ آج میرے پاس یہ چیف منسٹر کی حیثیت سے بیٹھے ہوتے۔ اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟

اعظم سواتی: میرے کہنے میں اور میرے استادِ محترم کے کہنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جو میں نے کہا انہوں نے اس کی تائید کی۔

س: Brain: can you tell your journey towards Islam?

Brain: I was born a Christian, Roman Catholic and I was practicing Roman Catholic for so many years.

ج: میں آپ سے ایک بات کہوں انگریزی میں نہیں کہتا کہ اس کی تعریف ہو جائے گی۔ میں نے برائن کو انتہائی مخلص پڑھا لکھا اور شاندار آدمی دیکھا۔as a matter of fact ہم لوگ بھی جب باہر جاتے ہیں تو میں کسی کو مسلمان ہونے کا نہیں کہتا۔ اور بھی بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے سامنے (میری انائے ذات کے لیے کلمہ پڑھیں)۔ بلکہ ایک پروفیسر کو میں نے کہا یار تو خواہ مخواہ قبول کرتا ہے۔ میرے ملک سے دو چار کروڑ مسلمان لے آ اور ان کی روٹی کا بندوبست کر دے تو میں خوش ہوں گا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک چوائس ہوتا ہے بہت بڑا چوائس اور برائن نے یہ چوائس لیا اپنے تجسس سے علم سے He wanted to know and he wanted to understand things and he wanted to progress towards religious understanding. He had to pick his own destiny you see. اس میں ہمارا کردار یہی ہو سکتا ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ whatever inquiry or question is ; possibly you are not God or Prophet but جو کچھ ہمارے پاس ہے You can think and you can know and whatever you have studied, whatever you have read, you can only convey in the least bothersome manner. برائن کا میں آپ کو صرف ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں جو کم از کم آپ کی زندگی میں ایک مثال بن سکتا ہے۔ جب کچھ عرصہ تسبیحات وغیرہ شروع کیں تو انہوں نے پھر مسلمان ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے صرف اس کو تسبیح دی تھی۔ میں نے مسلمان ہونے کا نہیں کہا تھا۔ مگر مجھے اتنا پتہ تھا کہ تسبیح بہت بڑی شے ہے، جب وہ ورک کرتی ہے تو نماز آ ہی جاتی ہے۔ جب انہوں نے نماز پڑھنی شروع کی He felt so enlighted کہ کچھ عرصہ تک بہت ٹھیک رہے آگے بڑھتے رہے۔ ایک دن مجھے کہنے لگے پروفیسر صاحب میری پراگرس رک کیوں گئی ہے؟ it looks that I am still there اور کوئی پراگرس نہیں ہو رہی۔ تو میں نے ان سے کہا کہ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے۔ آپ کو پتہ ہے آرٹش لوگ بڑے سرمست ہوتے ہیں۔ بے اندازہ و بے حساب پینا پلانا ان کا شغل ہوتا ہے۔ میں اس خیال سے ڈرتا تھا۔ میں نے سوچا یار یہ نہ ہو اتنی پکی عادت کہاں سے

چھوٹے گی؟ یہ بہت بڑی سختی کی بات ہے۔ میں احتیاطاً چپ تھا۔ میں نے کہا جب کوئی ایسا مرحلہ آیا تو میں پوچھ لوں گا۔ تو ایک دن انہوں نے کہا پروفیسر صاحب میں رُک کیوں گیا ہوں؟ میں نے کہا دیکھو چند ایک بڑی مکروہات ہیں۔ جہاں تک آپ کو فائدہ دینا تھا ذکر اور قرآن کا وہ تو دے دیا مگر کیا اب آپ اپنی اس عادت کو ترک کرنے کا رسک لو گے؟ after that he never did that میں سمجھتا ہوں کہ براؤن کا خدا کی طلب کا جو اخلاص تھا اس کا اس سے بڑا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ عمر بھر کی عادت ایک اشارہ پروردگار کی طلب میں ختم کر دیا اور ہمارے لیے بھی سبق بن گیا۔ یہ وہ چیز ہے جسے ہم کہتے ہیں کہ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (سورۃ آل عمران :92) تم کبھی بھی میری براءت نہیں پا سکتے جب تک میری راہ میں اپنی محبوب ترین چیز قربان نہ کرو۔ کیا ہم اس کے لیے تیار ہوتے ہیں؟ اگر آپ بھی پرا گرس ڈھونڈتے ہو؟ غصے سے، نفرت سے، جلنٹوں سے۔ تو آپ کو خدا کے لیے the most beloved and charitable. جس کو آپ charitable چیز سمجھتے ہو اس کو قربان کرنا پڑتا ہے' خواہ وہ جائیداد کی شکل میں ہو، خواہ وہ اپنے حسن کی شکل میں ہو خواہ آپ کی possessions ہوں' خواہ آپ کے بخل کی شکل میں ہو، آپ کو یہ عادتیں خدا کے لیے قربان کرنی پڑتی ہیں۔ جس کی مثال میں نے آپ کو براؤن سے دی ہے۔ May Allah bless us with this power, this integrity and this courage that we should be able to sacrifice our biggest hurdles in the way of God. جب مسجد نبوی پہ ایک صحابی نے گلی سڑی کھجوریں لگائیں تو اللہ کو غصہ آ گیا۔ کہنے لگا تمہاری زندگی اور اموال کا مالک میں' تمہیں عطا کرنے والا میں اور میرے لیے گلی سڑی کھجوریں لگاتے ہو تمہیں شرم آنی چاہیے۔ اللہ نے پھر بھی آپ کو ایڈوانٹیج دیا' اس مہربان نے کہ اگر تم میرے لیے اپنی بہترین چیز نہیں دے سکتے تو کم از کم درمیانی تو دو۔ وہ لوگ جو اپنی بہترین عمریں خدا کو دیتے ہیں۔ وہ بڑھاپے والے نہیں ہوتے۔ یہ بڑھاپا نہیں ہے۔ آپ کی بہترین عمر وہی ہوتی ہے جس میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ہوں' جس میں طاقت ہو ورک کرنے کی۔ بوڑھے اور گئے گزرے لوگ اگر خدا کی عبادت کریں گے تو ان سے خدا نے کیا لینا ہے؟ جاؤ کام کروانا' جو تھوڑا بہت کیا اس کا انعام مل جائے گا تمہیں۔ مگر یہ عمر ہے سوچنے سمجھنے کی۔ جب آپ

دور سے ایک محفل میں اللہ کی باتیں سننے کے لیے آگئے ہو۔ تھوڑی سی اور کوشش کر و اپنی کسی بری عادت کے خلاف جہاد کرو۔ یہی سب سے بڑا جہاد بالنفس ہے۔ بجائے اس کے کہ کسی قتل و غارت میں مصروف ہو جاؤ۔ یہ بھی بڑے بڑے کمینے کنجوس سردار بیٹھے ہیں۔ ان کے بھی سر اتارو تاں' جو ہمارے نفس کے اندر بڑے بڑے امراء بیٹھے ہیں، تکبرات کے تمرد کے آسائشات کی طلب والے، جو ہر قسم کی کرپشن کے ہیں۔ اگر یہ ٹھیک ہو جائیں، ملک ٹھیک ہو جائے اور تمہاری برکت سے اسلام ٹھیک ہو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ڈاکٹر عبدالجلیل: مجھے برائن قرآن کی آیت کی وہ مثال لگتا ہے کہ اگر تم سوچنے سمجھنے والے ہوتے تو مجھ تک ضرور پہنچ جاتے۔ ایک سوچنے سمجھنے والا کرسچن تھا، جب اس نے سوچنا سمجھنا شروع کیا تو اسے اپنے سوالوں کا جواب بائبل میں نہیں ملا تو اسے قرآن تک آنا پڑا۔

س: عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دنیا میں کثرتِ سوال سے علم بڑھتا ہے اور بلوغت آتی ہے جبکہ آپ کے بقول کثرت سوال ہلاکت ہے؟

ج: نوعیت کی ہے۔ جب شرع اتر رہی ہو، قرآن اتر رہا ہو اور آپ سوال پہ سوال کیے جا رہے ہو۔ جب ایک شخص نے حج کے موقع پہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ کیا حج ہمیشہ ہے؟ ہر سال ہے؟ تو حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔ دوبارہ پوچھا' جب تیسری بار پوچھا تو فرمایا استطاعت پہ حج ہے، زندگی میں ایک بار حج ہے: "وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ" {ال عمران: 97} اور جس نے اس سے انکار کیا خدا تو عالم سے غنی ہے۔ پھر حضور ﷺ نے ڈانٹا اس شخص کو اور کہا کہ اگر تمہارے سوال پوچھنے سے ہر سال نافذ ہو جاتا تو پھر تم کیا کرتے۔ تُو جو اتنے شوق سے بڑھ بڑھ کے پوچھ رہا تھا اور اگر خدا ہر سال ہی حج کو لازم کر دیتا پھر تم کیا کرتے؟ تو جب شرع اتر رہی ہو اور قانون چینج ہو سکتا ہو تو ایسے سوال عقل ضائع کرنے کے برابر ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے اصحابؓ اتنے عقلمند تھے کہ پوری زندگی میں رسول اللہ ﷺ سے چودہ سترہ سوالوں کے سوا کچھ نہیں پوچھا۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ ہم بہت ساری چیزوں میں آسانی لے لیتے ہیں۔ ہمارے لوگ کچھ چیزوں کو زبردستی حرام کہہ دیتے ہیں۔ ان کے بارے میں ہمارے پاس حرام کا کوئی حکم نہیں ہے۔ بہت ساری ایسی ضرورت کے وقت ہم چیزیں استعمال کر لیتے ہیں۔ اگر ہم مولوی صاحب پہ چھوڑ دیتے تو وہ ضرور حرام ہو جاتیں۔ مگر چونکہ اس پہ شرع

وارد نہیں ہوئی مسلمانوں نے سوال نہیں پوچھے۔ میں خواتین کے لیے ایک بات کہتا ہوں کہ ظاہر ہے میک اپ تب بھی ہوتا ہوگا۔ میک اپ سے حوّا سے لے کر آج تک کوئی عورت خالی نہیں رہی۔ مجھے تو یقین ہے اس زمانے میں بھی جب بالکل باربیرین قسم کا زمانہ تھا اور رنگ نہیں ملتا تھا تو شاید خواتین اپنا خون نکالتیں ناخنوں پہ لگا لیتی ہوں۔ مگر مجھے یہ بتایئے کہ جب کسی نے سوال ہی نہیں پوچھا تو آج عورتیں کیوں پوچھتی ہیں؟ funny thing یہ ہے کہ اس وقت بھی رنگ و روغن لگتا تھا، اس وقت بھی اُبٹن ملنے کے بڑے بڑے طریقے تھے مگر اگر اس وقت کسی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال نہیں پوچھا۔ کسی نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ نہیں کہا کہ ناخنوں پہ رنگ لگانا جائز ہے کہ ناجائز۔ تو اب آپ کو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ میں ان کو advise کر رہا ہوں۔ کیونکہ شرع تو مکمل ہو گئی ہے۔ حکمِ رسول ﷺ تو اب نہیں آسکتے دوبارہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے شریعت مکمل کر دی ہے۔ کسی کے کہنے سے آپ مسئلے کیوں پوچھتے پھرتے ہو؟ جو نہیں آیا سو نہیں آیا۔ Enjoy your liberties instead آپ اپنے لیے سوال پوچھ پوچھ کے بہت سارے مسائل ایسے بنا لیتے ہو اور جب کوئی اور (غیر مصدق) سند اس پہ بتاتا ہے تو بہت ساری مکروہات آپ کے لیے جمع ہو جاتی ہیں۔ یہ بات یاد رکھیے the last lesson of this evening کہ اگر شرع میں کوئی حکم وارد نہیں ہوا کسی چیز کے لیے تو کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ شرع میں نیا حکم وارد کرے۔ اب حرام و حلال مکمل ہو گئے اور اب کسی قسم کی تخصیص نہیں چاہیے۔ کوئی نیا کام کوئی مُلا کوئی علامہ کوئی بڑا کوئی چھوٹا اب آپ کو کوئی شرعی قانون نہیں دے سکتا۔ صرف interpret کر سکتا ہے۔ اتنی لبرٹی اللہ اور اس کے رسول ﷺ دے گئے ہیں۔ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو دیکھا، وہ حدیث لائے کہ حضور ﷺ مقام میں بھی قصر کرتے تھے۔ وہ کیسے؟ کہ ظہر اور عصر کو ملا کے آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور وہ اس وقت مسافر نہیں ہوتے تھے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کو ملا کے آٹھ رکعات پڑھتے تھے اور وہ اس وقت مسافر نہیں ہوتے تھے۔ تو کسی صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا؟ ہم پوری نماز قصر کیوں پڑھتے ہیں؟ فرمایا میں امت پہ کوئی سختی نہیں رہنے دیتا۔ میں ان پہ کوئی سختی نہیں چھوڑنا چاہتا۔ یہ بھی اگر مصروفیات شدید ہیں تو آپ اس طرح بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔ اب اور بڑے ایسے مسائل ہیں۔ ایک مختصری روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلتے اور لوٹتے وقت تک قصر

پڑھتے تھے۔اب مجھے نہیں سمجھ آتی کس نے ٹائم add کر دیا کس نے کلومیٹر add کر دیے۔
کیوں add کر دیے؟ یہ وہ باتیں ہیں کہ جب directly، جیسے امام مالکؒ کا قول آپ کو سنایا،
احمد بن حنبلؒ کا قول سنایا کہ ہماری باتیں کتنی بھی بڑی ہوں اگر قرآن و حدیث کے خلاف ہوں تو
چھوڑ دو۔ وہی مانو جو آپ کو اللہ اور رسول ﷺ کہہ رہے ہیں۔صرف ایک شرط کے ساتھ کہ آپ کا
مطالعہ مکمل ہو۔ جزوی نہ ہو۔ بس ایک شرط ہے۔ اگر آپ نے ایک بھی حدیث مکمل پڑھ لی ہے۔
یہ نہ ہو کہ آپ پھر سے ایک سناؤ اور اس سے فیصلے دیتے رہو۔ بہت بڑے بڑے فیصلے جیسا کہ میں
نے آپ کو بتایا، بڑے بڑے فتنے قرآن کی مکمل تفہیم نہ ہونے کی وجہ سے برپا ہوئے۔ایک آیت
قرآن کی پڑھ کے اس پہ رائے دی ہے اور کبھی یہ نہیں سوچا کہ ایک مکمل ویژن کے بغیر کوئی کیسے
عالم ہو سکتا ہے؟ اس لیے اللہ آپ کو توفیق دے اور کرم فرمائے۔ اب چونکہ شام ڈھلنے والی ہے اور
خدشات بے شمار ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں سورج ڈوبنے سے پہلے ہم یہ اجلاس ختم کر
لیں۔ Once again I am very extremely thankful to you میرا
ایک پروگرام ہے انشاءاللہ اگلے برس آپ کو پیش کریں گے، ایک صدقات کے بارے میں ایک
انہی اجلاس کے بارے میں کہ ہم اتنے طویل عرصے کو کم کر کے انشاءاللہ we will be able
to build جہاں ہمیں mannerism میں نہیں پڑنا پڑے گا تو ہم آسانی سے کسی وقت بھی
بغیر کچھ خرچے کھلائے ایک چھت کے نیچے جمع ہو جایا کریں گے maybe twice a year
maybe thrice a year۔ اس میں پروگرام یہی ہے کہ بہت سارے ہمارے احباب
آئیں گے، انفارمیشن شیئر ضرور ہونی چاہیے، معلومات exchange ہونی چاہئیں اور ایک دن
ہم اپنے اسی اجلاس کے لیے علیحدہ کر لیں گے۔ یہ Three days انشاءاللہ ہم ایک قسم کی
religious workshop رکھ لیں گے۔ اگر اللہ نے چاہا تو دو ایک دن۔ بہت سارے لوگ
باہر سے آتے ہیں، بڑے پڑھے لکھے اور دانشور اور وہ آپ کو بہت ساری معلومات، بہت سارا علم
دے سکتے ہیں، تو ہم کوشش کریں گے ایک آدھ دن ان کو دیا جائے اور ایک فائنل ڈے پہ پھر ہم
اسی طرح بیٹھ کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں کر سکیں گے الحمدللہ۔

اسلامی روایات
اور
ہمارا طرزِ زندگی

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

(الاسراء:80)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(الصّٰفّٰت:180-83)

خواتین وحضرات! موضوع پکھوایا ہے کہ تعلیماتِ مذہبیہ کا اثر ہماری زندگی پہ کتنا ہے؟ ہمارا طرزِ عمل کیا ہے اور ہونا کیا چاہیے؟ میں مختصراً سی ایک بات کرتا ہوں کہ ہم جانتے ہیں ہم چاہتے ہیں مگر ہم عمل نہیں کرتے۔ یہ بڑی سادہ سی بات ہے کہ ہم جانتے ہیں ادبِ عالیہ، اخلاقِ عالیہ کیا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اُس پہ عمل کریں۔ مگر وہ کیا تساہل ہے، کیا فریبِ ذات ہے، کیا کمی ہے، کیا بےبسی ہے (جو عمل کی راہ میں حائل ہے)۔ ہم تقسیم شدہ صاحبِ نفاق ہیں جو شاید ایمانداری سے ان تعلیمات پہ عمل کرنے سے قاصر ہیں۔

ایک بہت important بات جو میرے ذہن میں آتی ہے جب میں مسلمانوں کا

اخلاق اُن کی تعلیمات دیکھتا ہوں۔ ایک بڑا عجیب و غریب سا میرے دل میں تاثر نکلتا ہے کہ ہماری تمام تہذیب، اخلاقی و ذہنی تربیت، ساری کی ساری محبت رسول ﷺ پہ ہے۔ ہمیں اپنے اللہ کا اتنا زیادہ پتہ نہیں۔ غیاب میں جا کر اس نے حجاب پہن لیا۔ مگر جو ہمارے سامنے ہے، جو وجود رحمت للعالمین ہے جب اللہ نے چاہا کہ اپنی رحمت کا تھوڑا بہت ثبوت مخلوق کو دوں تو اس نے مجسم کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں دیا۔ اگر آپ غور کرو تو ایک تراحم، ایک رحمت، ایک کرم ایک نوازش، اخلاق عالیہ، زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف مقامات میں ہم جب بھی سوچیں گے ہمارا رہبر کون ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ محبت ہماری نعت میں آتی ہے۔ ہمارے انداز میں آ جاتی ہے۔ مسجدوں میں بھی نظر آ جاتی ہے۔ کبھی کسی اچھے عالم دین کی شکل میں نظر آتی ہے۔ مگر اب اس کا گلیوں کوچوں میں ظہور نہیں ہوتا۔ یہ محبت ہم سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے پچھلے دنوں ایک عجیب سا واقعہ سنا کہ ایک موبائل کمپنی پہ کیس ہو گیا۔ ایک مذہبی گروہ نے کہا کہ انہوں نے توہین رسالت کی ہے۔ وہ اتفاقاً میرے پاس آ گئے۔ بہت پریشان تھے۔ ہلکی سی افواہ سے ان کا کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ توہین رسالت تو بنتا ہی نہیں ہے۔There is nothing of this sort انہوں نے کہا نہیں جی اب کیس ہو گیا ہے۔ اگر ہم کیس لڑتے ہیں تو ہمیں مزید کروڑوں کا نقصان جھیلنا پڑے گا کیونکہ We are trying to have a bargain with molvis. پھر وہ بات پس پردہ چلی گئی ادھر ادھر ہو گئی۔ کچھ عرصے بعد مجھے تجسس ہوا۔ میں نے پوچھا یار کیا بنا کیس کا؟ جی ختم ہو گیا۔ میں نے کہا کیسے؟ سات لاکھ میں۔ میرے ذہن میں عجیب سا خیال آیا کہ کس نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا؟ وہ جنہوں نے کہا کہ انہوں نے کی ہے اور پھر سات لاکھ میں توہین بیچ دی؟ یا وہ کوئی اچھا آدمی تھا جس نے کہا فتنہ و فساد ختم ہوتا ہے، چلو ان کو سات لاکھ دے کے ان کا منہ بند کر دو۔ اور اپنا بھی اتنا بڑا کروڑوں کا نقصان افواہ پہ ہوتا ہے، چلو اس کو بھی save کر لو۔ ہماری جو nominations ہیں جو ہم placing کر رہے ہیں اپنے ذہن کی مذہب کی خیال کی (وہ اتنی قابل قدر نہیں ہے)۔ اب دیکھئے سپین میں آٹھ سو برس مسلمانوں نے حکومت کی۔ وہ mist of the Christians میں رہتے تھے۔ وہاں ایک گروہ پیدا ہو گیا۔ پاپائے روم نے بڑا classically ایک گروہ پیدا کیا جس کا صرف یہ کام تھا کہ مسلمانوں کے شہروں میں جا کر

Prophet of Islam کے بارے میں استغفر اللہ غلط باتیں کرنا اونچی آواز میں۔ وہ لوگ آتے تھے اور آ کر کسی بھی مسلمانوں کے شہر جیسے اشبیلیہ، مرثیہ، المریہ، غرناطہ، کسی بھی بڑے شہر میں جو مسلمانوں کی حکمرانی میں تھا، وہاں جا کے (PBUH) Prophet پہ ناجائز اور فضول قسم کی گفتگو شروع کر دیتے تھے۔ وہ پکڑے جاتے تھے۔ ظاہر ہے حکومت مسلمانوں کی تھی۔ مگر دیکھئے کہ اتنی لمبی تاریخ میں کوئی punishment نہیں ہوئی۔ پکڑے جاتے تھے۔ ان کو سونگھا جاتا تھا جب پتہ چلتا انہوں نے نشہ نہیں کیا۔ پھر ان سے کہا جاتا تھا اچھا اب مزید بکواس نہ کرنا۔ چلو بھاگ جاؤ۔ وہ پھر آتے تھے پھر کرتے تھے۔ پھر بادشاہِ وقت کے سامنے کیس جاتا تھا۔ تو بادشاہ کیا کرتا تھا؟ ان کو پکڑ کے کسی جگہ قید میں بند کر دیتے تھے کچھ عرصہ کے لیے۔ مقصد اس کا عجیب وغریب تھا۔ یہ دو سو سال چلتا رہا۔ ان لوگوں کا مقصد بڑا عجیب وغریب تھا۔ اس وقت بھی لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ اس وقت کا بھی مسلمان عاشق رسول خدا تھا۔ جیسے آج ہے، اس وقت بھی تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ ان کی مرضی یہ تھی کہ مسلمان طیش میں آ کر غصے میں آ کر کسی کو قتل کر دیں۔ وہ لاش اٹھائیں اٹلی اور فرانس جائیں، جرمنی جائیں، اس شہید کو پیش کریں۔ یورپ کو مسلمانوں کے خلاف اکٹھا کریں۔ ایک بڑی جنگ وجدل ہو، جس میں Perhaps some could be defeated by the Muslims. آٹھ سو برس، ایک ہزار سال بڑی حکومت ہوتی ہے۔ جب سے طارق بن زیاد اترے کہ:

ہر ملک مِلک ما است کہ خدائے ما است

کہ سارا ملک ہمارا ہے۔ جو ہمارے اللہ کا ہے وہ ہمارا ہے۔ اس وقت کے مسلمانوں کا عقیدہ یہ تھا کہ جو اللہ کا ہے وہ ہمارا ہے۔ "ہر ملک مِلک ما است" چونکہ ہر ملک مِلک خدا ہے اس لیے وہ ہمارا بھی ہے۔ تو کبھی وہ فرانس میں جا کے حملہ آور ہوئے، طولول، سینٹرل فرانس تک پہنچ کے جنوبی فرانس کو فتح کر لیا۔ کبھی وہ اٹلی جا کے چھ مہینے قبضہ کر کے بیٹھ رہے۔ کیونکہ لوگ کم تھے، سپاہی کم تھے۔ اسی طرح چھوڑ کے آ گئے، خراج لے کے آ گئے۔ اٹلی کے ساتھ سسلی کا ایک بہت بڑا province تھا۔ گھومتے پھرتے خاندان اغالبہ کے قاضی اسد بن فرات گئے، وہاں پورے دو سو سال حکومت کر کے واپس آ گئے۔ جب کمزور ہوئے تو واپس آ گئے۔ حکومتوں کے غلبے یہ بات establish نہیں کرتے۔ مگر ایک چیز ضرور اسٹیبلش کرتے ہیں۔ وہ کیا؟ کہ رجنا اللہ والی کرک

نے ایک دفعہ مسلمانوں کے قافلے پہ حملہ کیا۔اس میں صلاح الدین کی بھانجی بھی تھیں ۔جب اس خاتون محترم پہ حملہ ہوا اس نے اونچی آواز میں کہا: وا محمداً۔ یا محمد ﷺ مدد کو آؤ۔ رجنالڈ نے کہا آج تو محمد ﷺ کے خدا کو بھی بلا لے تو آج تو نہیں بچ سکتی۔اور کہا آج محمد ﷺ تو کیا محمد ﷺ کا خدا بھی تمہیں نہیں بچا سکتا۔ Matter was reported to Sultan Salah-ud-Din Ayubi سلطان نے کہا اس نے میرے پیغمبر ﷺ کی توہین کی ہے۔اُس نے قسم کھائی کہ اگر اللہ مجھے موقع دے گا تو اِس کو میں اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا۔وقت گیا' دو چار دس سال۔ادھر سے Richard the lion heart آ گیا۔شیر دل رچرڈ آ گیا۔ایک سو بتیس پرنس اکٹھے ہوئے اور جنگ شروع ہوئی۔سلطان صلاح الدین پیچھے ہٹتا ہوا وادیٔ حطین تک انہیں لایا اور اس کے بعد چالیس ہزار نائٹس وہاں قتل ہوئے۔بتیس پکڑے گئے۔ان میں سے رجنالڈ بھی تھا۔اس وقت کچھ ایسی حالت تھی کہ نائٹس جو گرتے تھے صحرا میں کہتے تھے قتل کر لو پہلے پانی کا گھونٹ دے دو۔پیاس کا یہ عالم تھا۔سخت پیاس کے باعث سلطان صلاح الدین نے حکم دیا کہ ان کو پانی پلاؤ۔ جب پانی پلانا شروع کیا تو کہا اس کو نہیں پلانا' رجنالڈ کو نہیں پلانا۔ پانی پلاتے ہوئے یروشلم کے بادشاہ نے جلدی میں پانی اس کو بھی دے دیا۔پانی اسے کیوں دے دیا؟ اس کی وجہ عراق یا مسلمانوں کی ایک tradition تھی کہ جسے پانی پلاتے تھے اس کی جان نہیں لیتے تھے۔اس نے جلدی سے پانی اُسے دے دیا۔سلطان صلاح الدین دیکھ رہے تھے۔کہا نہیں اس کو پانی میں نے نہیں دیا۔بڑا زور مارا فرانس کے بادشاہ نے کہ آپ کی tradition کا سوال ہے۔ مگر سلطان نے کہا نہیں! میں نے اس کو پانی نہیں دیا۔کیونکہ اس کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کی میں نے قسم کھائی تھی۔اس وجہ سے کہ اس نے میرے پیغمبر کی توہین کی تھی۔ So he killed him تو ڈر گئے باقی بادشاہ،خوفزدہ ہو گئے۔اس کے خوف کو دیکھ کے سلطان صلاح الدین نے کہا سنو! بادشاہ بادشاہوں کو قتل نہیں کیا کرتے۔میں تمہاری عزت کروں گا۔تمہیں respect دوں گا۔تمہیں احترام سے رکھوں گا۔مگر اس شخص نے میرے پیغمبر ﷺ کی توہین کی تھی اور میں نے قسم کھائی تھی اس کو ہاتھ سے قتل کرنا ہے۔

اگر کسی بھی بڑے مقامات پہ چلے جائیں،جیسے حاجیوں کا ایک جہاز راڈرک نے رستے میں پکڑا اور مسلمان حاجیوں کو قتل کیا۔اتفاق سے وہاں بھی کچھ حاجیوں نے آواز دی! وا محمداً۔

حیرانی کی بات ہے کہ اور دیکھ لیجیے، اتنی بڑی بڑی جنگوں میں جتنی بھی آوازیں ملتی رہیں، کسی نے یا اللہ کم کہا ہے۔ پرا پر چینل سے گئے ہیں لوگ۔ وہ پراپر چینل سے گئے ہیں..... '' وَاللّٰہُ مُعْطِی وَ اَنَا قَاسِم'' ۔ اللہ تو عطا کرنے والا ہے دینے والا ہے، سب کچھ والا ہے مگر جو پراپر چینل تھا ان تو دونوں مقامات پہ حاجیوں نے ایک ہی آواز دی ہے۔ اب یہ تو جھگڑا نہیں تھا اس وقت کہ بریلوی کون اور دیو بندی کون اور اہلحدیث کون۔ یہ تو جھگڑا تھا ہی نہیں اُس وقت۔ یہ ہے کہ دونوں مواقع پر طارق ابن زیاد جس جنگ کے لیے نکلا، وہاں بھی حاجیوں نے آواز دی! وامحمدا، یا محمد ﷺ مدد کو آؤ۔ ادھر بھی ریجنالڈ نے جب قتل کیا تو سلطان کی بھانجی نے یہی آواز دی وامحمد ﷺ۔ یا رسول اللہ ﷺ مدد کو آؤ۔ اور دونوں مرتبہ انہوں نے گستاخی کی' راؤرک نے بھی' اُدھر طارق بن زیاد اترا، اِدھر سلطان صلاح الدین ایوبی اترا۔

میں بتانا آپ کو یہ چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ اتنے شامل ہیں رگ و پے میں ہمارے، ہماری روح میں، ہماری زندگی میں، ہمارے آداب میں ہمارے اخلاق میں، ہماری سوچوں میں، رگِ گلو میں، رگِ جاں میں وہ ہر جگہ موجود ہیں۔ ہم بڑی کوشش کرتے ہیں مکروفریب سے حرامکاریوں سے غلط فکری سے کہ ہم محمد ﷺ کو کہیں اپنی روح سے نکال دیں۔ جاتی وہ نہیں ہے ویسے۔ ہماری بدتمیزیوں کی وجہ سے چاہیے تو یہ کہ ہمیں چھوڑ کے چلے جائیں، مگر اُن کا عالم عجیب سا ہے۔ ایک تو ہم ہیں، ایک اُدھر کا عالم عجیب سا ہے کہ حضرت عوف بن مالکؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ..... جب ایک غزوہ میں ان کے ساتھ تھے اور حضور ﷺ کچھ دیر کے لیے نظر نہ آئے تو تین صحابی بڑے پریشان ہوئے۔ یہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ ان میں حضرت عوف بن مالکؓ، ابوذرؓ اور معاذ بن جبلؓ تھے۔ جب اندھیرے میں پہنچے تو آواز آئی: معاذؓ آگئے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہوں۔ پھر پوچھا ابوذرؓ ہیں؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا عوف بن مالکؓ بھی ہیں؟ کہا ہیں۔ پھر اندھیرے سے حضور ﷺ چمکتے ہوئے چاند کی طرح باہر آئے اور کہا تمہیں پتہ ہے میرا آج ایک خدا سے معاملہ طے ہوا ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا؟ فرمایا میرے اللہ نے کہا ہے' اے محمد ﷺ اپنی آدھی امت کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کر لے یا پھر شفاعت قبول کر لے۔'' اب تینوں صحابی دم بخود کہ حضور ﷺ نے کیا فیصلہ کیا ہوگا؟ تو فرمایا پتہ ہے میں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ

میں شفاعت قبول کروں گا۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیوں؟ کہا میری امت کے اچھے لوگ تو چلے ہی جائیں گے، میری شفاعت میری اُمت کے آخری گناہ گار کو بھی پہنچے۔

خواتین وحضرات! پیغمبر ایسا ہو تو اس سے محبت کیوں نہ ہو۔ جب ایک شخص آیا بڑا بدتمیز سا، رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اپنی قوم کا بُرا آدمی تھا۔ اور حضور ﷺ کو اس کی اطلاع تھی کہ یہ بُرا آدمی ہے۔ تو آپ نے عائشہ صدیقہؓ سے کہا دیکھو یہ فلاں ابن فلاں اپنی قوم کا بُرا آدمی ہے۔ قریب آیا تو حضور ﷺ بڑے اہتمام سے ملے، بڑے سلیقے سے ملے، بڑی محبت سے ملے۔ اُم المومنین حیران کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا؟ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے یہ اپنی قوم کا بڑا بدتمیز بڑا بُرا آدمی ہے۔ فرمایا اے عائشہ ہم اپنا اخلاق تو نہیں ناں چھوڑ سکتے۔ یہ جو اپنا اخلاق ہے، یہ جو ہمارے رسول ﷺ کا اخلاق ہے، جسے ہمیں فالو کرنا چاہیے، یہ تو پھر عجیب وغریب اخلاق ہو گا۔ یہ اخلاق ہے بڑا سادہ وسا ویسے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کو صرف دو عادتیں پسند ہیں (۱) اچھی بات کرنا (۲) کھانا کھلانا۔ میں اپنی طرف سے add کر دوں تو ''اچھا کھانا کھلانا''۔ لوگ مجھ پہ بھی بڑا اعتراض کرتے ہیں کہ آپ بہت اچھا کھانا کھلا دیتے ہو۔ سالانہ لیکچر ہوتا ہے تو لوگ شکایت کرتے ہیں کہ آپ بہت اچھا کھانا کھلا دیتے ہو۔ میں کہتا ہوں یار میں نے جب سے ابن عباسؓ سے تشریح سنی ہے کہ: لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ دیکھو خیر میں کوئی بخیلی نہیں ہوتی، جتنا مرضی خرچ کر دو۔ ہونا خیر کے لئے چاہیے۔

دو بڑی صفات ہیں اگر Nutshell of the deal of the behavior of the Muslim Ummah is considered, and if we would shorten the list of all the behaviors which Muslims have to exercise, I will simply say; to talk well and to make people eat well! اتنے دو سادے سے کام، اور ہم وہ بھی بھول گئے۔ ایسا بخل جان آیا۔ ایسی کمینگی اُتری اندھیری رات کے فتنوں کی طرح ہمارے باطن پہ۔ ہم کسی کو کھاتا ہی نہیں دیکھ سکتے۔ ہم اپنے بھائی پہ حسد کر رہے ہیں۔ ہم چھوٹی چھوٹی باتوں میں مقابلے لگا کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اُس inferiority کے مارے ہوئے ہیں اور سب سے بڑی inferiority وہ ہے جو کینہ اور حسد کو فروغ دیتی ہے۔ ہمارے دلوں میں Total negativity جو ہے، اس کی بنیاد

برصغیر میں ایک inferior status پہ مشتمل ہے۔ کیا پہلے غلام نہیں ہوتے تھے، پہلے غریب نہیں ہوتے تھے، پہلے مساکین نہیں ہوتے تھے، پہلے درمیانی لوگ نہیں ہوتے تھے؟ ہم نے تو کبھی دورِ اسلام میں ذکر نہیں سُنا کہ کوئی پست درجے کا آدمی صرف اس لیے کسی بڑے کا مخالف ہو کہ یہ اونچے درجے والا ہے۔ بھئی آپ خدا کی دی ہوئی درجات اور عزتوں کو تقسیم نہیں کر سکتے، جیسے وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور چلو یار سارے کے سارے بھی اگر گورنر لگ جاؤ، سارے کے سارے بھی اگر چاہے ایک ایک اینٹ کے بادشاہ لگ جاؤ، آپ کے دماغ تو ایک جیسے نہیں ہوتے۔ یہ تو آپ کو بھی پتہ ہے۔ ایک بہت بڑے کمیونسٹ لیڈر نے کہا تھا: خدا ماننے کو کوئی دل نہیں کرتا، ہم تو کہتے ہیں equal opportunities ہوں، equal status ہوں، equal regard ہوں سب کے، مگر اب اس کو کیا کریں کہ دو چار چیزیں ہمارے بس میں ہی نہیں ہیں (۱) پیدائش ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اگر ایک بوژوائی بچہ بوژوا کے گھر پیدا ہو گیا۔ ایک امیر بچہ امیر کے گھر پیدا ہو گیا تو ہماری اس پہ بندش نہیں ہو سکتی۔ sorry to say اس کے پیچھے ہمارا کنٹرول نہیں ہے کہ ہم خدا کو کہیں ہر بچے کو امیر گھر میں پیدا کر۔ یہ نہیں ہوتا۔ We have no such control over such a thing۔ پھر انجام پہ بھی کوئی کنٹرول نہیں ہے، کسی نے کہاں جانا ہے، کدھر اس کی قبر ہونی ہے، کہاں مرنا ہے، یہ دونوں ends ہمارے قبضے میں نہیں ہیں۔ یہ دو ends نہیں ہیں اور اوپر سے ایک اور بڑا end قبضے میں نہیں ہے کہ کس کا دماغ کتنا چھوٹا ہے، کتنا بڑا ہے، کوئی کس قابل ہے، کتنی ذہانتیں ہیں۔ یہ تقسیم ہمارے بس کی نہیں ہے۔ کارل مارکس شاید پیسے برابر کر سکتا ہے، بانٹ سکتا ہے، مگر کارل مارکس لوگوں کو ایک جیسے دماغ نہیں دے سکتا۔ اب آپ بے وقوف کو کتنا پڑھاؤ گے، احمق پر کتنی ذمہ داریاں ڈالو گے، ذہانتوں کو کتنا آپ پست کرو گے؟ "نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۚ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ" {سورۃ یوسف: 76} اللہ کے ہاں ایسے درجات مرتب ہیں جو اس نے originally اپنے انسانوں کو دیکھ کے، سُن کے بنائے ہوئے ہیں۔ ایک خدا کا کرم ہے کہ سوشلزم میں پراگرس رُک جاتی ہے مگر خدا کے ہاں کسی کی کوئی ترقی نہیں رُکتی۔

ایک بار میں بڑا حیران ہوا۔ میں پوسٹ گریجویٹ ہوں انگریزی کا اچھا بھلا۔ وہ بھی sixties کا جب انگریزی بڑی مشکل سمجھی جاتی تھی۔ ایک دفعہ میں برتن لینے گیا دوکان پر۔ برتن

جب لے رہا تھا تو مجھے لگا اُس کی آواز مجھے نہیں سمجھ آ رہی۔ میں نے کہا امیر رئیس آدمی ہے، بہت بڑا مال لگا ہوا تھا، اُس کو دیکھ کے رشک آتا تھا۔ قارون کا کزن ہی لگتا تھا۔ میں نے کہا یار کتنے کے ہیں؟ اس نے آواز نکالی۔ آواز ہی نہیں آئی مجھے۔ میں اور قریب ہوا، پھر آواز نہیں آئی یا آئی تو اس میں گڑ بڑ تھی۔ تو اس کے ساتھ والے نے کہا: پروفیسر صاحب! یہ مرفوع العقل ہے اور مرفوع الزبان بھی ہے کہ اس کی زبان ہکلاتی ہے اور عقل زیرو ہے۔ میں نے کہا یہ سب اسی کا ہے؟ کہنے لگا جی اسی کا ہے۔ میں نے کہا اللہ میاں تُو بھی طنز کرنے میں ماہر ہے ویسے۔ بھئی خدا کا حساب دیکھو اگر میں یہ کہوں کہ کسی شخص کا دماغ نہیں ہے تو میں اللہ سے پوچھتا ہوں تُو نے اس کا دماغ کمزور کیوں کر دیا؟ اب پیدائشی بچے، لولے لنگڑے یہ وہ۔ میرے دل میں بھی سوال اٹھتا ہے۔ میں بھی بندگانِ خدا خلقِ خدا کے ساتھ ہوں۔ اگر خلق میں سے ایک عضو کو گھبراہٹ ہوگی تو مجھے بھی ہوگی۔ کسی کو پریشانی ہوگی تو مجھے بھی ہوگی۔ میں نہ چاہوں' خود غرضی اپنی جگہ پہ مگر احساسِ انسانیت بھی نہیں جاتا۔ میں نے اور کس جگہ جا کے آپ کو انسان ثابت کرنا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ یا اللہ ان کا تُو نے کیا کیا؟ تو آگے سے جواب ملتا ہے، ان کا کونسا میں نے حساب رکھا ہے۔ ان کا حساب ہی کوئی نہیں۔ یہ تو سیدھے سادھے جنتی ہیں' جو مرضی کریں۔ جس کا criteria of mind ہی سیٹ نہیں ہے۔ اس پہ حساب کون سا ہے؟ یہ تو سارے کے سارے ہی جنتی ہیں۔ ویسے تو ہمارے ہاں کوئی دولے شاہ کا چوہا اُس کو جنتی کہتے ہیں یا مجذوب اور فقیر کہتے ہیں۔ مگر سچ پوچھو تو اگر تمام حساب ذہن پہ ہے' انڈرسٹینڈنگ پہ ہے' سوچ پہ ہے۔ پھر تو یہ سارے بچے بے نیازانہ اپنے ماں باپ کو بھی جنت میں کھینچ کے لے جائیں گے۔ یہ کریڈٹ بھی تو انہی بچوں کو ملتا ہے۔

ہمارے اخلاق میں سوچ کا محرک بہت اہم اصول ہے۔ میں جب بھی کوئی چیز کرنے لگتا ہوں تو اتفاق سے عادت سی بن گئی ہے۔ میں سوچتا ہوں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ہوں گے اس معاملے میں؟ اتفاق کی بات دیکھو ہر اُس عالم میں جس میں سے مَیں گزرا ہوں' رسول اللہ ﷺ بھی گزرے تھے۔ اور مجھے اُن کا رویہ پتہ ہے کہ انہوں نے ایسے کیا تھا۔ میں جب واپس آیا (نوکری چھوڑ کے) تو دوکانداری شروع کر دی۔ دوکانداری میں پتہ ہے آپ کو قرض تو دینا پڑتا ہے۔ دور سے ایک شخص نے آواز دی کہ جناب پیسے تیار رکھنا میں لینے آ رہا ہوں۔ اب میں سوچ

میں پڑ گیا کہ میرے پاس تو پیسہ ہی نہیں ہے کیا کروں؟ اگر میں اس سے کہوں کہ میرے پاس نہیں ہیں۔ تو کہے گا تُو ہر مرتبہ کہتا ہے نہیں ہیں۔ تُو اسی طرح جھوٹ بولتا رہے گا۔ میرے دل میں آیا چلو بھاگ ہی جاؤ۔ یہ اُدھر جا رہا ہے، میں دکان چھوڑ کے اِدھر اُدھر چلا جاتا ہوں، اس نے کونسا بیٹھ جانا ہے۔ چلا جائے گا یہ۔ میں واپس آ جاؤں گا۔ جب میں رستے میں چل رہا تھا اچانک مجھے خیال آیا تیرے رسول ﷺ اگر ہوتے تو کیا کرتے؟ تُو تو بھاگ رہا ہے face کرنے سے، ذمہ داری سے، ایک اخلاقی روایت سے۔ پھر مجھے یاد آیا ایک یہودی حضور ﷺ کو کہہ رہا تھا۔ میری آنکھوں میں وہ منظر ابھرا۔ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہا تھا اے محمد ﷺ تُو میرے پیسے کیوں نہیں دیتا۔ تُو میرا مقروض ہے۔ حضور ﷺ کہہ رہے تھے میرے پاس نہیں ہیں میں دے دوں گا۔ وہ آگے سے کہہ رہا تھا تُو تو ہمیشہ ہی یہی کہتا ہے۔ تُو غلط کہتا ہے میرے پیسے کیوں نہیں دیتا۔ اور اتنا گستاخ ہوا کہ حضور ﷺ کی داڑھی پہ بھی بار بار ہاتھ ڈال رہا تھا۔ بار بار چھیڑ رہا تھا او تُو نہیں دیتا پیسے، کیوں نہیں دیتا۔ حضرت عمرؓ ساتھ تھے۔ حضرت عمر کے لیے یہ بات اور یہ رویّہ ناقابل قبول تھا۔ انہوں نے کہا او گستاخ ہاتھ پیچھے رکھ۔ آئندہ تُو نے حضورؐ کی ریش مبارک پر ہاتھ مارا تو تیری گردن اتر جائے گی۔ آپ کا کیا خیال ہے حضرت عمرؓ کی یہ غیرت کس کے کام آنی چاہیے تھی؟ کام تو آنی چاہیے تھی، حضور ﷺ کی حمایت میں بولے تھے، عشق میں بولے تھے، غم میں بولے تھے۔ مگر یہ اُن کے کام نہیں آئی۔ حضور ﷺ سختی سے پلٹے اور کہا اے عمرؓ باولا ہوا ہے، میں نے اس کا دینا ہے ناں۔ اس کا حق ہے مجھ پہ۔ یہ حق رکھتا ہے مجھے ایسی بات کہے۔ ذرا سوچ کے بتانا آپ بھی ایسا ہی کرو گے؟ آپ بھی ایسا ہی کرو گے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ نے حق پہچانا آپ بھی ایسے ہی حق پہچانو گے۔ میں نے سوچا آج ہونے دو جو ہونا ہے۔ آج اس کو face کروں گا۔ جو اس وقت ہوا، چلو تھوڑا سا میرے ساتھ ہو جائے کون سی قیامت آ جانی ہے۔ میں واپس پلٹ گیا۔ اب میں بالکل تیار readiness is on۔ پتہ ہے شیکسپیئر نے ایک مقولہ لکھا ہے کہ readiness is on آدمی اگر پہلے سے تیار ہو تو رنج کم ہوتا ہے۔ یوں سمجھو میں اُس کی سرزنش سہنے کے لیے اس کی ملامت سہنے کے لیے پورا تیار تھا۔ میں نے کہا آنے دو یار، میں نے صبر کرنا ہے۔ اُس نے دور سے مجھے دیکھا اور کہا بات یہ ہے میں ذرا جلدی میں ہوں، جا رہا ہوں، اگلے ہفتے آ کے لے لوں گا۔ رب کعبہ کی قسم ہے مجھے خیال آیا، اگر آپ سچائی فیس کرو تو اللہ بہت مدد کرتا ہے۔ وہ نوبت ہی

نہیں آنے دیتا۔ جب آپ خدا اور رسول ﷺ کے لیے اپنی توہین ذات کے لیے تیار ہو۔ میں حیران پریشان کہ بالکل تیار کھڑا ہوں اور وہ سامنے سے گزرا کہ ابھی آئے گا اور میں جھٹ پیش کروں گا تو وہ دور سے مجھے کہتا ہے اور دیکھو جی میں جا رہا ہوں اگلی مرتبہ آ کے لے لوں گا۔ This is very shocking ایک ٹرائل ہے بیچ میں ہے، ایک لائن ہے بڑی باریک سی، پل صراط ہے جو آپ قطع نہیں کرتے۔ آپ خدا پہ نہیں اعتماد کرتے، آپ رسول ﷺ پہ نہیں اعتماد کرتے۔ میں نے کہا آپ بھی میری طرح ہو، بڑے مخلص مسلمان ہو۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام مسلمان نیک نیت ہیں، سوائے منافق کے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ہر مسلمان یہ سوچتا ہوگا میں اس طرح behave کروں، میرا کلام اچھا ہو، میرا انداز اچھا ہو۔ لوگ مجھے اگر سلام کہیں تو ان کا مطلب سلام ہو، میں کسی کو سلام کہوں تو اس کا مطلب سلام ہو۔ ہم ایک دوسرے سے سلامتی چاہتے ہیں۔ اس سے بڑی تو کوئی قوم ہے ہی نہیں جو اٹھتے بیٹھے، چلتے پھرتے سلامتی کی تحریک ساتھ لیے پھرتی ہے۔ اس سے بڑے کون ہو سکتے ہیں، صفائی میں الحمدللہ، الحمدللہ الحمدللہ، دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو مسلمان کے برابر ہو۔ پرسنل cleanness اور ablution (وضو) میں مسلمان واحد قوم ہے جو صرف مذہبی اور آقا و رسول ﷺ کی احادیث پہ عمل کر کے اتنے صاف ستھرے ہیں جتنے یورپ کے نفیس ترین لوگ بھی نہیں ہوتے۔ مگر گھروں کے باہر گندگی کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں، یار ہوک سینس کدھر گئی، گلیوں کی صفائی کدھر گئی؟ کیا دوسرے گھر ہمارے نہیں ہیں؟ کیا ہمسائگی میری نہیں ہے۔ جب اصحابؓ ڈرے اور کہا یارسول اللہ ﷺ اتنی مرتبہ انہوں نے ہمسائگی کے حقوق کا احساس دلایا کہ ہم ڈرے یہ وصیت میں نہ شامل ہو جائے، ہمسایہ۔ یعنی اتنے قریب کا سلوک کرنے کو کہا۔ ہم پہ تو سب سے زیادہ ہمسایہ ہی بھاری ہوتا ہے۔ اگر برا ہمسایہ ہو، دیکھو یہ تو نہیں rule out کیا جا سکتا کہ سارے فرشتے ہی آپ کی ہمسائگی میں ہوں گے، کوئی جنات بھی ہو سکتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے چھوٹی سی دعا عطا فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنْ جَارِ السُّوءِ" {حصن حصین} اے اللہ مجھے برے ہمسائے سے محفوظ رکھنا۔ آپ کو اجازت نہیں حق ہمسائگی منقطع کرنے میں۔ ہاں اگر آپ دعا کرو تو اللہ آپ کی ہمسائگی کو ہدایت دے دے۔ تو کون سا ایسا manner ہے۔ جوتی پہننے کے آداب انہوں نے نہیں بتائے ہوں گے، کیا خیال ہے آپکا؟ اور جب کوئی نیا جوتا پہنو! دیکھو درویش پھرتا ہے پرانا پھٹے ٹاٹ لگا کر، قلندرانہ حیثیت

نمایاں کرتا پھرتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں اس لیے معزز ہوں کہ میں نے دنیا ترک کی ہوئی ہے۔ مگر رسول ﷺ کیا کہتے ہیں کہ بھئی تمہارا مال تمہارے لباس میں آنا چاہیے۔ تم تو ویسے کروڑ پتی ہو۔ خدا گواہ ایک صاحب میں نے دیکھے بھی۔ وہ میرے پاس تشریف لائے۔ کپڑوں سے بُو اُٹھ رہی تھی۔ میں خود بھی خدا سے ڈرنے والا تھا۔ میں نے سوچا شاید کوئی بہت ہی بڑا درویش ہے کہ پاؤں دھول سے اٹے ہوئے ہیں اور کپڑوں سے بُو آ رہی ہے۔ ساتھ جو صاحب آئے انہوں نے کہا کہ یہ ننانوے کروڑ کے مالک ہیں۔ اصل میں بینک مینجر ساتھ تھا تو اسے کوئی تصدیق چاہیے تھی۔ تو اس نے کہا یہ مجھ سے لڑ رہا ہے کہ میرا تو پُورا ایک ارب ہونا چاہیے تھا یہ ننانوے کروڑ کیوں ہیں؟ میں نے اُس کا حال دیکھا تو پوچھا اس کے بچوں کا کیا حال ہے؟ کہنے لگے دونوں پاگل ہیں۔ انگلینڈ میں تھے۔ میں نے کہا بالکل صحیح ہے۔ یہ اتنا بخیل انسان ہے کہ جس کے لباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گلیوں کا مانگنے والا ہے۔ یہ اتنا rich ہو کر، اس کی کسی چیز سے خدا کا فضل نہیں ٹپک رہا۔ کسی چیز سے خدا کی رحمت کا شعور اس سے نہیں جاگ رہا۔ اس نے بچوں کو بھی ایسا رکھا ہو گا اور وہ دری ایکشن میں پاگل ہو گئے ہوں گے اور وہ ہو چکے تھے۔ دو بچے تھے دونوں پاگل تھے۔

سلیقے سے رہنا اپنی زندگی سنوارنا، احتیاط سے بات کرنی، خواہ مخواہ دوسرے پہ گمان نہ کرنا۔ میرے زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات تھے، میں تو سبق سیکھتا رہتا ہوں اللہ کرے آپ بھی سیکھو۔ جماعت کے تھے ایک صاحب میرے بڑے دوست تھے۔ جماعت کے لیڈر بھی تھے۔ ہنسنا کھیلنا آپ کو پتہ ہے جاری رہتا ہے، میں مسلمان تھا وہ جماعتیے تھے۔ ہوتا ہے ناں آپس میں لگی رہتی ہے۔ بھئی بات یہ ہے کہ میں نے ہمیشہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہا اور انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو جماعت اسلامی کا کہا۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ مسلمان نہیں تھے (ہنستے ہوئے) مگر میں ڈکلیئرڈ مسلمان تھا۔ وہ ڈکلیئرڈ جماعتیے تھے۔ میرے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ بڑے مزے کی بات ہے کہ بدگمانی کے رنگ بڑے ہوتے ہیں۔ شروع شروع میں جب میں نے تسبیح پکڑی تو میں چھپا کے کیا کرتا تھا۔ بہت گرمی ہوتی تھی، کہاں تک چھپاتا۔ ہر وقت ہاتھ کبھی اس جیب میں چھپا ہوا، کبھی ادھر رکھ کے تسبیح ہو رہی ہے۔ میں نے کہا یار کیا فراڈ ہے۔ آخر میں کس سے ڈرتا ہوں؟ مجھے خیال آیا کہ میں public opinion سے ڈرتا ہوں۔ اب public opinion دو قسم کی تھی۔ ایک یہ کہ یہ بڑا نیک آدمی ہے، اس سے میں بہت ڈرتا تھا۔ میں نے کہا خدانخواستہ اس نے اگر

مجھے کچھ زیادہ نیک آدمی سمجھ لیا پھر تو بڑا خطرہ ہو گا۔ اب دیکھو اگر خواتین آ تیں سامنے سے اور میں
ادھر سے گزر رہا ہوتا تو میں تسبیح چھپا لیا کرتا تھا۔ ان کو نہ پتہ لگے کہ میں کوئی نیک آدمی ہوں۔ بڑا بُرا
لگتا ہے obviously۔ اب جب اگلوں پر امپریشن چلا جائے کہ یہ نیک آدمی ہے پھر آپ نیک
نہ نکلیں تو کتنی بڑی واہیات بات ہو گی۔ مردوں کا رویہ تھوڑا سا ڈفرنٹ تھا۔ خواتین کا تو عالم ہی
عجیب ہے۔ ہوا میں سن لیں کہ کوئی بندہ بیٹھا ہوا ہے ادھر، پورا شہر چل پڑتا ہے۔ اشتیاق میں میرا
خیال ہے وہ ہم سے زیادہ curious ہوتی ہیں۔ ان کے تجسس کا عجیب عالم ہے۔ ان کو پتہ لگنا
چاہیے کہ کوئی پیر فقیر ادھر موجود ہے یا کوئی آسیب موجود ہے۔ ان کی excitement انہیں وہاں
تک لے جاتی ہے۔ اب مردوں کا سنو! میں تسبیح کرتے کرتے مسجد کی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ تو
میرے سامنے سے وہی راجہ صاحب گزرے۔ کہنے پروفیسر صاحب ایہہ مکروفریب کدوں بند
ہوئے گا؟ میں چونکا ہو گیا، میں نے کہا کونسا؟ کہنے لگے یہی تسبیح والا۔ میں بھی رُک گیا۔
debater تو شروع سے تھا۔ باز تو نہیں آیا۔ میں نے کہا دیکھو راجہ صاحب بڑی غلطی کر گئے ہو
آپ۔ کہنے لگے کیوں؟ میں نے کہا دیکھو میں مسلمان ہوں اور تم نے مجھ پہ بدگمانی کی ہے۔ اگر یہ
تسبیح اصلی ہے، پھر تو تم نے گناہ کیا ہے۔ تم نے طنز کیا ہے خدا کے بندے پہ۔ اور اگر جعلی نکلی تو بھی
تم نے بدگمانی کی ہے۔ تم دونوں طرف سے خسارے میں ہو یا طنز ہے اور یا بدگمانی۔ دیکھو آپ
کرتے کیا ہو۔ تسبیح باہر ہے، لوگ مجھے متقی سمجھیں، تسبیح اندر ہے کہ لوگ ڈسکور کر کے مجھے متقی
سمجھیں۔ ہے ناں دونوں طرف خطا۔ میں نے کہا یار ہوا کیا ہے تمہیں۔ آخر کب تک public
opinion اسی طرح تمہیں برباد کرتی رہے گی۔ سو جس کو غصہ آتا ہے اس کو غصہ نہیں مارتا۔ اس کو
اُس چیز کو مارنا ہے جس کی وجہ سے غصہ آتا ہے۔ غصہ نتیجہ ہوتا ہے، فرسٹریشن کا inferiority کا
irritation کا stomach disturbances کا۔ غصہ رزلٹ ہے۔ لوگ آتے ہیں کہتے
ہیں ہمیں غصہ بہت آتا ہے۔ میں کہتا ہوں غصہ کسی چیز سے آتا ہو گا ناں۔ ہم نے وہ
attitude دیکھنا ہے جس سے غصہ آتا ہے۔ خواتین و حضرات، یہ سارے نفاق اور تقویٰ کے
خیالات دراصل public opinion سے ابھرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں عزت نفس بڑی عزیز
ہے۔ خدا کہتا ہے انکسار کرو۔ خدا کہتا ہے برداشت کرو۔ محمد ﷺ فرماتے ہیں برداشت کرو۔
حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں نرمی جس چیز سے نکل جائے وہ بدصورت ہو جاتی ہے۔ نرمی جس چیز

میں داخل ہو جائے وہ خوبصورت ہو جاتی ہے۔ وہ تو حسن کا رنگ بتا رہے ہیں، معیار بتا رہے ہیں کہ کسی بھی صورت میں کوئی تلخی تمہارے حسنِ انسانیت کو آلودہ کر دے گی۔ ایسے نہ کرو۔ کوشش کرو ایک sweetness چاہے جعلی سی ہو، اصلی شوگر والی نہ ہو مگر sweetness تو رہے۔ اندازِ بیان میں کچھ تو حسن بیان ہو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے لیے لڑو۔ مگر نہیں، اس طرح نہیں۔ لارڈ رسل نے کہا تھا جب دو آدمی بحث کرتے ہیں، بڑی بحث کرتے ہیں، لمبی بحث کرتے ہیں۔ دونوں صرف آواز اونچی کرتے ہیں، جس کی زیادہ آواز اونچی ہوگی وہ جیت جائے گا۔ کوئی دلیل پہ نہیں بحث کر رہا ہوتا۔ شور پہ بحث ہو رہی ہوتی ہے۔ میں نے کئی دفعہ بحث کرتے ہوئے ان مساکین کو دیکھا جن کی آواز ذرا low تھی وہ بیچارے بے بسی سے چیخ رہے ہوتے، کیوں اللہ نے ہمارا گلہ بڑا نہ کیا۔ وہ چیخ رہے ہوتے ہیں کیونکہ بہر حال ایک بات کنفرم ہے کہ بحث و تمحیص میں جس کی آواز زیادہ اونچی ہے وہی جیتے گا۔ مگر اصولاً ہمیں یہ پتہ ہونا چاہیے کہ ہمارے بالاکس لگے ہوئے کہاں ہیں؟ اگر آپ تاریخِ عالم دیکھیں تو کم از کم پیدائش کسی کے لیے المیہ نہیں تھی۔ الیعقوب الصفار نعل بند کا بیٹا تھا، اگر ایران کی ہسٹری دیکھو تو مزدوروں کے بیٹے اپنا خاندانی پیشہ نام کے ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ عرب کی ہسٹری دیکھو، لوگوں نے تفاخر سے اپنے پیشے ساتھ اٹیچ کر لیے۔ جب کوئی چھوٹا سا پیشہ ور بڑا ہوتا ہے تو اس کا خیال ہوتا ہے اللہ نے مجھے عزت بخشی ہے تو وہ جان بوجھ کر اپنا پیشہ ساتھ لے لیتا ہے۔ تاکہ خدا کا شکر کر کے بتائے لوگوں کو کہ کوئی ذات کا ہلکا اور کوئی بڑا نہیں ہے۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا نہیں ہے۔ یہ تفاخرات صرف ایک سوشل سیٹ اَپ میں زندہ ہوتے ہیں اور دوسرے سوشل سیٹ اَپ میں مر جاتے ہیں۔ Luckily perhaps you see اگر آپ دیکھو اخلاقی روایات میں کہاں فرق ہے؟ یورپ میں مَیں نے کبھی نہیں سنا کہ جی اس بچے کی اُس سے شادی نہیں ہو سکتی۔ ایک جگہ ہوتا ہے فرق۔ یورپ صرف ایک difference of opinion رکھتا ہے کہ کم پیسے والے کی زیادہ پیسے والوں سے نہیں ہوتی۔ ذات پات نہیں دیکھی۔ سرمایہ داری کے difference دیکھے ہیں۔ مگر اتنے سخت نہیں ہیں کہ کوئی بڑے سرمایہ دار کی بیٹی کسی چھوٹے مزدور سے شادی نہ کر سکے۔ ایسا نہیں دیکھا گیا مگر ذات پات والی کوئی قسم نہیں دیکھی۔ ہاں جہاں پاکستانی موجود ہیں وہاں بہت ہے۔ ایک خاتون آ گئی۔ کہنے لگی چار بیٹیاں ہیں، ایک ہندو کے ساتھ involve ہو گئی ہے، ایک کرسچن کے

ساتھ involve ہو گئی ہے، ایک فلاں کے ساتھ۔ یہ تو بڑا ظلم ہو جائے گا ہم مارے جائیں گے، دین جائے گا۔ میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے، ان کو لے کے آنا۔ بڑے مزے کا آپ کو واقعہ بتا رہا ہوں۔ میں کھانا کھا رہا تھا کمرے میں، بڑا سادہ سا، اُسی طرح جس طرح بیٹھا ہوتا ہوں I wasn't prepared even to see them. لڑکیاں جب گزریں، انگلینڈ سے آئیں تھیں تو کہنے لگیں Our mother has brought us to another cheater. دیکھو آگے بھی لے کے گئی ہوگی ناں کسی نہ کسی کے پاس۔ جب میرے پاس آئی تو میں اندر تھا، درمیان میں اوٹ پڑی ہوئی تھی تو باہر سے لڑکی نے گزرتے ہوئے کہا Look here, our mother has brought us to another cheater. ہماری ماں ہمیں کسی اور فراڈ کے پاس لے آئی ہے۔ یہی بات ہے مجھے بڑی ہنسی آئی۔ I was delighted to see یار کوئی فرینک امپریشن میرے بارے میں بھی تو آیا ہی ہے ناں۔ جب بیٹھ گئے تو میں نے پوچھا Who are you? اس نے کہا کیا مطلب؟ میں نے کہا are you British or Pakistani, who are you? تو ان لڑکیوں کو تھوڑا سا کنفیوژن تھا۔ کہنا وہ یہ چاہتی تھیں کہ We were born in England: میں نے کہا دیکھو تمہاری تو آئی ڈی کوئی نہیں ہے۔ میں تمہیں کس ملک کا باشندہ سمجھوں، کون سمجھوں۔ تم پلے ادھر ہو، بڑھے ادھر ہو۔ اگر میں تمہیں پاکستان کی ٹریڈیشن دوں تو کیا بتاؤں گا کہ تم واقعی اس پہ عمل کرو گی۔ تم نے رہنا ہی نہیں ہے ادھر۔ ہاں ایک بات ہے جو میں کہوں گا کہ تم مسلمان ہو، تمہیں اسلام کی ویلیوز کا خیال ادھر بھی رکھنا ہے، اُدھر بھی رکھنا ہے۔ چلتے چلتے بات یہاں تک پہنچی کہ all those girls absolutely changed, and so much changed کہ انہوں نے مجھ سے تسبیح لی۔ خواتین و حضرات بڑی مزے کی بات ہے۔ آگے تھوڑا سا ٹوٹا ہے۔ جب تسبیح لی obviously ان کی ماں کے دوپٹے پہنوائے ہوئے تھے تو انہوں نے دوپٹے کی نوک میں تسبیح باندھی۔ Then I laughed full۔ وہ بھی حیران ہوئیں کہ ہنس کیوں رہا ہے۔ میں بڑا ہنسا۔ کیونکہ انہوں نے لے کے وہ پرزہ تسبیح والا، اور تو جگہ نہیں تھی تو پلو کی گرہ میں باندھ لیا۔ میں بہت ہنسا تو انہوں نے کہا: why are you laughing? میں نے کہا اس لئے کہ اب مجھے پتہ لگ رہا ہے تم کہاں کی ہو۔ تم پوٹھوہار کی ہو۔ کہ کم از کم اور کوئی بات

کنفرم ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، یہ جو طریقہ ہے پلو میں پرچی باندھنے والا یہ تمہیں ادھر سے ہی ملا ہے۔ I am totally convinced۔ میں نے کہا دیکھو مدینہ میں لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر مذہب سیکھنا ہے تو مدینے کی بوڑھیوں سے سیکھو۔ جب عورتیں post their procreative period آگے جاتی ہیں۔ ان کو تھوڑی آزادی ملتی ہے اور پھر خدا و رسول ﷺ کی طرف سے معاونت ملتی ہے تو اتنی پرہیزگار نکلتی ہیں، اتنی زیادہ۔ میری ایک پھوپھی محترمہ تھیں، ساری عمر شاید لڑتی رہیں مگر آخر میں سارے شہر کی اکیلی استاد تھیں قرآن پڑھانے میں۔ بہت اچھا قرآن پڑھاتی تھیں۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ ہم نہ بھی جنازے میں جاتے تو ان کے شاگردوں سے شہر بھرا جاتا۔ اتنا جنازہ تھا۔ بلکہ یہ عورتوں کی روایت ہے، جہلم شہر میں میری ماشاءاللہ نانی ہوتی تھیں۔ وہ اتنی سخت ہوتی تھیں۔ ادھر ایک دیوبندی استاد تھے ادھر اہلِ حدیث۔ اور جب میں اُن کے گھر جاتا۔ وہ دونوں کے مسائل مجھے سُنا کے میری رائے طلب کر کے اس پہ بحث کیا کرتیں تھیں۔ پڑھی لکھی نہیں تھیں اس لیے میں جلدی بھاگ جاتا تھا۔ مگر بہرحال اللہ ان کو جنت نصیب فرمائے۔

دیکھو بڑی بوڑھیوں کا کیا کلچر ہوتا ہے جو آگے بڑھاتی ہیں؟ یہی ہوتا ہے ناں کہ اخلاق اور قانون کی وہ پاسداری۔ ہماری بڑی بوڑھیاں، وہ خواتین جو مائیں بن جاتی ہیں یا عمر رسیدہ ہو جاتی ہیں، وہ ان کا ایک traditional خزانہ ہوتی ہیں۔ ساری عورتیں اس tradition کا خزانہ ہوتی ہیں۔ Slowly and gradually they create a culture اور وہ ایک سوسائٹی کو جنم دیتی ہیں۔ all we want is کہ خدا کرے کہ ہماری عورتیں بجائے کسی جدید فیشن کے اور بے راہ روی کے tradition کے اور ماڈرن ہونے کے، اپنی تہذیب کے وہ قیمتی اور خوبصورت ترین اصول محفوظ رکھیں۔ جو بعد میں اپنے بڑھاپے میں (چلو اس وقت نہ سہی، اس وقت ان کا بھی ٹائم ہے شو شا کا) مگر جب بوڑھی ہوں تو اپنے بچوں تک وہ ٹریڈیشن پہنچادیں جو اُم المومنین عائشہ صدیقہ سے ان کو ملی ہے۔ جو سیدہ سکینہ بنت حسینؓ سے ملی ہے، جو سیدہ عائشہ بنت طلحہؓ سے ان کو ملی ہے۔ کلچر میں عرب میں سب سے مشہور وہ خواتین تھیں۔ فرزدق جیسے شاعر اور عرب کے بڑے بڑے شاعروں کو اپنے شعر کی تصدیق چاہیے ہوتی تھی۔ جب وہ چاہتے تھے کہ ہمارا شعر اچھا ہے کہ بُرا ہے تو ان دو خواتین کے پاس آیا کرتے تھے۔ سکینہ بنت حسینؓ کے پاس آیا

کرتے تھے اور عاتکہ بنت طلحہؓ کے پاس آیا کرتے تھے اور یہ وہ دو محترم خواتین ہیں کہ جن کا ذکر عرب کے ادب میں لطافت میں اور کلچر میں بار بار آیا ہے۔ They were fashionables کسی مذہب میں فیشن حرام نہیں ہے۔ عریانیت اور فیشن ایک چیز نہیں ہے۔ فیشن میں بڑی جدت ہے۔ میں ادھر سے گزرتا ہوں سڑک سے ہو کے۔ پتہ لگا سب سے زیادہ رش کھاڈی پہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا کھاڈی پہ رش کیوں ہے یار؟ کھدر پہ رش پڑا ہوا ہے۔ تھوڑا سا اندر جا کے دیکھا تو پتہ لگا جناب ایسے رنگا رنگ ایسے ملبوسات کھدر میں انہوں نے بنا کے لپیٹے ہوئے تھے I was simply shocked اور سارا ریشم ادھر پڑا ہوا ہے اور خواتین بھاگی جا رہی ہیں۔ آدھی رات کو "کھاڈی" پہ رونق لگی ہوئی ہے۔ Now they are traditions. A woman's culture maybe slightly different مگر a woman's culture جب بچوں کی حد تک ہم دیکھتے ہیں تو سب سے پائیدار کلچر ہوتا ہے It's the timing, we have so less a time جہاں مرد external لائف میں صداقت امانت، دیانت، جرأت اور اخلاق روایت قائم کر رہا ہوتا ہے وہاں basic سچائیاں خواتین اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو دے رہی ہوتی ہیں۔ And the children are very sensitive یہ تھرڈ پارٹی ہیں۔ اخلاق اور کلچر کی اس تعلیم میں Childern are a third party یہ بڑی حساس مخلوق ہے۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ آپ کا بچہ آپ کی بات نہیں سن رہا یا سویا پڑا ہے یا کان لپیٹ کے پڑا ہوا ہے تو کبھی اس پہ اعتبار نہ کرنا۔ وہ ہمہ وقت اپنی senses میں الرٹ ہوتا ہے اور اپنے باپ اور ماں دونوں پر at a time غور کر رہا ہوتا ہے۔ وہ ایک ایک چیز چن رہا ہوتا ہے اس کردار کی ان پلیٹوں میں سے۔ Never ever be so compromising with children. یہ بچوں کے headaches، یہ بیماریاں، یہ بہانہ سازیاں، یہ ایگریشن سارے کے سارے آپ کے cultural attitude کی پیداوار ہوتے ہیں۔ They are the third party. ان کو آپ نہیں دھوکا دے سکتے ہو۔ وہ اخلاق جس کا باہر آپ مظاہرہ کرتے ہو بچے اس کے قائل نہیں ہوتے۔ مگر جب اسی اخلاق کا مظاہرہ گھر پہ ہوگا وہ آپ سے محبت کریں گے۔ because they know کہ آپ منافق نہیں ہو۔ ورنہ ہر بچہ باپ کو کہتا ہے کبھی نہ کبھی

ضرور کہتا ہے ابا! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ تم اُدھر تو ایسے تھے اِدھر ایسے کیوں ہو؟ ان کے آپس میں ان کی لڑائیاں، attitudes چھوٹے چھوٹے واقعات کے پیچھے آپ کے کردار کی جھلک ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے گھروں کا کلچر چھوٹی چھوٹی خواہشات کی وجہ سے تباہ و برباد کیا ہوا ہے۔ اپنی تہذیب کی وجہ سے خراب کیا ہوا ہے۔ اگر آپ گھر میں ہر وقت ہی ایک مکان کے لالچ میں مبتلا رہو گے اور مزید دولت کے آسیب میں مبتلا رہو گے اور سٹیٹس کے آسیب میں اور گھریلو jealousies میں مبتلا رہو گے تو پھر آپ کے بچے ویسے ہی ہوں گے۔ Sorry to say, they have to copy your temper, your mood, your habits, they have to copy اور اللہ آپ پہ بھی رحم کرے۔ there is a lot more to discuss between husband and wife relationship and culture اگر اللہ نے کبھی موقع دیا تو میں کسی بڑے اجلاس کے موقع پر اس موضوع پہ ضرور لب کشائی کروں گا۔ You have to get back to your prophet PBUH. گیارہ بیویوں میں وہ ایک مرد جس نے اس قدر خوبصورت behave کیا کہ جب اللہ نے مال و اسباب کے ساتھ ان کی بیگمات کو چوائس دیا تو کسی نے بھی ہاں نہیں کی۔ سب نے اللہ کے رسول ﷺ کو چنا۔ کیا خوبصورتی ہوگی اس کردار میں، کیا کلاسیفائیڈ کلچر ہوگا اللہ کے رسول ﷺ کا کہ سب نے اپنے آقا کو پسند کیا۔ مگر وہ اُن کے صرف آقا نہیں، Not only he was their husband also انہوں نے husbandry کے rule دیے۔ بیگمات نے اپنے behavior کے rule دیے۔ ہماری tradition بہت عمدہ بہت اعلیٰ ہے۔ ہم قرآن سے اپنے اپنے غرض کے اصول کیوں quote کرتے ہیں؟ چاہیے تو یہ کہ ایک جج مقرر کرو۔ اس سے پوچھو۔ husband پوچھے اس سے کہ عورتوں کے بارے میں اللہ نے کیا حکم دیا ہے؟ پھر یہ بھی پوچھے کہ عورتوں کو مردوں کے بارے میں اللہ نے کیا حکم دیا ہے؟ وہ جج میں جج تو رکھتے ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے مقصد کی آیت quote کر رہا ہوتا ہے۔ This is one of the reason. اور سب سے بڑی بدقسمتی، اللہ کہتا ہے کہ ہر جگہ حساب رکھو، ہر جگہ measures رکھو۔ میں نے آج تک کسی باپ کو نیک ترین، مقدس ترین باپ کو وصیت کے rule نہیں لکھتے دیکھا۔ ہمارے خاندان میں بہن بھائیوں میں اجاڑ پڑی ہوتی ہے۔ بربادیاں

پڑی ہوتی ہیں۔ جائیدادوں کے مسئلے پہ یہ تنازعات سارے کس لیے اٹھتے ہیں؟ بڑے نمازی ہیں ماں باپ، بڑے ہی نیک ہیں ان کے بزرگ مگر آخری دم تک کوئی وصیت نامہ خدا اور رسول ﷺ کے مطابق نہیں لکھا جاتا۔ اور اس کے بعد نہ صرف ان کے بیٹے آپس میں لڑتے ہیں، بلکہ بیٹیاں بھی لڑتی ہیں، فساد ہوتے ہیں۔ How can you go out of the rule of the Prophet PBUH? سیدھی بات یہ ہے۔ دو چوائس ہیں آپ کے پاس: یہ سب کچھ ماننا چھوڑ دو، آزاد رہو، مادر پدر آزاد رہو۔ leave everything aside مگر اگر ماننا ہے تو صدقِ دل سے مانو۔ ایک آدھ مان لو چلو، نہ سہی ساری۔ آپ کو یاد ہے حدیث رسول ﷺ جب پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اگر کوئی غلطی کریں؟ فرمایا تم دس میں سے ایک بھی غلطی کرو تو حساب ہوگا۔ مگر زمانہ آخر میں وہ لوگ آئیں گے کہ اگر دس میں سے ایک بات بھی مانیں گے تو ثواب ہو گا۔ دیکھو فائدہ تمہیں بڑا ہے۔ age advantage ہے، time advantage ہے۔ اللہ کرے آپ اور ہمیں ایک آدھ حسن اخلاق نصیب ہو جائے، ایک آدھ virtuous continuity نصیب ہو جائے، تربیت رسول ﷺ کے تحت ایک آدھ معاملے میں اچھائی نصیب ہو جائے۔ اللہ ہم پہ رحم کرے، آپ پہ رحم کرے۔ (آمین)

سوال و جواب

س: نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ کے ساتھ طرز زندگی کیسا تھا؟

ج: ویسے تو میں نے بہت سارے افسانے پڑھے۔ بہت ساری میاں بیوی کی باتیں سنیں، پڑھیں۔ بہت سارے واقعات پڑھے but frankly telling you جہاں تک اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے رسول اللہ ﷺ کا تعلق ہے، مجھے اس سے زیادہ خوبصورت رومانٹک ریلیشن شپ نظر نہیں آیا۔ اس کے پیچھے ایک بیک گراؤنڈ تھا۔ اُم المومنینؓ کی شادی سے پہلے بھی اس گھر میں صرف ذکر رسول ﷺ ہی ہوتا تھا۔ یعنی رخصتی سے پہلے بھی اور رخصتی کے بعد بھی ذکر رسول ﷺ ہی ہوتا تھا اور باپ بھی ہر وقت اللہ کے رسول ﷺ پہ درود ہی پڑھتے رہتے ہوں گے، بھائی بھی۔ حضرت ابوبکر صدیق کا وہ خاندان تھا کہ جس کی ساری زندہ پشتیں مسلمان ہیں۔ ابوبکرؓ کے باپ مسلمان ہوئے، دادا مسلمان ہوئے، ساری اولادیں مسلمان ہوئیں، یہ اکلوتا اعزاز ہے جو کسی اور مسلمان کو نصیب نہیں ہے۔ صرف ابوبکر صدیقؓ کو یہ اعزاز نصیب ہے کہ ان کی دو تین پشتیں ساری کی ساری مسلمان ہیں۔ اب دیکھو جو لڑکی اسی ماحول سے نکلی ہو، جس کی ہر امیج جو ہے، اس کی ultimacy رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتی ہو تو میرا خیال ہے جہاں اُم المومنین as a wife بھی گئیں، وہ سرتا پا عشق رسول ﷺ میں گئیں اور اسی طرح انہوں نے نبھائی۔ مگر زندگی کے کچھ معاملات میں مجھے سب سے خوبصورت واقعہ وہ لگتا ہے جب اُم المومنین ناراض ہوتی تھیں۔ دو تین واقعے ہیں۔ بڑے مزے کی اُن کی ناراضگی ہوتی تھی۔ جب واقعہ افک گزرا اور اللہ نے دس آیتیں اتاریں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے اُم المومنین کی براءت میں یہ دس آیات پڑھیں تو کہا اُم المومنین تم پہ شکریہ واجب ہے۔ تو انہوں نے کہا آپ کا کیوں کروں؟ اللہ کا کیوں نہ کروں جس نے میری براءت میں یہ آیات اتاری ہیں۔ یہ اتنی خوبصورت باتیں ہیں۔ اُم المومنین basically غصے والی تھیں مگر جو ان کا انداز تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ اتنا نہیں تھا کہ جب

ناراضگی ہوتی prophet سے تو پھر وہ اُن کا نام محمد رسول اللہ ﷺ کہتی تھیں۔ ان کی ناراضگی کا عجیب انداز تھا۔ جب بہت محبت ہوتی تو پھر یا رسول اللہ ﷺ ہی کہتی تھیں۔ یہاں پر آپ نوٹ کریں کہ ان کا رسول ﷺ ہونا کتنا پیارا تھا، کتنا عزیز تھا، محترم تھا۔ مگر جب کبھی کبھی ناراض ہوتیں تو اُن کو یا رسول اللہ ﷺ کی بجائے ان کے نام سے پکارتی تھیں۔ یہ ایک طرزِ عمل ہے through out ان کی زندگی میں اور یہ کیوں عریاں کیا گیا ریلیشن شپ؟ یہ تو بہت بڑی عزتوں کے معاملے ہیں۔ اگر آپ غور کریں، اگر مجھے ہزار بھی تجسس ہو تو میں اس مقدس اور ویز اخلاقی سطح پہ اُدھر جھانکنا بھی پسند نہیں کروں گا، جہاں میرے رسول ﷺ ہیں اور اُن کی محرمات ہیں۔ آخر یہ کیوں کیا گیا؟ جیسے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اپنی نہ تھی۔ ایک ایک لمحہ تربیت کا تھا، ایجوکیشن کا تھا۔ بے شمار ایسے واقعات تھے کہ جو عائلی زندگی میں مرد اور عورت کو deal کرتے تھے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے یہ ہم تک نہ پہنچتے۔ کوئی نہ کوئی ذریعہ اللہ نے ڈھونڈنا تھا جس سے یہ ساری تعلیمات اللہ کے رسول ﷺ کی ہم تک پہنچیں۔ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ کہا کرتے تھے کہ دین کا ایک چوتھائی حمیرہؓ کے پاس ہے۔ یعنی 1/4 of the religion lies with Ummal Momnin Ayesha Siddiqa. اس کی دو وجوہات آپ کو بیان کردوں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی جتنی بھی بیویاں تھیں۔ ان سے ٹوٹل جو احادیث مروی ہیں، سترہ ہیں، including سیدہ فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ پر ساری خواتین کی جو احادیث ہیں وہ سترہ ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ سیکنڈلی جو امپورٹنٹ بات ہے کہ یہ روایت کرتے ہوئے جو عائلی زندگی پہ خواتین کے پاس ہیں۔ جن کو ہم بالکل نہیں جانتے، ان عائلی مسائل کو نہیں جانتے کہ جو ان عورتوں کو درپیش ہوتے ہیں، وہ سارے کے سارے اُم المومنین سے روایت ہیں۔ صرف اور صرف عائشہ صدیقہؓ سے تین ہزار احادیث مروی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ یعنی جہاں باقی تمام خواتین سے صرف سترہ احادیث کی روایت ہے، اُم المومنینؓ سے تین ہزار احادیث کی روایت ہے۔ جو کہا جاتا ہے کہ earliest marriage میں اُم المومنین کو نہ صرف پڑھنا تھا بلکہ پڑھانا تھا۔ اس لیے ان کی عمر وہ چنی گئی۔ تمام پہلی جو عورتیں تھیں شادی شدہ تھیں، ان کے دماغ پہلے سے imprinted تھے اور ان پہ کچھ نہ کچھ امپریشن ان کی پاسٹ لائف کے موجود تھے۔ خواہ وہ زینبؓ بنت جحش تھیں یا اُم المومنین سلمہؓ تھیں یا اُم المومنین سودہ تھیں۔ ان کی زندگی

کے کچھ پرنٹ مکس ہوتے تھے اور مکسنگ کی وجہ سے امکان تھا کہ کچھ ایسی باتیں اس میں شامل نہ ہو جاتیں کہ جو بعد میں مسلمانوں کو راس نہ آتیں ۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ کو اس لیے چنا گیا کہ ان کی انتہائی تازہ اور فریش میموری تھی ۔ اسی لیے اللہ نے انہیں خاص طور پر چنا ۔ جن پر کوئی پرنٹ موجود نہیں تھا سوائے رسول اللہ ﷺ کے ۔ ان کی محبت کا ہو یا عقیدت کا ہو یا ان کی ازدواجی حیثیت کا ہو، اُم المومنین کے ذہن پر سوائے رسول اللہ ﷺ کے کوئی اور پرنٹ موجود نہیں تھا ۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث ہے: فرمایا اے عائشہ! مجھے جبرائیل نے تمہیں ایک ریشمی پارچے پہ دکھایا' نوزائیدہ بچے کی شکل میں ۔ اور میں نے دل میں کہا کہ میں نے اس بچی کا کیا کرنا ہے؟ جب بتایا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی بیوی ہوں گی تو میں بڑا پریشان ہوا کہ میں نے اس بچی کا کیا کرنا ہے ۔ پھر میں نے کہا کہ اگر اللہ کو یہی منظور ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں ۔ وہ تو رسول تھے ۔ انہوں نے ہر چیز اللہ کے مطابق کرنی تھی ۔ مگر اُم المومنین کی پیدائش اور شادی کی شکل میں، اللہ کے رسول ﷺ کا ڈیزائن صرف شادی کا نہیں تھا بلکہ الہامی تعلیم، اخلاق تعلیم اور عائلی زندگی کے تمام بیشتر اقوال جو اُم المومنین سے ہمیں ٹرانسفر ہوئے ہیں وہ تین ہزار حدیثوں کی شکل میں ہیں ۔ اور وہ آج بھی سلامت ہیں ۔ اس لیے جہاں تک سیدہ عائشہؓ اور آقا و رسول ﷺ کا تعلق ہے، ہم ان کو صرف ایک ازدواجی پہلو سے نہیں دیکھ سکتے ۔ میں نے اپنے طور پر دنیا کی تمام عورتوں کا academically جائزہ لیا nobody has ever crossed the path of Ayesha Siddiqa. She is the greatest teacher ever born. ابھی تک ان کی تعلیمات جاری ہیں ۔ مگر بعض ان کے اقوال ایسے ہیں جو بڑے سے بڑا مدبر بھی نہیں دے سکتا ۔ مجھے ایک قول ان کا نہیں بھولتا، زندگی بھر نہیں بھولے گا، شاید موت میں بھی نہ بھولے ۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اُم المومنین نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے، اب ہمیں اور کیا غم لگے گا ۔ اب ہمیں اور کون سا غم چھو سکتا ہے اگر زندگی میں اور دنیا کا بہترین انسان گزر گیا، اعلیٰ ترین انسان گزر گیا، خدا کا محبوب ترین انسان گزر گیا، اور کون سے قیمتی اور بڑے ہوں گے کہ ہمیں ان کا رنج ہو ۔ تو فرمایا رسول اللہ ﷺ گزر گئے اب ہمیں اور کسی چیز کا کیا غم ہوگا ۔

س: اسلامی روایات اور عربی روایات میں کیا فرق ہے؟

ج: عربی تو روایت ہی کوئی نہیں تھی، اجڈ اور گنوار لوگ تھے۔ ابھی بھی ہیں۔ شیخ بندر کی نہیں سنی آپ نے بیان بازی کہ زمین ساکت ہے۔ اگر ان پہ چھوڑ دیا جائے تو عرب اب بھی بلوں میں گھسیں گے۔ اب بھی وہی کام کریں گے جو ان کے پرانے کرتے چلے آئے ہیں۔ تو عربی روایات کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ وہ بدوی روایات بھی نہیں تھیں۔ they were nothing at all اگر آپ اصولاً دیکھیں۔ مگر یہ بات میں آپ کو ضرور کہوں گا کہ اللہ نے اس قوم کو..... یہ اللہ کے رسول ﷺ کی قوم ہے، ان سے عزیز ہمیں کوئی نہیں ہے۔ مگر جس کام کے لیے خدا نے ان کو چنا وہ دو بڑی خصلتیں تھیں۔ ایک یہ مہمان نواز تھے اور ایک یہ موت سے نہیں ڈرتے تھے۔ یہ دونوں خصائل آج بھی عربوں میں موجود ہیں۔ اب بھی بڑے سے بڑا بادشاہ عرب بھی اپنے مہمان کو اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہے۔ اور یہ بہت بڑی صفات ہیں۔ اصل میں خدا خست سے بہت نفرت کرتا ہے، خست سچ پوچھو تو کفر کی طرح ہے۔ اگر میں کہوں کہ کل میں کیا کھاؤں گا تو literally میں نے کفر ہی کیا ہے۔ مجھے خدا پہ اعتبار نہیں رہا، کل پہ اعتبار نہیں رہا، میرا مالک کوئی نہیں رہا، میرا آقا کوئی نہیں رہا، مجھے فکر رہی۔ تو "وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ" {سورۃ النساء: 128} تمام جانوں کو اللہ نے بخل جان پہ جمع کیا ہے۔ مگر بخل جان سے نجات کون پاتا ہے؟ یہ بڑی امپورٹنٹ چیز ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ نے زندگی کے survival کو ہر انسان میں مقدم رکھا۔ ہم اس کے لیے جیتے ہیں۔ ہم زندگی کے لیے جیتے ہیں۔ بڑے سے بڑے حادثات سے نکل آتے ہیں مگر ہم مرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ مرنا سب سے بڑا خوف ہے۔ زندہ رہنا سب سے بڑی جدوجہد ہے۔ سو ہم زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب خدا نے اتنی بڑی ہمیں جدوجہد دے دی جینے کے لیے زندہ رہنے کے لیے۔ تو سب سے بڑا انعام ہی اس پر قابو پانے کا رکھا اور وہ شہید کا رکھا: "وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ" {البقرہ: 154} دیکھئے اس میں راز یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی زندگی، سب سے بڑی جبلت کو خدا کے لیے قربان کیا، خدا نے اسے موت کے بعد نہیں، زندگی میں ہی اسے زندہ کر دیا۔ اس پر سے مرنے کا خوف ہٹا دیا۔ وہ قبر میں بھی زندہ وہ آگے بھی زندہ۔ مولوی میر حسن سے کسی نے پوچھا کہ اللہ نے جو یہ کہا تو کیا روح زندہ ہوتی ہے یا جسم زندہ ہوتا ہے؟ دیکھیں اچھی بات جہاں سے ملے لے لینی چاہیے۔ تو اس آیت کی روشنی میں

کسی نے سوال کیا کہ مولوی صاحب کون سی چیز زندہ ہوتی ہے؟ جسم زندہ ہوتا ہے قبر میں کہ روح زندہ ہوتی ہے؟ تو مولوی صاحب نے کہا، بات سنو! مرتا کون ہے؟ جو مرتا ہے وہ زندہ ہوتا ہے۔ اگر زندگی میں ہمارا جسم مرتا ہے تو موت کے بعد شہید کا جسم ہی زندہ ہوتا ہے۔ روح تو ویسے ہی نہیں مرتی نہ زندگی میں اور نہ ہی موت کے بعد۔ بعض سوالوں کے جواب اتنے کلیئر ہوتے ہیں جیسے مولوی میر حسن صاحب نے یہ جواب دیا۔ سادہ سے مولوی تھے مگر کیا ہی خوبصورت جواب دیا کہ بھئی زندگی کا اطلاق اس چیز پہ ہوگا جو مرتی ہوگی۔ اور زندگی میں اگر جسم مر رہا ہے تو زندہ بھی وہی ہوگا۔ روح نہ پہلے مرتی تھی نہ بعد میں مرے گی۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ شاید یہی ہوتا ہے کہ ہمیں ڈائریکٹ تالع کی آرزو کرنی چاہیے۔ ڈائریکٹ حدیث مل رہی ہے، ڈائریکٹ قرآن کے اشارات مل رہے ہیں۔ سمجھنے سوچنے میں غلط فہمی ہو سکتی ہے، سپیشلسٹ بڑے ہوتے ہیں۔ ہمیں اس سپیشلسٹ کے ہاتھ سے چیزیں نکالنی چاہئیں جو بالکل ہی نالائق ہو۔ ابھی آپ دیکھو پوری دنیا میں شیخ بندر الخیاری کی مکہ و مدینہ میں جو سٹیٹمنٹ گزر گئی ہے اور ہمارا مذاق اڑایا جا رہا ہے کہ اسلام میں تو ایسے عالم ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں کہ زمین ساکت ہے۔ باقاعدہ ایک لیکچر جھاڑا ہوا ہے۔ اور بھی بڑی باتیں ہیں اس میں۔ اب میرا خیال یہ ہے کہ شاید اس نے قرآن کو بھی غور سے نہیں پڑھا۔ اس لیے کہ قرآن میں تو کسی چیز کے ساکت ہونے کی نفی ہے۔ اللہ کائنات میں کسی بھی چیز کے ساکت ہونے کی نفی کرتا ہے بالکل سادہ سے لفظوں میں۔ اب بتاؤ یہ کہاں سے عالم اٹھے ہوں گے کہ بالکل سینٹر آف اسلام میں بیٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ زمین ساکت ہے۔ " وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومُ " {النحل:12} یہ سورج چاند ستارے سب ہم نے بنائے۔ ساتھ rule دیا اللہ نے "كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى "{فاطر:13} تمام چل رہے ہیں۔ جب ایک اصول دیا اللہ نے کہ "كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى" {فاطر:13} کہ تمام چل رہے ہیں وقت مقررہ تک۔ نہ صرف یہ کہ سارے چل رہے ہیں۔ پھر فرمایا: " كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ " {الأنبياء:33} سارے اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں۔ اب دیکھو یہ کہاں سے عالم اٹھا، in the centre of Islam سارے ملکوں میں ذلیل کروا رہا ہے ہمیں۔ اور سب quote کر رہے ہیں اور مسلسل quote کر رہے ہیں۔ اب کون بتائے ان گدھے ویسٹرن والوں کو کہ یہ ہمارا نمائندہ نہیں ہے، کوئی مسلمان کوئی عالم

ہمارا نمائندہ نہیں ہے he is a part of the studies, he is just one part you see. میں کیا اور کیا' ہم سب خدمت گزاران اسلام ہیں۔ ہم اپنی رائے دیتے ہیں۔ ہم ایجوکیٹ کرنے والے ہیں۔ ہمیں اپنی ایجوکیشن کے دامن کو وسیع تر کرنا چاہیے۔ ایک سکول آف تھاٹ سے نہیں بلکہ جملہ تعلیمات کے لیے مسلمان کا دل اس شعور پہ آمادہ ہونا چاہیے کہ حکمت میراث مومن ہے۔ ہمیں غیر سے یا حاضر سے جہاں سے بھی اس کا ایک ذرہ ملے گا ہم اسے حاصل کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ العزیز۔

س: It is possible to stay blessed, rich and happy in all life without being put into test and hardships?

ج: اب دیکھئے آپ نے جو اوپر کیفیتیں لکھی ہیں یہ ٹیسٹ ہیں جو آپ چاہتے ہو۔ ہے ناں funny بات۔ جو آپ question کر رہے ہو: Yes! I can say, you can stay blessed, you can stay rich, you can stay happy. یہ جو سوال کا آخری حصہ ہے whole life without being put into test and hardships. یہ جملہ نکال دو۔ hardships نہیں ہوں گی۔ ظاہر ہے اگر اس طرح رہو گے جو کچھ بھی آپ چاہو گے ہوگا۔ مگر اگر آپ یہ کہو کہ یہ states جو ہیں، happy رہنا، blessed رہنا اور اچھی زندگی میں رہنا، یہ ٹیسٹ سے آزادی کا نتیجہ ہے تو یہ نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے' ذرا غور کرنا اس حدیث پہ پھر بتانا آپ کیا رہنا چاہتے ہو؟ اگر آپ ہر وقت متبسم رہنا چاہو، ہنستے کھیلتے رہنا چاہو تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: زیادہ مت ہنسو زیادہ ہنسنے سے روح مردہ ہو جاتی ہے۔ Now would you like to laugh a lot? پھر wealthy ہونا، بہت رقم ملے گی۔ کچھ لوگوں کے پاس بہت ہے۔ اب خدا کہتا ہے تم میں سے جو آزمایا جائے گا دولت اس کو آزمائش کے لیے ملے گی۔ آپ چاہتے ہو امن کے لیے ملے، مگر پروردگار کہتا ہے نہیں! دولت سے وہ آزمایا جائے گا کہ وہ کہاں خرچتا ہے؟ کس کام میں لگاتا ہے؟ اور اس کی جہنم اسی پیسے میں ہے جو اسے کثرت سے دی جائے گی اور جنت بھی اسی میں ہے۔ اگر حضرت عثمانؓ غنی ہو سکتے ہیں تو بلعم بن باعور جہنم کا مستحق بھی ہو سکتا ہے۔ یہ جتنے آپ نے لفظ لکھے ہیں ان کا جنت سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ happiness سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں ایک

لفظ ان کے لیے استعمال ہوسکتا ہے may be you pass through the world without any mind, with total neglect, with total block of your brain. یہ ہوسکتا ہے کہ آپ بند دماغ کے ساتھ اس دنیا سے گزر جاؤ۔ اندھے دماغوں کے ساتھ گزر جاؤ۔ نہ کچھ سوچو، نہ کچھ دیکھو۔ پھر ویسے ہی آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جب اندھے بہروں کی طرح گزرو گے تو قرآن حکیم کہتا ہے کہ: "اَلصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ" (سورۃ الانفال: 22) بغیر عقل کے گزر جاؤ، سب سے بڑی جنت اور آسانی یہ ہے۔

وما علینا الا البلاغ

مستقبل پہ ایک نظر

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا

(الاسراء:80)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(الصّٰفّٰت:180-83)

خواتین وحضرات! پہلے بھی کراچی آنا ہوا اور بہت سا درد لے کے گیا جو حالات اس وقت تھے۔ بہت ساری دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت بہتر حال میں ڈال دیا ہے۔ سکون و ثبات آ گیا ہے۔ مگر یہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ بھی میرے چھوٹے بھائی اور بڑے اچھے دوست کے توسط سے ہوگا۔ جنرل صاحب کی پوری فیملی سے مجھے بہت محبت ہے اور ان کی بھی پوری فیملی مجھ سے بہت محبت رکھتی ہے۔ خوئے تسلیم جو میں نے ان میں دیکھا اور جیسے کمٹمنٹ کی اعلیٰ ترین نسبت و دلائق تحسین ہے۔ اور بھی میرے بڑے اچھے دوست ہیں۔ فوج سے یاد اللہ شروع سے رہی ہمیشہ سے رہی مگر جب تک کسی جگہ کارکردگی نمایاں نہ ہو تو اس کمٹمنٹ کی application یا حکمت کا پتہ نہیں لگتا۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں آپ بھی کریں۔ میری آرزو ہے کہ کراچی ہر قسم کے فتنہ و آزار سے صاف ہو جائے۔ لوگ خوش پھریں آزاد پھریں۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے مجبوریوں کی عادات کو ہم لوگ تسلیم نہیں کرتے' اللہ بھی نہیں کرتا۔ اگر آپ پریشرائزڈ رہیں گے، اگر آپ اوور

گراؤنڈڈ رہیں گے، غم و فکر و بلا میں رہیں گے تو آپ کی کوئی کمٹمنٹ جو ہے اس کو ہم honorable نہیں سمجھ سکتے۔انسان کی خدا سے رسول سے ملک سے بہترین کمٹمنٹ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ اپنے آپ کو مناسب حالات میں پائے، آسان حالات میں پائے، جب وہ فیصلہ کرنے میں کسی قسم کے تردد کا شکار نہ ہو۔میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کے موجودہ حالات political situation, literary position, linguistic situation, ethnic situation یہ ساری کی ساری اس بات کی متقاضی ہیں کہ کراچی کو آزادی سے سوچنے دیا جائے۔ And I am sure insha Allah in the coming years. جس کو ہم میٹروپولیٹن کہتے ہیں، یہ ایک ایسا شہر ہوتا ہے جس شہر سے بندرگاہیں منسلک ہوں۔وہاں لوگوں کا آنا جانا ہوتا ہے۔نسبتاً ایسے تمام شہر جو ہیں باقی تمام ملکی معاملات سے آزادتر ہوتے ہیں اور ان کی situation ان کی morality ان کا اخلاق باقی تمام شہروں سے تھوڑا سا different بھی ہوتا ہے۔مگر جو میں نے دیکھا ہے کراچی سے اور ہر قسم کی کمیونٹی سے کہ لوگ بہت زیادہ خدا سے اُنس رکھتے ہیں۔کبھی کبھی جب خدا کسی کو گردش میں مبتلا کرتا ہے تو اس کی انتہائی نوازش میں سے ایک نوازش ہے کہ کسی کو بلا میں ڈال کے اپنی طرف آنے کا موقع دے۔اور بہت سارے مصائب ہلکی پھلکی سی سرزنش ہوتی ہے۔جیسے خدا کہتا ہے کہ تم فل سپیڈ اور فل ہیڈڈ سپیڈ کے ساتھ اپنی زندگی کے جن مقاصد کو جا رہے ہو یہ مناسب نہیں ہیں۔چاہیے کہ رُکو غور کرو سوچو اور چاہے تو پھر میری طرف پلٹ آؤ۔"اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا"{الدھر:3}اللہ وہ ذات گرامی ہے جو پڑھائی لکھائی کے معاملے میں سوچنے کے معاملے میں decision making کے بارے میں کسی پر کوئی دباؤ نہیں رکھتا۔بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو lesser intellectualism سے پیدا ہوتی ہیں ابتدائی فکر سے پیدا ہوتی ہیں۔اور جب وہ ان حالات میں پیدا ہوتی ہیں کہ ہم کہہ سکتے ہیں ان کو کسی دوسرے حال کا پتہ نہیں تھا۔بے شمار لوگ جو ہمارے پاس آتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے moderate ہیں۔ہم بڑے اچھے ہیں۔دو جملے اکثر سننے میں آتے ہیں وہ یہ کہ I made so we are مگر جب میں خدا کی آیات قرآنی پہ غور کرتا ہوں تو مجھے پتہ لگتا ہے کہ not made so بلکہ یہ کانسپٹ ہی غلط ہے اگر خدا کے کلام کی روشنی میں دیکھا جائے تو جس

نے بنایا ہے. He doesn't think that you are made so اس کا خیال یہ ہے کہ: "لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ "{التين:4} میں نے تو تمہیں بہترین نسبتوں سے تخلیق کیا ہے۔ میں نے تمہیں زمین کی اعلیٰ ترین سیادت کے لیے تیار کیا ہے۔ آپ کیوں کہتے ہو ہرا چھے حال میں made so I انسان کے ظاہر و باطن میں اصلاح کی بہت بڑی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ اگر ہم چاہیں (تو بہتری کی صورت نکالی جا سکتی ہے)۔ بہت سارے لوگ مصیبت میں غم و بلا کا اظہار اس طرح کرتے ہیں جیسے پتہ نہیں کتنی ہزاروں قیامتیں اس تنِ نازک پہ ٹوٹ پڑی ہوں۔ تین سال کے بعد بھی وہی حال ہوتا ہے اور سات سال کے بعد بھی وہی حال ہوتا ہے۔ اگر وہ اتنے کمزور ہوں تو تین اور سات سال کیسے گزار سکتے ہیں۔ مگر پھر قرآن کی وہ آیت فیصلہ کرتی ہے: "لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ "{البقرہ:286} دیکھنے میں بظاہر انسان ذرا سی تکلیف پہ شور و غوغا بلند کرتا ہے اور کہتا ہے میں اس قابل نہیں تھا۔ مجھ پہ اتنا ظلم کیوں ہو گیا؟ Why me? Why me? ہنڈرڈ پرسنٹ کہتے ہیں Why me? میں کہتا ہوں Then who should be? اور کون ہو۔ اگر آپ آزمائشوں کے لیے نہیں پیدا ہوئے، آپ جبر و قدر کے میزان پہ نہیں تلنے والے تو اور کون ہو؟ یہ بھی تو خیال کرو۔ مگر جب Why me ہو تو آپ سوچو کہ یہ میرے لیے ہی پیدا کی گئی ہیں آزمائشیں اور میں نے ہی ان سے گزر کے نجات پانی ہے اور میں ہی اس وقت منتخب کردہ طریق کار سے گزر رہا ہوں۔

میں امریکہ میں بیٹھا ہوا تھا تو میرے دوست آئے۔ دستک ہوئی، اپنی جگہ سے اچھلے، بھاگے، دروازے تک آئے۔ تمیں ایک کاغذات ان کے پاس تھے۔ گن رہے تھے اٹھائیس انتیس تمیں۔ میں نے ویسے پوچھا بھائی کتنی اچھی خبریں ہیں؟ کہتا ہے خاک اچھی خبریں ہیں۔ اٹھائیس ٹیکسز کی ہیں اور دو ایک اطلاع کی ہیں کہ کوئی آ رہا ہے الٹا وہ بھی مصیبت بنے گا۔ میں نے کہا تمہیں یہ گورنمنٹ اچھی لگتی ہے؟ کہتا ہے واہیات نری ذلت، بہت خرابی کا باعث۔ میں نے کہا بغاوت کر دو۔ اس نے کہا یار کیسے کروں۔ کہتا ہے تم یہ ہے کہ جب ہم نے انگلینڈ کے خلاف جنگ لڑی، ٹیکسز کی وجہ سے لڑی۔ She was a mother country ہم نے جو جنگ لڑی تھی ٹیکسز کی وجہ سے لڑی تھی۔ ہم تو ٹیکسز کے جابرانہ نظام سے نجات چاہتے تھے۔ اب اس سے

زیادہ ٹیکسز اپنی حکومت ہمیں دے رہی ہے۔ میں نے کہا یار بغاوت کر دو۔ اشو گلیوں میں آؤ کوچوں میں جاؤ، جنگ وجدل کرو ٹیکسز کے خلاف۔ کہتا ہے کیسے کریں؟ چنا تو ہم نے خود ہے۔ اس حکومت کا انتخاب ہم نے کیا ہے۔ ہماری اپنی ہے۔ ہمارا اپنا ملک ہے۔ کچھ بھی ہو ہم اگر اذیت میں جائیں گے یا ثواب وعذاب میں جائیں گے تو یہ ہمارا اپنا چوائس ہے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے I am not American, I don't belong to this government. کچھ بھی ہو، ہے تو میرا اپنا۔

مملکتِ خداوند کے شہری جو ہیں ان کی اذیت ذرا زیادہ ہوتی ہے۔ بہت بہتر ہوتا اگر میں اللہ سے عرض کرتا کہ یا اللہ تیری ضرورت مجھے کوئی نہیں ہے۔ میں بالکل آزاد رہنا چاہتا ہوں تُو مجھ سے اپنا اختیار withdraw کر لے۔ بہت دھمکی ہو گی تو چلو مجھے عاد وثمود کی طرح مار دے۔ چلو مجھے پومپائی کی طرح ختم کر دے۔ مجھے موہنجوداڑو کی طرح تباہ کر دے۔ یہی ہے ناں۔ اگر یہ میرا چوائس ہو میں تجھے نہ مانوں۔ پھر میں جو چاہوں گا کروں گا۔ میں نے پہلے بھی تاریخ پڑھی ہوئی ہے۔ بدقسمتی کیا ہوتی ہے؟ خدا کہتا ہے جب ان جگہوں سے گزرو" سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ '' کرو، گشت وگرد میں انجام دیکھتے جاؤ، آغاز دیکھتے جاؤ، حکومتوں کے زوال وعروج دیکھتے جاؤ۔ یہ pre history ہے pre recognization ہے۔ یہ علوم کی ایک base ہے، زندگی' کائنات میں زمین میں آپ ان آثار کو دیکھو۔ میں کسی گھر میں جاتا ہوں، بڑا پرانا سا ٹکڑا پڑا ہوتا ہے۔ میں آرٹ کونسل میں بیٹھا تھا وہاں ایک بڑا سا ٹکڑا پڑا تھا۔ مجھ سے کہا جاتا ہے This is most precious piece of exhibition, it has been found in older civilization. جو خدا کے عذاب سے تباہ ہوئی تھی۔ یہ کوئی عبرت ہے؟ یہ عبرت کا نشان نہیں ہوتا۔ میں تو اس تباہ شدہ، بدبخت سویلائیزیشن کا ایک ٹکڑا اپنے خوبصورت ڈرائنگ روم کے کارنر پہ سجا کے فخر کر رہا ہوتا ہوں کہ I have a most precious antique with me. میرا تو اُلٹا ہی رخ ہوتا ہے۔ یہ لوگ کہاں سے بھلا آثارِ قدیمہ سے سبق سیکھیں گے؟ جب اتنی سوچ اُلجھ جائے، ایک صاحب بڑے اچھے مجسمہ ساز تھے۔ مہاتما بدھ کے مجسموں میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ میں نے ان سے کہا دیکھو میرے عزیز اگر مہاتما بدھ زندہ ہوتے تو کیا ان مجسموں کو پسند کرتے۔ تم جو اس کو اتنی زیادہ عزت بخش رہے ہو،

اتنے زیادہ پیار سے مہاتما بدھ کا چہرہ ہی آج تک پکا پتہ نہیں کون سا اصلی بدھ کا چہرہ ہے کون سا دوسرا ہے؟ مہاتما بدھ کی طرف دیکھو کہ وہ ڈر کے مارے ساری زندگی اس نے خدا کا نام ہی نہیں لیا۔ مہاتما سدھارتا بدھ نے ساری زندگی خدا کا نام نہیں لیا۔ خدا کو جاننے کی کیفیت کا نام لیا مگر خدا کا نام نہیں لیا۔ آپ کہو کس وجہ سے؟ This could be my opinion and very personal میں جو مہاتما بدھ کو دیکھ سکتا ہوں کہ in the dictionary of gods and goddesses دیوی دیوتاؤں کے اس ہجوم میں مہاتما ہر وقت ڈرتے تھے کہ اگر میں نے کوئی نام لے لیا تو اس لسٹ میں ایڈ ہو جائے گا۔ اسے بت پرستی سے اتنی نفرت تھی کہ اس نے کیفیت کا نام لے لیا'' نروانا'' کا نام لے لیا مگر کبھی بھی اس نے ایک فکس نام نہیں دیا۔ اس خوف کے مارے کہ برہمن کی سویلائیزیشن جو ہر چیز کو چاٹ رہی تھی کھا رہی تھی، بڑے بڑے مذاہب کو کھا گئی تھی۔ مہاتما بدھ کو ڈر تھا کہ اگر میں نے کوئی نام بھی لے لیا تو یہ اس بڑی لسٹ پہ چڑھ جائے گا۔ ہوا یہ کہ جب عظیم ترین ہندو بادشاہ جو ہندوستان میں گزرا' جب اشوکا کی حکمرانی ہوئی اور ایک بڑا عبرتناک واقعہ پیش آیا (کالینگا کی جنگ کے بعد) تو موصوف بدھسٹ ہو گئے اور جونہی بدھسٹ ہوئے پہلا کام یہ کیا کہ مہاتما کا بُت بنا دیا۔ اور پھر بدھ مت میں اُس بادشاہ کے توسط سے ایک نیا فرقہ بھی ایڈ ہو گیا'' مہایانا''۔ جو اصلی'' ہنایان'' فرقہ تھا، نہ اس میں بُت پرستی تھی اور نہ ہی بت بنانے کا تصور تھا۔ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ مہاتما سدھارتا کو صرف ترین تھنکر سمجھتے تھے۔ ایک greatest teacher سمجھتے تھے۔ وہ ابھی تک کسی بُت کی پرستش نہیں کرتے۔ مگر اشوکا کی مہربانی سے ساری دنیا میں جو بدھ مت گیا' لوگوں نے اشوکا کے بدھ مت کی پرستش شروع کر دی۔

ہمارے رسول ﷺ اس لحاظ سے بڑے منفرد تھے۔ کمال کی ہستی تھی کہ پردوں کو منقش نہیں ہونے دیا in the initial exibitation of the religion. سب سے بڑی ٹریجڈی یہ تھی کہ عرب کسی بھی بات پہ بت پرستی کو پلٹ جاتا تھا۔ عمرو بن لحی جب ایک بار صحرا سے گزرا' جو دراصل عرب میں بت پرستی کا بانی ہے۔ اس کو رستے میں دو بڑے خوبصورت پتھر نظر آئے۔ ایک کالا تھا ایک سفید تھا۔ اتنا خوبصورت پتھر دیکھ کے اس نے کہا یہ تو پتھر ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ دیوتا ہیں۔ ان دونوں کو اٹھا کے لایا اور حرم میں رکھا۔ ان کے دو نام رکھے اور یہ کہا کہ جو

آپ کے پرانے پہلے دیوی دیوتا ہیں۔ اللہ کی مدد کے لیے اہلِ کفر نے پیدا کیے جن کی عبادت کی۔ بت پرستی کا آغاز ان دو دیویوں سے ہوا۔ شروع میں سب موحد تھے۔ چاہے وہ انڈین مائتھالوجی ہو، گریک مائتھالوجی ہو، سکینڈے نیوین مائتھالوجی ہو، میسا نک ہو، کوئی بھی مائتھالوجی ہو اس کے شروع میں صرف (خدائے واحد کا تصور تھا)۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ لگتا ہے کہ قرآن حکیم کی ہسٹری سب سے اچھی ہے، مکمل۔ اللہ نے کہا کہ شروع میں سب موحد تھے۔ پھر انہوں نے بت پرستی اختیار کی۔ اگر آپ غور کیجیے تو حیران کن بات یہ ہے کہ جب ہم پیچھے جاتے ہیں مائتھالوجی کے لیول پہ تو ہمیں لگتا ہے سب بت پرست تھے۔ ساری قوموں کے پس منظر میں بت پرستی نظر آتی ہے۔ لگتا یہ ہے کہ اللہ میاں کی ہسٹری کہیں خراب تو نہیں ہوگئی؟ مگر جب اور پیچھے چلے جاؤ تمام گریک مائتھالوجی کے پیچھے آپ کو ایک خدا نظر آتا ہے ..... ''کرونس''۔ تمام انڈین مائتھالوجی کے پیچھے آپ کو ایک خدا نظر آتا ہے ..... ''اندرا''۔ ہم لوگ اتنے مہربان تھے خداؤں پر کہ جونہی کوئی خدا enter ہوا ہم نے اسے دو بیویاں دے دیں۔ ہمیں لگتا تھا اکیلے رہنا خدا کے لیے اچھا نہیں ہے۔ جونہی ''اندرا'' داخل ہوئی آرین بیچارے ایک خدا کو لے کے آئے، اندرا اسی کو وہ گاڈ آف سورگ بھی کہتے تھے اور اسی کو وہ گاڈ آف انتقام اور تھنڈر بھی کہتے تھے۔ مگر جب اندرا آیا تو ''متھر'' اور ''ورونا'' دو دیویاں اس کے حوالے کر دیں۔ They made family out of one God۔ یہ trinity ختم ہوئی دوسری شروع ہوگئی۔ پہلے صرف ایک خدا تھا، برہما، مگر جونہی وہ complicate ہوا تو انہوں نے شیوا اور وشنو دو دیوتا اسسٹنٹ اس خدائے واحد کے حوالے کر دیے۔ یہ ہسٹری ہے، انسانوں کی ہسٹری ہے۔ بت پرستی اللہ کی طرف سے نہیں ہے مگر انسانوں کی ہسٹری ہے۔ مگر انسانوں کی خدا تخلیق کرنے کی سب سے بڑی reason ان کے پرسنل sins ہیں۔ جب میں کسی گناہ کا شکار ہوا اور میرا گلٹ اس درجے تک پہنچا کہ گریک مائتھالوجی کا ہر گاڈ کسی نہ کسی گناہ کو embody کرتا ہے personify کرتا ہے اور ہم اپنے گناہ چونکہ justify نہیں کر سکتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو آج لگتا ہوگا کہ کوئی یونیورسل موجود ہے مگر خداوند خدا جو ہے Zeus کے بارے میں ایک ہسٹورک جملہ لکھا ہوا آتا ہے کہ Whenever he was sick of his wife, he used to sleep with a body and a god whose name was genevedes۔ یعنی انسانوں کی عادت

بن گئی کہ اپنے گناہوں کو اپنے دیوتاؤں کے حوالے سے دیکھتا تھا۔ اپنی خطاؤں کی justificationوہ اپنے خداؤں کے ذریعے کرتا تھا' What is very tragic about Muslims?اور ہماری انسانی کمزوریوں کی سب سے بڑی بدقسمتی رہی کہ There was such a geometrical precision about the oneness of God in Islam, no mythology was possible۔ یہ ایک حادثہ ہوا تمام سویلائیزیشن کے ساتھ کہ خدا کے بارے میں فیکٹ یہی تھا کہ There was such a geometrical precision about the oneness of God کہ خدائے واحد کے تصور کی اتنی شدت سے اللہ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے حفاظت کی کہ کوئی دیوی دیوتا کا عنصر اسلام میں داخل نہیں ہو سکا۔ اب ادھر سے ہم مایوس تھے۔ خدا دو چار نہیں ہو سکتے تھے۔ اب ہم نے یہ کیا کہ اس کی تاویل کرنی شروع کر دی۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ اس مملکت کے شہریوں کے پاس ایک ہی چوائس ہے' یا خدا کو نہ مانو یا مان لو۔ بڑی اچھی بات ہے نہ مانو بلکہ ایسے لوگ موجود ہیں۔ ایک صاحب سے میں نے پوچھا کہ آپ خدا کو نہیں چاہتے' مانتے؟ اس نے کہا چالیس برس ہو گئے ابھی تک تو ضرورت نہیں پڑی۔ پھر کبھی وقت آئے گا تو مان لوں گا اسے۔ ہمارے ہاں خدا ضرورت پہ یاد آتا ہے۔ He is not a part of our life ٹریجڈی یہ ہے کہ unlike all other governments' ہمیں خدا سب سے زیادہ اذیت دیتا ہے۔ میرے خلاف بالکل کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی بات نہیں میری مانتا۔ ایک چھوٹی سی لڑکی نے' سولہ سترہ سال کی She questioned me, what God has to do with my personal life? اس نے اعتراض کیا پروفیسر صاحب دیکھو جو آتا ہے کہتا ہے خدا کا فرمان ہے یہ نہ کرو وہ نہ کرو۔ What God has to do with my personal life? میں نے کہا تمہارا سوال بہت ٹھیک ہے مگر تمہاری ایک ہی خطا ہے کہ تم ایسے خاندان میں پیدا ہوئی ہو جو بظاہر خدا مانتا ہے۔ آپ نے اسے بڑی ہلکی سی بات سمجھ رکھی ہے مگر بدقسمتی سے ماننا ہی آپ کا سب سے بڑا جرم ہے۔ بغیر سوچے سمجھے خدا کو ماننا سب سے بڑا جرم ہے۔ اللہ کیا کہتا ہے؟ دیکھو اگر میں اس کی مملکت میں کہیں نکل جاؤں' مسلمان ہونے کے لیے تو خدا ایک بات بڑی آسانی سے کہتا ہے' دیکھو: "وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ" جو میرے

خلاف نہیں کھڑا ہونا چاہتا۔ جو میری مملکت واقتدار کو تسلیم کرنا چاہتا ہے: " وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى " {النازعات:40} وہ اپنی خواہش اور اپنے نفس کی مخالفت کرے گا۔ میں اب اس قابل کہاں کہ اپنے نفس کی مخالفت کروں۔ میں اس قابل کہاں کہ اب فیشن کی مخالفت کروں۔ ایک دفعہ ایک بڑے عالم میرے پاس بیٹھے تھے' کوئی بڑا اجلاس ہو رہا تھا۔ میں نے علامہ سے کہا آپ کو ساری زندگی میں کتنی مہارت تامہ حاصل ہوئی پائینچے اونچے کرنے میں۔ کتنا زور اہل حدیث نے لگایا پائینچے اونچے کرو۔ میں نے کہا کتنی مہارتیں نصیب ہوئیں۔ کچھ کسمسائے کچھ شرمندہ ہوئے کہنے لگے ہم تو کہتے ہیں جو انصاف ہے۔ میں نے کہ آپ غلط کہتے ہو۔ آپ نے کسی آرٹسٹ کی خدمات حاصل کرنی تھیں۔ ایک ہلکا سا فیشن آجائے' مرد تو مرد عورتوں کے پائینچے گھٹنے تک اُٹھ گئے ہوتے۔ آپ نے مذہب کو اتنا ڈل کیوں سمجھا ہوا ہے؟ یہ مجھے کبھی نہیں سمجھ آئی کہ Why is religion most boring part of life? ایسا لگتا ہے کوئی قیامت سر پہ آ پہنچے گی، اٹھنا، تساہل۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا دی۔ پہلے تو وجہ سمجھ نہیں آتی تھی' آج سمجھ آئی: " اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسْلِ وَالْجُبْنِ " کہ اس سستی میں اچانک ایک انتہائی top ranking برق رفتار سرعت انگیز پرسنیلٹی ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے لگتا ہے اس کا چراغ ہی بجھ گیا ہے۔ لگتا یہ ہے کہ There is no interest in God, there is no interest in God's philosophy. اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری زندگی کا dullest chapter of life is that which belongs to God. آپ کہو گے نہیں' ایسا نہیں ہے۔ آپ کسی بھی مولوی کو دیکھ لو کسی بھی عالم کو۔ ایک دفعہ میں نے ایک مولانا سے پوچھا تھا کہ آپ مولوی کے ساتھ کرتے کیا ہو؟ یہ نہ ادھر بیٹھنے جوگا، نہ اُدھر بیٹھنے جوگا، نہ ٹی ہاؤس بیٹھنے جانے والا، نہ کافی ہاؤس میں آنے والا۔ اس کو latest کسی ہوٹل فائیو سٹار فور سٹار میں انٹری سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ایسے لگتا ہے یہ عجیب وغریب ماحول میں آ گیا ہے۔ مفتی صاحب نے کہا ہم مولوی کو ایسا بنا دیتے ہیں کہ وہ کسی اور جگہ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ He is so tuned اس کے دماغ میں ہر وقت ایسی ہراساں کرنے والی خوفزدہ کرنے والی قوتوں کی سواری ہوتی ہے as far as I know خدا تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں کہتا ہوں اللہ میاں سارا کچھ چھن جائے تیری دوستی نہ جائے۔ تو ایسے ایسے مزے کی ہمیں باتیں بتاتا ہے' جب

intellectualism اپنی ٹاپ موسٹ پوزیشن پر رُک جاتا ہے۔ آپ بالکل اندھے ہو جاتے ہیں۔ ہر چیز ایک سوال کی شکل میں آپ کے دل ودماغ میں آجاتی ہے۔ آپ سوچتے ہو یار آگے کیا ہے؟ آج تک عقل معلومات دنیا کے حصول کے باوجود جہاں رکتی ہے اپنا ایک بُت تخلیق کر لیتی ہے۔ آگے نہیں سوچ سکتے۔ سوائے رب کریم کے' سوائے پروردگار عالم کے کوئی ایسی ذات نہیں ہے جس کے ساتھ آپ کی عقل متحرک رہے، مزید سوچتی رہے، آگے بڑھتی رہے۔ اگر آپ نے واقعتاً عقل حاصل کرنی ہو۔ مگر وہ کہتا ہے: "وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى "(النازعات:40) بدقسمتی یہ ہے کہ علم اذیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ علم چبھن مانگتا ہے سوال کی چبھن مانگتا ہے۔ اپنے پراسس سے گزرتے ہوئے علم تکلیف دہ ہے' چاہے وہ دنیاوی ہو، چاہے وہ آسمانی وکائناتی علم ہو۔ شروع سے لے کر آخر تک علم کے لیے مخصوص کیا ہے کہ جو راتوں کو دیے جلائے گا' جو موم بتی کو دونوں سروں سے جلائے گا وہی علم حاصل کرنے کے قابل ہے۔ ایک desperation ایک continuity علم کے لیے آپ کو قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ singularity ہے علم میں کہ بغیر اذیت اس کا حصول ناممکن ہے۔ چاہے وہ میڈیکل سائنسز ہوں، انجینئرنگ سائنسز ہوں، ایک نارمل بندے سے مزید کوشش میں چاہے آپ کو علم حاصل ہوگا اور چہ جائیکہ کہ کائنات کا سب سے بڑا علم جسے کہا جائے۔ بھئی حیرانی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کوئی demand extremity نہیں کرتا، کسی قسم کی۔ شرع کا بڑا سادہ سا مطلب ہے کہ کم سے کم زادِراہ جسے لے کر آپ منزل تک پہنچ سکو۔ اب آپ خود کہیے وہ کم سے کم زادِراہ کیا ہے؟ وہ پانچ وقت کی نمازیں ہوں گی، تیس روزے ہوں گے۔ اس کے سوا تو کچھ نہیں ہے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور ایک بدو آ گیا۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جنت کیسے ملے گی؟ کہا پانچ وقت کی نماز۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ سن لیجیے، میں ایک بھی زیادہ نہیں پڑھوں گا۔ فرمایا اچھا ٹھیک ہے۔ اس نے پھر پوچھا اور مجھے کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا رمضان کے تیس روزے رکھو۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ واورسیے میں ایک بھی فالتو روزہ نہیں رکھوں گا۔ اس نے عرض کی اور کیا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ دے دیا کرو۔ کہتا ہے' ٹھیک ہے کتنی دینی ہے؟ فرمایا اتنی دینی ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے صاحب ایک پیسہ زیادہ نہیں دوں گا۔ جب وہ ان فرائض پر عمل کا وعدہ کر چکا تو اس نے بڑی بلند بانگ آواز میں کہا یا رسول اللہ ﷺ سن لیجیے یہ جو آپ نے احکامات

صادر فرمائے ہیں' ساری زندگی کروں گا۔ مگر کوئی چیز زیادہ نہیں کروں گا، کوئی کم نہیں کروں گا اور چلتا بنا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ اگر اس نے اپنا عہد پورا کیا تو یقیناً اس کا مقام جنت ہے۔ اس سے بھی کچھ عجیب وغریب باتیں ہیں جو آپ کے معیارِ جنت کا تقرر کرتی ہیں۔ حضرت ابوذرؓ کی حدیث ہے، حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث ہے، ابوسعید خدریؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا چاہے وہ مکھی کے سر کے برابر ہوا اور اگر ٹپک کے اس کے گال تک آ کے خشک ہو گیا تو اس پہ اللہ نار دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ اتنا چھوٹا سا۔ میں سوچتا تھا اکثر کہ اللہ میاں نے لُٹ پا دتی اے۔ اتنا چھوٹا سا آنسو اتنا سہل سا۔ مگر جب میں نے بہت غور کیا پتہ لگا اللہ کے لیے کوئی آنسو نہیں نکلتا۔ میری آزردگیاں افسردگیاں اور میرے اپنے محرومی کے احساسات کہیں نہ کہیں سے گھس کے آنسو نکال دیتے ہیں۔ اللہ کی محبت میں کوئی بھی نہیں نکلتا۔ میں محسوس ہی نہیں کرتا اللہ کو نکلے کیسے؟ میں نے کبھی اس کو یاد ہی نہیں کیا۔ میں نے اس کو ایک بہت بڑی طاقت سمجھ کے آسمان پہ بٹھا رکھا ہے۔ اقبالؒ بیچارہ روتا روتا مر گیا کہ

بٹھا کے عرش پہ تُو نے رکھا ہے اے واعظ
خدا ہی کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

اب دیکھیے بہت سارے قلندر زمانے میں پھرتے ہیں۔ کسی نے سر منڈا لیا۔ کوئی نہ کوئی روپ بدل کے خدا کے بندے عجیب وغریب طریقے سے خود کو خدا کا بندہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے حافظ شیراز ساری عمر مولویوں کے خلاف رہے۔ مولوی بیچارے اس وقت اچھے بھلے تھے۔ بہت اچھی فارسی عربی جانتے تھے اس کے باوجود حافظ ان کے خلاف تھا۔ حافظ کو گلہ تھا کہ

واعظاں چوں جلوہ بر محراب و منبر می کنند

وہاں کچھ اور کہتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ رسول ﷺ کے علاوہ بات ہی نہیں کرتے۔ ہر کرپٹ سے کرپٹ یا اعلیٰ سے اعلیٰ علماء سوائے خدا اور رسول ﷺ کے بات ہی کوئی نہیں کرتے۔

چوں بہ خلوت می روند و کار دیگر می کنند

حافظ کہتا ہے سارے بے ایمان ہیں۔۔ جب یہ خلوت میں جاتے ہیں تو بہت الٹے سیدھے کام

کرتے ہیں۔ بے چارہ مر گیا تو مولویوں نے کہا ہم اس فاسق کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔ یہ بد بخت ساری زندگی اللہ کے واعظین کی مخالفت کرتا رہا، ان کو صلواتیں سناتا رہا، اس نے ہماری جان عذاب میں ڈالی ہوئی تھی۔ ہم نہیں اس کا جنازہ پڑھیں گے۔ حافظ کے بارے میں ایک اور بات آپ کو مزے کی بتاؤں' شروع میں بیچارہ بڑا تک بند شاعر تھا۔ شاعری آتی نہیں تھی۔ الٹی سیدھی تک بندی کرتا تھا۔ جیسے ہمارے ہاں ہر نیا شاعر کرتا ہے۔ بہت سارے شاعر فضول قسم کے میزان سے باہر روھم سے باہر قافیہ اور ردیف سے آزاد نظم معریٰ لکھتے پھرتے ہیں' ویسے ہی حافظ بھی تھا۔ جہاں بھی شعر کے لیے اٹھتا، اس کو بڑی جوتیاں پڑتی تھیں۔ آخر ایک دن جوتیاں کھا کے بابا کوہی کے مزار پہ چلا گیا۔ ساری رات روتے روتے کہا بابا بات سنو! تم خدا کے ولی ہو، بھلا میں کوئی زیادہ چیز مانگ رہا ہوں۔ میں تو یہی چاہتا ہوں ایک دو شعر اچھے لکھ لوں' یا مجھے محبت ہے شاعر ہونے سے، اگر میں ہو جاؤں تو تمہارا کیا جاتا ہے تمہارے اللہ کا کیا جاتا ہے۔ دیکھیں یہ بہت بڑی metaphoric تبدیلی ہے۔ ایک دم linguistic ability کا چینج ہو جانا' بڑا ہو جانا۔ رات روتے روتے سو گیا۔ صبح اٹھا تو پہلا شعر اس نے کہا

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند

یہ اس کا پہلا شعر تھا کہ کل رات اُس نے مجھے میرے غم و غصہ سے نجات دے دی۔

وندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند

کہ اس ظلمتِ شب میں انہوں نے مجھے آب حیات عطا کر دیا۔ اب نکلا باہر، بڑا خوش کہ یہ کیا' ہر چیز سے مرصع میں نے اتنا خوبصورت شعر لکھا۔ لوگوں نے پھر اسے پتھر مارے، خوب مارے۔ اس نے کہا کرتے کیا ہو میں تو شعر پڑھ رہا ہوں؟ کہتے اب کسی کا چوری کر کے لایا ہے؟ یعنی ان کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ ایسا بے تکا آدمی اتنا اچھا شعر بھی کہہ سکتا ہے۔ بہر حال خدا نے پھر حافظ شیراز کو یہ شان بخشی کہ گوئٹے نے اس کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ اس کو رہبر عظیم مانا۔ شاعری میں بہت بڑی، دنیا کے بہت بڑے شعراء میں اگر کوئی شاعر شامل ہے تو وہ حافظ شیراز ہے۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ جب وہ مر گیا تو مولوی نماز جنازہ نہیں پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا تھا یہ فاسق ہے فاجر ہے شراب پیتا رہا۔ ہر قسم کی برائیوں میں ملوث رہا۔ انہوں نے کہا اچھا یہ کرو اس کا پہلا شعر نکال لو۔ دیوان حافظ سے جو پہلا شعر نکلے گا اس پہ فیصلہ کر لیتے ہیں جنازہ پڑھنا ہے یا نہیں

پڑھنا۔ جب دیوانِ حافظ کو کھولا تو پہلا شعر یہ آیا کہ

قدم دریغ مدار از جنازہ حافظ

اے لوگو حافظ کے جنازے سے قدم باہر مت کھینچو

اگرچہ غرق گناہست می رود بہ بہشت

اگرچہ گناہوں میں غرق ہے مگر بہشت کو جا رہا ہے۔

تب سے حافظ کو لسان الغیب کہتے ہیں اور بڑی مدت ہوئی تیرہ سو برس سے مسلمان حافظ کی فال نکالتے تھے' یہ جانے بغیر کہ وہ کیوں لسان الغیب ہے۔ جب وہ اپنے لیے غیب کی آواز ہے تو وہ دوسروں کے لیے غیب کی آواز ہے۔ مجھے بھی بڑا شوق تھا کوئی آ ثار کوئی ادھر سے خبر لوں، کسی جادوگر کے زائچے سے خبر لوں، کسی جوتش والے سے خبر لوں، آپ بھی جانتا تھا بہت کچھ، سارا کچھ ہی پڑھتا رہتا تھا۔ ایک دن میں نے حدیث رسول ﷺ پڑھی۔ میں نے کہا ہر چیز ہی ہمارے خلاف چلی جاتی ہے۔ جب ہر چیز کی خلاف چلی جائے تو تب کہیں جا کے قربت شاہ کا احساس ہوتا ہے۔ لکھا ہوا تھا کہ میری امت میں اللہ ستر ہزار لوگ بغیر حساب جنت میں داخل کرے گا۔ اصحابِؓ رسول ﷺ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا جو فال نہیں لیں گے، جو نجومیوں سے حساب نہیں کروائیں گے۔ جو چھوٹے چھوٹے گلی کوچوں میں بیٹھے ہوئے یہ سارے کے سارے فریب کار بے علم اور ناکارہ لوگوں سے حساب کروا کے جادو ٹونے سے نہیں کھیلیں گے۔ دیکھیں خدا چاہتا ہے آپ کا علم بہت صاف رہے' ہر قسم کے وہم و وسوسے سے پاک رہے۔ کیا وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ پہ ایک جادو ہوا؟ کیوں ہوا؟ nobody interested to know کہ اس عالمِ زمانہ جس نے آخری وقت تک لوگوں کی ہدایت کا باعث بننا تھا اس پہ جادو کیسے ہوا؟ but we don't look at the society ستر فیصد عرب کی وہ سوسائٹی جادو سحر اور کہانت پہ مبنی تھی۔ کاہن کیسے بنتے تھے؟ ایک بہت بڑا ڈرم لے کے اس کو روغن بادام سے بھر دیتے تھے۔ (مسکراتے ہوئے) ویسے جا کے آج ہی نہ ٹرائی کیجئے گا۔ اس روغن بادام میں ایک بندے کو ننگا ڈال دیتے تھے۔ اس کو صرف بادام کھلاتے تھے۔ چالیس دن کے بعد وہ پتہ نہیں کیا بن جاتا ہوگا۔ کیا گل سڑ جاتا تھا اور کیا رہ جاتا تھا۔ کیسی اوٹ پٹانگ باتیں کرتا ہوگا' لوگ کہتے تھے اب جن اس پہ اترتے ہیں اور یہ کاہن ہو گیا ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی سوسائٹی ہو اور میں اس کا

نیچر ہوں فرض کرو وہ تو بہت بلند و بالا شخصیتیں تھیں۔ تو Should I be well equipped with all the chaotic situations, educational faults, fallacy of thoughts? مجھے نہیں آگاہ ہونا چاہیے؟ اگر ایک آدمی آ کے مجھ سے سوال پوچھے اور میں کہوں مجھے نہیں پتا۔ دوسرا آ کے پوچھے میں کہوں مجھے نہیں پتا۔ تیسری طرف سے آواز آئے میں کہوں مجھے نہیں پتا تو نیچر لی وہ گائیڈ کرنے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ اس لیے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے باطن سے سحر گزار دیا۔ یہ عالمانہ فضیلت تھی اللہ کے رسول ﷺ کی کہ ان کے باطن سے وہ سحر گزار دیا۔ اس کے اثرات بتا دیے۔ اس کا علاج بتا دیا۔ پراسس کمپلیٹ ہو گیا۔ اب جو چاہے رسول ﷺ کے پاس آئے۔ چاہے تو پوچھے سحر کیا ہے؟ پوچھے اس کی کیفیات کیا ہیں؟ پوچھے اس کا حل اور علاج کیا ہے؟ لوگوں نے دیکھو کیا miserable situation create کر دی کہ اس کو اپنے سحر و جادو کے لیے ثبوت بنا لیا۔ کسی سے بھی پوچھو نیک بخت تجھے کیا ہوا ہے؟ کہتا ہے مجھ پر جادو ہوا ہے۔ کیوں ہوا ہے؟ یار رسول اللہ ﷺ پہ بھی تو ہوا تھا۔ اس ناقص اپنی ٹیوڈ کی وجہ سے ہم نے جگہ جگہ validity create کی ہر اس ناقص علم کے لیے جو خدا اور رسول ﷺ کی نظر میں ناپسندیدہ تھا۔ بھلا ایسے ہم کہاں سے سیکھ سکتے ہیں؟ اتنی rigidly خدا نے علمی مناصب کی حفاظت کی ہے اور جاننے اور پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ واحد مذہب ہے جس کو عبادت سے شروع نہیں کیا۔ اس کو کسی اخلاقی روایت سے نہیں شروع کیا۔ اس کو ایک آیت سے شروع کیا۔ "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ "{سورۃ العلق:1} پڑھ۔ وہ کون سا مسلمان ہے جو اس حکم کو سنتے ہوئے پڑھائی کے بغیر ساری زندگی گزار دے۔ جب آپ نے اللہ کی پہلی بات ہی نہیں مانی تو پھر آخری کیا مانو گے؟ سیلف کے خلاف جتنا ہمارا دستوری نظام ہے جتنا اسلامک سسٹم ہے اُس کی سب سے بڑی ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اللہ کے حضور باریابی نہیں پا سکتے۔ اس شہنشاہِ عالم کے حضور جاتے ہوئے ہمارا lack of qualification یہ ہے کہ ہم اپنے سیلف کی مانتے ہیں۔ اپنی خواہشات کو خدا سمجھتے ہیں۔ ہم خدا کی نہیں سنتے۔ اللہ ہمیں جھوٹ بولنے سے نہیں روکتا۔ وہ کیوں روکے؟ یہاں تو آپ کا ٹیسٹ ہے۔ ہاں قیامت کے دن، یوم الدین تو کہتے ہیں پورا پورا دینا۔ جب آپ وہاں جاؤ گے پھر وہ آپ سے کہے گا اس پیپر میں اتنے نمبر آئے ہیں، اس میں اتنے آئے ہیں۔ گلے میں بھی لٹکا ہوا ہوگا۔ کچھ فرشتوں سے ریکارڈ

لے جائیں گے۔ یہ بیچارے بیٹھے ہوئے محنت کر رہے ہیں' پتہ نہیں صدیوں سے، کم از کم ستر 72 سال میرے ساتھ بھی ان کو ہو گئے ہیں۔ ایک ایک چیز لکھے جا رہے ہیں۔ ساری چیزیں آن ریکارڈ ہوں گی۔ اب دیکھو اس زمانے میں خدا کو ماننا کتنا آسان ہے۔ پہلے کتنا مشکل نظر آتا تھا نظامِ پروردگار آج کتنا آسان ہو گیا ہے۔ اب خود انسان اُن سسٹم کے پاس پہنچ رہا ہے جو so called پندرہ سو برس سے ہمارے Religion نے ہمیں بتائے۔ اب بھی کراماً کاتبین ہیں۔ انگلینڈ میں ایک ڈاکہ پڑا۔ پلان انگلینڈ سے تین سو میل دُور ہوا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے دو بندے گفتگو کر رہے تھے۔ ٹیکسی میں مائیک لگا ہوا تھا۔ بڑا مشہور ڈاکہ ہے۔ ابھی تین چار سال پہلے کا واقعہ ہے۔ سیکورٹی فورس نے ان کی گفتگو کو analyze کیا اور شام تک ملزم پکڑ لیا۔ نہ وہاں بیچارہ کوئی پولیس والا تھا' کوئی بھی نہیں تھا۔ مگر ان کے سسٹم ایسے تھے تین سو میل دُور جو لفظ ان کی زبان سے نکلے وہ ٹریک ہو گئے۔ They were being recorded. That's why they say England is the most well guarded city on God's earth. کیونکہ اس کے سسٹم اتنے بھرپور لگے ہوئے ہیں کہ کوئی شخص اس شہری نظام سے بچ کے نہیں نکل سکتا۔ نکلے گا تو بڑا پڑھا لکھا ہوگا، جینئیس ہوگا تو بچ کے نکلے گا۔ اس کی تعلیم اُس پورے نظام سے زیادہ ہو گی تو وہ اس سسٹم سے بچ کے نکلے گا۔ ہمارا بھی یہی حساب ہے۔ ہم دنیا کے تعلیمی سسٹم سے بچ کے نکلیں گے تو اس بڑے نظام کی خبر لیں گے جو ہمارے سر کے اوپر ہے۔ All sciences are nothing but even the minor fractions of God's system. میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں آپ کو علم ہو جائے گا کہ اوپر اتنا sophisticated scientific system ہے کہ ہم شاید اس کی ابھی ابتدا بھی نہیں چھو رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: موت ایک بہت بڑے درخت کی طرح ہے اور اس کے نیچے فرشتے متمکن ہوتے ہیں۔ اوپر سے پتہ گرتا ہے۔ اس پر مرنے والے کا نام لکھا ہوتا ہے۔ ملائکہ اٹھاتے ہیں اور اس کو لینے کے لیے چل پڑتے ہیں۔ اب اس کو تھوڑا سا بدل دیں۔ ایک بہت بڑا سپر کمپیوٹر کا درخت پھیلا ہوا ہوگا۔ اس میں کارڈ فِٹ ہو رہے ہیں۔ کارڈ نیچے گرتا ہے۔ فرشتے کھڑے ہوئے ہیں، They are also robotic creatures like us. ہم تو بڑے نفس درجے کے روبوٹس ہیں۔ وہ ذرا کم درجے کے ہیں۔ اپنا کارڈ لے کے چلے

جاتے ہیں اور جا کے مردہ کو اٹھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی اس میں غلطی ہو جاتی ہے۔ غلطی فرشتوں سے ہوتی ہے۔ خدا سے نہیں ہوتی۔ وہاں بالکل پرفیکشن ہے۔ خدا کے علاوہ کوئی پرفیکٹ ہو ہی نہیں سکتا۔ جب آپ اپنے آپ کو luckily imperfect سمجھ لو تو سمجھو کہ آپ اچھے مسلمان ہو۔ اگر آپ تھوڑا سا اپنے آپ کو imperfect سمجھ لو تو سمجھ لو کہ آپ بڑے اچھے مسلمان ہو۔ یہ اس وقت ہوا جب حضرت یونسؑ کا واقعہ پیش آیا۔ آپ نے قوم کو بددعا دی۔ سائبان کا عذاب سر پہ آ کے کھڑا ہو گیا۔ حضرت یونسؑ بددعا دے کے چلے گئے۔ پیچھے ان کا خلیفہ وقت رہ گیا۔ وہ بھاگتا ہوا ہر دروازے پہ گیا۔ رویا پیٹا۔ اس نے کہا پیغمبر نے بددعا دی ہے۔ تم میں سے کوئی بھی بچنے کا نہیں ہے۔ توبہ کا ابھی وقت گیا نہیں ہے۔ لوگ ڈر گئے۔ لوگ میدان میں نکلے توبہ کی۔ اللہ نے عذاب روک دیا۔ جب اللہ نے عذاب روک دیا تو رستے میں حضرت یونسؑ کو بتایا کہ جی اس طرح ہوا ہے۔ عذاب ٹل گیا ہے۔ حضرت یونسؑ کو بڑا غصہ آیا۔ کہا ہمیں خواہ مخواہ شرمندہ کیا۔ ہم تو عذاب کی خبر دے کے نکلے تھے۔ آپ نے ہمیں ہی غلط بیانی پہ مجبور کر دیا۔ اللہ کو یہ ادا پسند نہیں آئی۔ مگر اللہ کی ہر بات میں ویسل بڑی اچھی ہوتی ہے۔ گرفتار بلا ہوئے۔ مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہوئے۔ تین دن وہاں رہے، گلے سڑے ہوئے باہر نکلے تو کہا: "فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ" {انبیاء: 87} کہ ایک اصول تو مجھے یا اللہ سمجھ آ گیا ہے کہ صرف تُو ہی خطا سے پاک ہے۔ ہم سب چھوٹے چھوٹے لوگ ہیں۔ کوئی نہ کوئی غلطی ہم سے ہو جاتی ہے۔ اس لیے میں فرینک ایڈمیشن کرتا ہوں آپ کے سامنے کہ تُو خطا سے پاک ہے، مجھ سے غلطی ہو گئی ہے: "إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ" یہ simple admission اتنی پسند کی گئی، اتنی پسند کی گئی اللہ کے حضور میں کہ خدا نے کہا نہ صرف تم کو نجات ہے کہ اگر اس انداز سے frankly کوئی admit کرے گا فالٹ کو تو نہ صرف یہ کہ تم کو نجات دی: "وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ" {انبیاء: 87} قیامت تک ہر مومن جو اس انداز سے معافی مانگے گا ہم اسے نجات دیں گے۔ اتنی خوبصورت آیت کا ہم نے وہ حشر کیا۔ گٹھلیاں منگوا کے اگر بتیاں سلگا کے کمروں میں بند کر کے پڑھتے ہیں۔ فلاں آئے فلاں نہ آئے۔ ہم نے اس خوبصورت **انٹیلیکچول** ایڈمیشن کو اللہ کے ساتھ ایک جو ذہنی اقرار تھا ہم نے اس کا وہ حشر کیا کہ روز سو دفعہ پڑھنا گوارا نہ کیا۔ ایک سال میں ایک دفعہ ایک لاکھ مرتبہ آیت کریمہ پڑھنے کے لیے بہت قرض اکٹھا کر کے

خوشبوئیں سلگانا، اگر بتیاں جلانا۔ بھلا پوچھو ان سے حضرت یونس بن متی نے مچھلی کے پیٹ میں اگر بتی جلائی تھی؟ کوئی اس قسم کا عمل کیا تھا وہاں۔ یا یونس بن متی بدبو سے بھرے ہوئے جسم گل رہا تھا' جب باہر آئے تو اللہ نے کدو کی بیل کا ان پہ سایہ کیا۔ دو چار دن میں خشک ہو گئی۔ دیکھو اللہ بہت بڑی دلیل والا ہے۔ کوئی کام بغیر سمجھائے نہیں کرتا۔ بڑا کرم اُس نے حضرت یونس پہ یہ کیا کہ اُن کے رنج وغم کو بھی دھو دیا۔ وہ بیل سکھا دی۔ جب سکھا دی تو پھر یونس نے گلہ کیا۔ اے اللہ میں تو گئی گزری حالت میں تھا۔ ایک چھوٹی سی بیل سے مجھے سکون مل رہا تھا آپ نے اسے بھی سکھا دیا۔ پتا ہے اللہ نے کیا فرمایا؟ کہ یونس میں نے ایک لاکھ کا شہر آباد کیا تھا۔ کیا میرا دل چاہتا تھا اسے برباد کر دوں۔ تم بددعا دے کے نکل آئے مگر کیا میں ایسا خدا ہوں؟ میں نے ایک لاکھ کا شہر آباد کیا تھا۔ جب وہ میری طرف پلٹ آئے انہوں نے معافی مانگ لی تو اے یونس پھر میں اُن کو معاف نہ کر دیتا۔ تو حضرت یونس کو اصل بات سمجھ آ گئی کہ کسی بھی انسان کو سکرات سے پہلے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ پلٹ نہیں سکتا۔ بہترین prophets کی مثال جو ہے..... اگر چہ ان کی ہماری طرح کی خطائیں نہیں ہوتیں مگر بہترین prophethood کا جو سب سے بڑا کمال ہے فرمایا" نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ "{ص:44} لوٹنے والا تھا۔ اچھے اور بُرے مسلمان کا فرق صرف ایک ہے، کون کتنی جلدی پلٹتا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں ہے۔ اسی طرح اچھے اور بُرے ولی میں بھی ایک ہی فرق ہے۔ بُرے ولی سے مراد ہے کمزور، کمتر ولی۔ کہ کس کی دعا کتنے وقفے سے سُنی جاتی ہے۔ اگر آپ باقی ساری فضول باتیں ذہن سے نکال دیں اور چمتکار پہ نہ کسی کو آمادہ کریں اور نہ کوئی دکھائے' تو سیدھی سادھی پہچان خدا کے بندوں کی دو ہی ہیں۔ بہترین بندے وہ ہیں: " نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ " جو ہر لحظہ خیال میں خدا کو پلٹتے ہیں۔ ہر وقت اس کو مستحضرِ خیال میں رکھتے ہیں۔ ہر وقت اس کی توجہات کے متمنی ہوتے ہیں۔ ہر خطا و نسیان پہ اس کو counsult کرتے رہتے ہیں۔ حضرت خواجہ ابوالحارث محاسبیؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جملہ بول کے خاموش ہو جاتے تھے۔ کسی نے پوچھا شیخ آپ چُپ کیوں کر جاتے ہو؟ فرمایا اس لیے کہ بولنے کے بعد میں غور کرتا ہوں کہ جو بات کہہ بیٹھا ہوں، صحیح تھی؟ اللہ کو پسند آئے گی یا نہیں آئے گی۔ اس کے بعد میں اگلا جملہ بولتا ہوں۔

ہمیں کوئی بڑے بڑے emblem نہیں چاہیے۔ میں عبدالقادرؒ نہیں بن سکتا

میں خواہ مخواہ کیوں زور لگاؤں؟ میں ہائی سٹینڈس hungry نہیں ہوں۔ میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے قبائے شرف کو ہاتھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ Let them stay where they are. وہ زیادہ محنت کر گئے۔ ایلیٹ تھے ناں۔ مگر ایلیٹ کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں کہیں بھی نہیں ہوں۔ میں ایک قدم تو اٹھا سکتا ہوں۔ میں تھوڑا سا اس کی راہ میں چل سکتا ہوں۔ میں پلٹ تو سکتا ہوں۔ مگر ایسی بے رخی کیا جو سلام تک نہ پہنچے۔ یہ کیا طریقہ ہے مسلمان ہوتے ہوئے ہماری ترجیحات اتنی ناقص ہوں کہ جب تک بڑھاپا نازل نہ ہو جائے، عمر ارذل شروع نہ ہو جائے، کان بند نہ ہو جائیں، نظر میں موتیا نہ اترے، زبان لڑکھڑا نہ جائے ہمارے ہاتھ میں تسبیح نہیں آتی۔ ذکر ہی نہیں آتا۔ اب کسی کو کہو اللہ کو یاد کرو تو وہ کہتا ہے: او جی نماز تو پڑھ لیتا ہوں۔ چلیں ٹھیک ہے ہم نے کب کہا تم ظلم کر رہے ہو اپنے آپ پر۔ میں روزے رکھ لیتا ہوں۔ اعمال میرے بڑے اچھے ہیں۔ صحیح ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ آپ کے ان تمام اعمال کا رخ آپ کی طرف ہے۔ نماز پڑھنے کا ثواب آپ کو ہے۔ روزے رکھنے کا ثواب آپ کو ہے۔ مگر کچھ ایسی چیزیں ہیں جو خدا کو جاتی ہیں: "فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ" دیکھو نماز کو علیحدہ کر دیا کہ جب تم نماز ختم کر چکو "فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ" {النساء:103} جب تم نماز پڑھ چکو پھر خدا کو یاد کرو۔ اٹھتے کھڑے بیٹھے اس کا ذکر کرو۔ بھلا اس میں نماز تو اس نے علیحدہ کر دی۔ پھر اس نے دوسری آیت میں فرمایا "اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ" کتاب کی تلاوت کرو۔ دیکھو خواتین و حضرات! قرآن ہے کیا؟ قرآن بھی اللہ کی یاد ہے: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" {الحجر:9} میں نے اس کو ذکر کے طور پہ نازل کیا۔ اس کو پڑھو یہ اللہ کی یاد ہے۔ اگر یہ قرآن بھی یاد ہے تو اس آیت میں دیکھئے کیا ہو رہا ہے: "اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ" کتاب کی تلاوت کرو اس میں اوامر ہیں، نواہی ہیں۔ تمہیں پتہ لگ جائے گا خدا اپنے شہری سے کیا طلب کرتا ہے۔ پتہ لگ جائے گا کہ خدا کن چیزوں سے منع کرتا ہے۔ "وَأَقِمِ الصَّلَاةَ" نماز قائم کرو: "إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ" یہ تمہیں فحش و منکر سے روک دے گی۔ آخر پانچ وقت خدا کے حضور جانے سے انکار تو نہیں ہوتا۔ کہیں نہ کہیں انسان کا اقرار رجسٹر ہو جاتا ہے نماز پڑھتے ہوئے کہ میں آیا حضور حق میں، میں آیا حضور حق میں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے: "وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ" {العنکبوت:45} مگر ہماری یاد تو بہت بڑی بات ہے۔ پرسنل سی بات

ہے۔ میری یاد تو بہت بڑی بات ہے۔ سب سے خوبصورت بات انفس وآفاق میں اللہ کی یاد ہے۔ یہ بھی نہیں کہ کا نپتے کا نپتے مانگو روتے پیٹتے مانگو۔ جیسے خدا نے کہا ویسے مانگو۔ اب آپ چلے جاؤ ان ملائیت کے درباروں میں یا فقیرانِ حرم کے درباروں میں' آپ کو خدا کا نام نہیں لینے دیتے۔ جونہی پوچھا پیرومرشد یہ تسبیح کروں؟ فرمایا نہیں گرم بڑی ہے پیٹ پھول جائے گا۔ وہ کہتے ہیں یہ تسبیح جلالی، یہ جمالی، یہ ناقص، یہ اچھی، یہ آسمان گیر، یہ تحت الثری تک جانے والی۔ ایسی تو کوئی تسبیح نہیں اللہ نے بتائی۔ اب اللہ کی سن لو اور مجھے سوچ کے بتایئے گا کون سا اسم ایسا ہے جس کو اس نے جلالی و جمالی کہہ کر لسٹ سے نکال دیا ہے: "هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (22) هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (23) هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى" یہ سب میرے اچھے نام ہیں: "يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ زمین وآسمان میں سب انہیں ناموں کی تسبیح کرتے ہیں۔ مذاق کی بات یہ ہے:" وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ "{سورة الحشر} اب ان میں پانچ اور دس کے قریب بڑے سخت قسم کے نام ہیں۔ جبار سخت ہے، متکبر سخت ہے، عزیز سخت ہے مگر کہیں آپ کو یہ آثار ملتا ہے کہ خدا کہتا ہے یہ جلالی نام ہیں؟ یہ کس نے جلالی بنائے ہیں؟ خدا کا ہر نام خوبصورت ہے۔ ہر نام خوبصورت۔ اگر وہ متکبر ہے تو آپ کو پڑھنے سے کیا ملے گا؟ آپ کا اپنا تکبر خوار ہوگا۔ اگر آپ اسم "متکبر" کی تلاوت کرو گے تو خدا کی حاکمیت کے ذریعے آپ کے اندر سے غرور نکل جائے گا۔ وہ کہتا ہے: "وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ" {النساء: 128} میں نے تمام جانوں کو بخل جان پہ جمع کیا۔ اللہ میاں اگر ہیں ہی ہم اول درجے کے بخیل تو ہم کریں گے کیا؟ پھر کس طریقے سے بخل جائے گا؟ آپ نے دیکھا قرآن میں وہ ذاتی تعریف کے نام نہیں دیتا۔ اصولی باتیں دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے ہاں ایک طریقہ ہے جب آپ یہ سمجھتے ہو کہ تمام جانوں کو میں نے survival پہ جمع کیا ہے۔ بخل جان پہ جمع کیا ہے۔ ایک طریقہ نجات کا ہے، وہ کیا؟ "وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" {سورة التغابن: 17-18} اگر تم شکر کرو، حلیم رہو تو تم بخل جان سے نجات پا سکتے ہو۔ خداوند کریم نے ہر حال میں اس خوبصورت یاد کو سب سے بڑا انگ قرار دیا ہے۔ وہی آپ کے لیے لڑے گا۔ میں

نے کشمیر کے مجاہدین سے بات کی۔ میں نے کہا یار تم مسلمان ہو کب سے ہم سنتے چلے آئے ہیں یہ جہاد ہے، تو تم ایک ماٹو کیوں نہیں اپنا لیتے کہ: " اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ "{الانعام:162} اوپر لکھ کے لگا دو کہ ہماری جان ہمارا مال ہماری زندگی: "لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اللہ کے لیے ہے۔ کہنے لگے یہ نہیں ہو سکتا۔ We are not fighting a religious war.۔ ہم تو interested ہیں۔ ہمارے ساتھ ہندو سکھ ہیں۔ میں نے کہا تبھی تمہیں دیر لگ رہی ہے۔ تبھی تاخیر رہی ہے۔ خدا تو اپنے لشکر کے ہراول میں چلتا ہے۔ جب اس کا کوئی بندہ کسی میدان میں اترتا ہے تو اس کو فتح کیوں جلدی نصیب ہوتی ہے؟ صرف ایک وجہ سے If he is properly commited to God, and properly commited to cause of God خدا اس کے ہراول میں چلتا ہے۔ جو کام صدیوں میں نہیں ہوتا وہ سال میں نکال لیتا ہے۔ یہ وجہ ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنی نیتوں کا احتساب کرو...... ہم بہت خدا کا نام لیتے ہیں، جنگ و جدل میں but who wins? One sincere soul. جس کا سارے کا سارا دار و مدار و انحصار اللہ کی ذات پہ ہوتا ہے۔ خدا کیسے اپنے دوستوں کی شکست دیکھ سکتا ہے؟ never کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ جب اس نے لکھ دیا ہے کہ اگر تم سست روی نہ کرو، میری یاد میں بخل نہ کرو اور مجھے اچھی طرح یاد کرو۔ "وَلَا تَحْزَنُوْا" پھر غم و خشم و بلا، پھر تم غالب رہو گے۔ قرۃ العین طاہرہ نے کہا تھا...... اس کی مذہبی اپروچ جو بھی ہو مگر اس کے شعر تو بہت اچھے ہیں۔ جیسے حافظ کے فسق و فجور کو جو مرضی کہہ لو مگر اس کے شعر بھی بہت اچھے تھے۔ کہ جب سے ہم نے آپ کے لیے حرفِ بلیٰ کہہ دیا ہے، جب سے ہم نے آپ کی خاطر "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی" {الاعراف:172} کہ

بجواب طبل الست تو

زبے دلا چو کوس بلیٰ زدم

جب سے آپ نے پوچھا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" اے میرے بندو مجھے جانتے ہو؟ پہچانتے ہو؟ تو ہم "بلیٰ" کہہ بیٹھے ہیں۔ ہم کہہ بیٹھے ہیں اللہ ہم تمہیں مانتے ہیں۔ یہ سب سے بڑی مصیبت آپ نے گلے میں ڈال لی ہے۔ (مسکراتے ہوئے) ویسے ابھی توبہ کرو اور ایک طرف ہو کے کہو اللہ میاں ہم نہیں تمہیں مانتے، جان ہماری چھوڑ دو۔ مگر جس نے اس کا اقرار کیا اس کو وہ چھوڑنے والا

نہیں ہے ویسے۔شاعرہ کہتی ہے

بجواب طبل الست تو

زے دلا چُو قوس بلیٰ زدم

جب ہم نے اپنے دل پہ بلیٰ کی ہاں کی چوٹ ماری۔پوچھا گیا تم مجھے مانتے جانتے ہو؟ ہم نے روزِ ازل کہا کہ ہاں ہم تجھے مانتے ہیں۔

همه خیمه زدبا در دلم

سپاه غم و خشم و بلا

تب سے ہمارے دل کے دروازے پہ سپہ غم و خشم و درد نے دکھ نے کرب نے بلا نے ڈیرے ڈال دیے ہیں۔وہ تھوڑی سی مایوس ہے۔اللہ اس سے آگے جاتا ہے۔یہ ڈیرے اُٹھ بھی جاتے ہیں۔پروردگار نہیں یہ کہتا کہ یہ غم و خشم کے ڈیرے اُٹھ نہیں سکتے۔فرماتا ہے: "وَلَا تَهِنُوا" سستی نہ کرنا میری یاد میں "وَلَا تَحْزَنُوا" غم نہ کرنا: "وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" (آل عمران: 139) تم ہی غالب ہو اگر ایمان والے ہو۔اگر آپ نہیں غالب آئے تو ذرا پلٹ کے دیکھو کہاں غلطی رہ گئی؟ اپروچ غلط ہو گی۔انداز غلط ہو گیا،سوچ غلط ہو گی۔

اتفاق کی بات ہے اس قوم کی سب سے بڑی بدقسمتی یقین کرو مجھے کسی داستان ولایت پہ اتنا رونا نہیں آتا' جب میں قائداعظم کی ایک بات سنتا ہوں میرا دل پرسکون نہیں رہتا۔میں کہتا ہوں یار اس ملک کی بنیاد میں کس شخص کا لہو ہے۔میں اس کی بات سن کے اکثر سوچتا ہوں۔مجھے ایک دفعہ کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کی حضرت امام حسینؓ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یار جو شخص،میں ہو ہی نہیں سکتا' اس کے بارے میں میری کیا رائے ہو گی۔میں حضرت امام حسینؓ نہیں ہو سکتا.Simple۔He is beyond me ہے' اس کی استقامت His vision is beyond me. is beyond me میں تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔جب میں وہ تاپ touch ہی نہیں کر سکتا تو میرے لیے اپنے اعتراف ذات کے لیے کافی ہے کہ میں انہیں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ میرے رہبری کے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں۔مگر میں ان کی طرح کا رہبر نہیں ہو سکتا۔ایک سمپل سی بات ہوتی ہے۔جب اللہ کے حضور ہم اپنی کم مائیگی کے احساس سے جاتے ہیں' ہم اپنی بزدلی کے احساس سے جاتے ہیں' ہم احساس کمتری سے جاتے ہیں تو وہی تو

ہے جو ہمارے دلوں کو پاک صاف کر کے ہمیں عزت و برکت و آشنائی دیتا ہے۔ ہاں تو میں قائداعظم کی بات کر رہا تھا۔ میں نے قائد کی ایک سمپل سی سٹیٹمنٹ پڑھی ہے۔ کبھی غور کرنا بانئ پاکستان کی یہ کس قسم کی سٹیٹمنٹ ہے؟ ان سے کہا گیا: قائداعظمؒ اتنی محنت اتنی مشقت، اتنا ترددو، یہ جان کو عذاب میں ڈالنا، اتنی مشقتیں، کچھ تو آرام کرلو۔ قائداعظمؒ نے کہا میں یہ سارا کچھ اس لیے کر رہا ہوں کہ جب میں اللہ کے حضور پہنچوں تو مجھے صرف اتنا کہہ دے" ویل ڈن مسٹر جناح۔" ذرا بحیثیت پاکستانی اپنی کمٹمنٹ دیکھئے اور اس شخص کی دیکھئے جس نے یہ ملک لے کے دیا۔ 1919ء میں Belfour declaration ہوئی اور شیطان نے اپنے ناخن مسلمانوں کی گردن میں اتار دیے۔ 1919ء میں خداوندِ کریم نے اس کا مقابلہ ڈائی آرکی کے اس قانون سے کیا جس میں دو قومی نظریہ پیدا ہوا اور ایک مسلمان قوم کا تشخص پیدا ہوا۔ پھر اللہ نے کہا یار نیک لوگوں کو دے دو۔ پاکستان چلائیں گے۔ دیوبند کو دے دو چلا لیں گے۔ تھوڑا بریلی کو دے دو، اہلحدیث کو دے دو۔ ان متقیوں کو دے دو۔ بڑے بڑے نیک لوگوں کے حوالے کر دو پاکستان کی تخلیق کا امر۔ بڑی مایوسی ہوئی سرکار کو، بڑا اداس ہوا۔ ادھر ایک شخص تھا تھری پیس پہنے ہوئے، واسکٹ ایسی عمدہ، لباس فرانس سے بن کے آرہا ہے، سگار ترکش رکھے ہوئے ہیں، گاڑی بھی کم درجے کی نہیں تھی۔ میں دیکھ کے آیا ہوں پچھلے دنوں۔ لوگوں کا گمان تک بھی نہیں تھا کہ یہ بھی مسلمان ہوسکتا ہے۔ اللہ کی حکمت کیا تھی؟ ادھر مولانا عنایت اللہ مشرقی جا رہے تھے، بزنگ کا حکم دیا، آگے گوبر تھا تو کمانڈر نے گوبر میں منہ دے دیا۔ ایک دفعہ مجھے کہہ رہے تھے دیکھا ہم کتنے اطاعت گزار تھے کہ ہمارے کمانڈر نے حکم دیا نیچے ہو جاؤ۔ ہم نیچے ہوگئے اور میرے منہ کے سامنے بہت بڑا بھینس کا گوبر آگیا۔ میں نے کہا آپ اسی کے حقدار تھے۔ کوئی sensible آدمی یہ کیوں کرے گا؟ تمہیں کوئی خدا نے حکم دیا تھا؟ رسول ﷺ نے دیا تھا؟ تم لوگ اس اطاعت گزاری کے شریک تھے۔ بہت پہلے میں نے اپنی ایک کتاب میں جملہ لکھا تھا کہ" عقیدت علم کی دشمن ہوتی ہے۔" مگر اللہ کے انتخاب میں کوئی غلطی نہیں تھی۔ اللہ نے دیکھا، ڈھونڈا اور پوری اُمتِ مسلمہ میں اس ولایتی بابو کا انتخاب کیا۔ جب یہ انتخاب کرلیا' خدا کے انتخاب میں کتنی بڑی سچائی تھی کہ لارڈ ویول کو جب قائداعظمؒ ملنے گئے۔ آپ کا لیڈر بہت کریکٹر والا تھا اس کی full appreciation ہو ہی نہیں سکتی۔ لارڈ ویول کے زمانے میں ہندوستان کا ایک گورنر تھا' ایس پی سنہا He was the only

Indian who was raised to the status of leutinent Governor of India. قائداعظمؒ گئے تو اس نے کہا مسٹر جناح If one Indian could be the leutinent governor why can not an other indian be? دیکھو اس نے کتنی نفیس رشوت دی۔ مسٹر جناح تم کیا پاکستان پاکستان کر رہے ہو، تقسیم ہند کی بات کر رہے ہو، دیکھو اگر ایک انڈین لیفٹیننٹ گورنر ہو سکتا ہے تو دوسرا بھی ہو سکتا ہے۔ قائداعظمؒ صاحب نے ہیٹ اٹھایا، بڑی تیزی سے نکلے اور مارچ کیا۔ پیچھے پیچھے لارڈ ویول تھا۔ گیٹ کے قریب آ کے اس نے آواز دی مسٹر جناح! مسٹر جناح! تو قائدؒ نے واپس مڑ کے کہا My Lord, I have not come here to sell my nation. یہ دو واقعات ہیں جو ویول نے خود بتائے۔ مگر آپ کا کیا خیال ہے ویول نے یہ کہا ہوگا کہ کتنا بڑا اور نیک لیڈر ہے؟ یہ نہیں کہا اس نے۔ اُس نے کہا By God he is a very stubborn man دیکھا آپ نے' یہ compliment نہیں دیا کہ کتنا عظیم رہنما ہے۔ قوم کا کتنا سچا رہنما ہے۔ اس کے برعکس اس نے کہا یار اتنی بڑی دعوت اتنا بڑا لالچ چھوڑ دینا' یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ تب اس نے کہا By God he is a very stubborn man. بڑا ضدی تھا، اگر عقلمند ہوتا تو ضرور دعوت قبول کر لیتا۔ اللہ نے بڑے مناسب بندے کو چنا پاکستان کی تخلیق کے لیے۔ کیا اللہ کا انعام ختم ہو گیا اب؟ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ اس شخص کی سارے زندگی کی محنت کو یہ چند قوم پرست' یہ چند ایک مولویانہ عناصر' یہ چند ایک separatist اُس کے پاکستان کو ختم کر لیں گے؟ never اللہ نے پوری کائنات ایک شخص کے لیے تخلیق کی ہے۔ اِسْمُہٗ' اَحْمدْ۔ پوری کائنات اس نے ایک شخص کے لیے تخلیق کی ہے۔ اُس نے چاہا: "کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا مَا اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِیَعْرِفُوْنِی" کہ میں نے کائنات کو، مخلوق کو اپنے تعارف کے لیے پیدا کیا۔ پھر اس نے ساری مخلوق کو تعارف کا حق تو نہیں دیا۔ سات ارب میں سے اگر چہ اب اس کو مان ہی نہیں رہے تو تعارف کا حق کس کو دیا؟ تعارف کا حق اس نے ایک ہی شخص کو دیا۔ اور دوسری روایت میں ہے: فَخَلَقْتُ مُحَمَّدًا لِیَعْرِفُوْنِی اس نے صرف محمد ﷺ کو اپنی تعریف کا حق دیا۔ قیامت کے دن جب یہ مجلس کھڑی ہوگی اور خداوند قدوس سربراہِ مملکت ہوں گے تو صرف ایک ہی ہستی مبارک کو حق

ہوگا کہ خدا کی تعریف کریں۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کتنی عجیب سی بات ہے کہ جس نے آسمان پہ اس کی تعریف کی۔ اللہ ویسے قرض لوٹانے میں بڑا ماہر ہے: "مَن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً" {البقرہ:245} جس نے اللہ کی راہ میں قرض دیا ہم اضافہ کر کے لوٹا دیتے ہیں۔ جب آسمان پہ احمد ﷺ نے اس کی تعریف کی' اُس نے اضافہ کر کے محمد ﷺ کو دنیا پہ لوٹا دیا۔ محمدؐ کا مطلب ہے "تعریف کیا گیا"۔ آج کے دن میں the greatest number of muslims اور مسلم ہی نہیں بلکہ کافر کیا، مشرک کیا، گاندھی کیا، "ہنڈرڈ گریٹ مین" کا مصنف کیا' اگر کسی کو عظیم ترین ہستی زمین پر مانتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہیں۔ ہم تو تعریف کر ہی نہیں پاتے اللہ کے رسول ﷺ کی۔ ہماری تو مجال نہیں ہے۔ ہم تو ایک ایک حرفِ ہدایت کے لیے We are beggers of attention of Prophet PBUH. ہماری تو خواہش ہوتی ہے کہ

جب مدینہ کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

ہمارا تو یہ حال ہے۔ مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے ہم اپنے آپ کو تقسیم کریں، بانٹیں۔ ہمیں تو یہ نام اس لیے دیا گیا تھا کہ ہم ایک دوسرے کو پہچانیں۔ ہمارا نام یہ نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی دیوبندی نہیں ہے۔ پتہ ہے آپ کو کیا کیا مدرسہ والوں نے؟ جیسے جلال الدین محمد اکبر نے کیا تھا۔ واو کینٹ آؤ تو وہاں ایک دیوار ہے اور اس دیوار پہ لکھا ہوا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر کے حکم سے لالہ رخ کو اس دیوار میں زندہ چنوا دیا گیا۔ وہ دیوار اب بھی موجود ہے۔ اس پہ یہ تحریر بھی موجود ہے۔ بے چاری لالہ رخ۔ چنوا تو دیا مگر وہ آج تک زندہ ہے۔ اس دیوار سے اکثر لوگ لاعلم ہیں۔ جونہی آپ اس بلڈنگ میں انٹر ہوتے ہیں تو وہ دیوار سامنے کھڑی ہے اور اس پہ تحریر ہے کہ جلال الدین محمد اکبر کے حکم سے لالہ رخ کو اس دیوار میں زندہ چنوا دیا گیا تھا۔ جب مذہب آیا مولویوں کے ہاتھ میں' انہوں نے مذہب کو اپنی چار دیواریوں میں زندہ چنوا دیا۔ جب مولویوں کے ہاتھ آیا اسلام' انہوں نے اسلام کو اپنی اپنی چار دیواریوں میں زندہ چنوا دیا۔ بھئی تم لوگ کیا کرتے ہو؟ جی یہ ہمارے اکابرین ہیں' وہ اُن کے اکابرین ہیں۔ اور کیا عجیب تفنن کی وجہ ہے کہ ایک زندہ اور آزاد مسلمان نے اس مملکت کی بنیاد کس اخلاص سے رکھی اور

کثرت سے علمائے دین نے جن کو اللہ نے فقہ کے علوم بخشے تھے، جن کے دعاوی شاید ملائے اعلیٰ کی چھت پہ بیٹھے ہونے کے تھے۔ اُن سب نے اس اجماع کی فکر کی مخالفت کی۔ Don't you understand who was right who was wrong? ہمارے ہاں تم چ تو نہیں ہیں۔ ہم تو کسی فقیر کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں ہم اللہ کے دوستوں کے قائل ضرور ہیں۔ جو اللہ کا دوست ہے ہم اس کے عاشق ہیں۔ ہم بھی تو دوست ہیں۔ اس برادری میں کوئی jealousy نہیں ہوتی، کوئی رشک نہیں ہوتا، کوئی نفرت نہیں ہوتی۔ ہم تو بھاگتے ہیں ایک دوسرے کی طرف اگر کوئی خدا کے رستے میں ہو۔ "وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ" {البقرہ:165} ہم تو بھاگتے ہیں۔ ہمیں شدید محبت ہوتی ہے۔ This is only one competition یہاں مراتب کی جنگ نہیں ہوتی۔ یہاں عزتوں کی جنگ نہیں ہوتی۔ یہاں اخلاق اور انکسار کے مراتب ہوتے ہیں۔ یہاں علم و دانش کے مراتب ہوتے ہیں۔ اس قوم کا..... اللہ تعالیٰ ہم پر کرم فرمائے..... اس قوم کا اب انجام خیر قریب آ رہا ہے۔ You have to rise to certain dignity which was never before. You have to come up to the last stage of that existence which is remarkable. کہ شاید جس کا دشمن کو احساس ہے۔ پورے ساٹھ سال اس ملک کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جملہ شیاطینِ وقت نے اور شیاطینِ آسمان نے اسی ملک میں ڈیرے رکھے ہیں۔ آپ کہو گے کیوں؟ آپ نے پاکستان جو نام رکھا ہوا ہے۔ جملہ شیاطین یہاں ارتکاز کر رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ باب الایمان میں اللہ کے رسول ﷺ سے صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ، نماز میں وسوسے بڑے آتے ہیں؟ فرمایا عین ایمان ہے۔ اور کہاں وسوسہ آئے؟ باقی تو ہر جگہ ہم شیطان کے ساتھ ہوتے ہیں، بازار میں قصبوں میں اوپر نیچے وہ ہمارے ساتھ چل رہا ہوتا ہے۔ وہ ہماری ہمسائیگی میں ہوتا ہے، ہمیں طریقے سمجھا رہا ہوتا ہے جھوٹ بولنے کے کذب و افترا کے۔ ہم بڑے بڑے کسب ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں زمینوں پہ قبضوں کے۔ وہ تو ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کو ہم سے تکلیف کیا ہے؟ ادھر ہم غلطی سے نماز میں گھسے۔ اُس نے کہا یہ کیا بیڑہ غرق ہو گیا؟ اچھا بھلا میرا ساتھی تھا یہ نماز کو کہاں چل پڑا۔ پھر وہ اتنے وسوسے آپ کے قلب و ذہن پہ ڈالتا ہے آپ مختصر کہتے ہو کہ جس نماز میں سکون ہی نہیں ہے اس کو کیا پڑھنا؟ پھر آپ اس کی مرضی کے مطابق نماز چھوڑ

دیتے ہو۔ بڑے ٹیکنیکل انداز سے وہ آپ کو چھوتا ہے۔ بڑے بڑے ذہین لوگ ملے۔ کہا پروفیسر صاحب! جب تک ہم properly committed نہیں ہوتے نماز نہیں پڑھیں گے۔ نہ پڑھو بھئی۔ یعنی ان کو یہ فریب دے رکھا ہے کہ تمہاری ذہانتوں کے مطابق یہ جنرل پریکٹس نہیں سُوٹ کرتی۔ اور یہ تو چھوٹے لوگوں کا کام ہے اندھوں کا بہروں کا نماز پڑھنا۔ تم اتنے سمجھدار ہو کے نماز کیوں پڑھ رہے ہو؟ اور کوئی اچھا کام کرو۔ ریلیکس کرلو۔ آرم چیئر پہ بیٹھ کر کسی فلسفے پہ گفتگو کرلو Why would be so stupid? کہ تم نماز میں کھڑے ہو گئے۔ شیطان نماز میں بے حد وحساب وسوسے دیتا ہے۔ آپ نے حد کردی ہے۔ ایک ملک بنالیا خدا کے نام پہ۔ اب ظاہر ہے جملہ شیاطینِ وقت کو حکم ارسال ہوا ہوگا کہ بہ توسطِ شیطان لعین حکم دیا جاتا ہے کہ اس مملکتِ خداداد پاکستان کے ہر شہری کو کنفیوژ کردو۔ ان کو پریشان حال کردو۔ ان کو آپس میں لڑادو۔ یہ حکم کب کا جاری ہو چکا۔ شکر الحمدللہ ساٹھ برس کے بعد بھی ہم ڈٹے ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ سے خدا نے کہا: چالیس برس ہم نے لازم کیا پہاڑ پہ جانا' پھر دس برس اُس پہ add کردیے۔ ایک دو دن نہیں' دس برس اُس پہ add کردیے۔ حضرت موسیٰ کو پچاس سال لگے۔ ہمیں ساٹھ سال لگ گئے تو کون سی نئی بات ہے؟ مملکتِ خداداد پاکستان نے شاید بہت آگے جانا ہو۔ یہ ایک بنیادی بات تھی۔ وہ جو purpose of education تھا' وہ تشخص ہم نے کھودیا۔ ہم اب بھی ذاتوں میں تقسیم ہیں۔ ہم اب بھی localities میں تقسیم ہیں۔ بھئی کوئی تو اٹھے گا کہ مجھے اللہ عزیز ہے' پاکستان عزیز ہے۔ میرے مقدر کا فیصلہ تب ہوگا جب میں اپنے اسلامی تشخص تک پہنچوں گا۔ میرا تشخص کیا ہے؟ کمال کی بات ہے۔ کیا خوبصورتی ہے' اتنا حسن کس آیت میں ہوسکتا ہے جو مجھے زندگی کی سب سے بڑی بشارت دیتی ہے: "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ" دیکھو آپ کو اس نے جنرل بشارت نہیں دی۔ ہر یقین رکھنے والا خدا پہ' ہر موحد اپنا نہیں ہے: "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ" اپنے باپ ابراہیمؑ کی اولاد سے ہے۔ کہاں تک اس نے آپ کو پہنچادیا ہے۔ اس کے نزدیک ہر مسلمان ابراہیمؑ کی اولاد ہے۔ "هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ" {الحج:78} اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ کمال کی بات ہے اتنے درجات رکھتے ہوئے یعنی پی ایچ ڈی کی ڈگری رکھتے ہوئے، ایم سی ایس کیا ہوا، پھر پلیٹ پہ میٹرک لکھوانا ضروری ہے کیا؟ کیا ضروری ہے میں اتنے اعلیٰ تشخص کو رکھتے ہوئے اپنے آپ کو خود پست کروں؟ میں ابراہیمؑ کی اولاد میں سے

ہوں:"هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ "{الحج:78} میرا نام مسلمان رکھا گیا ہے۔ میں کسی سائیڈ ایشو میں الجھنے والا نہیں ہوں۔ یہ شوق کمترین عقل کا ہے۔ یہ بٹ جاتا ہے تقسیم ہو جاتا ہے۔ اپنی نا اہلیت کا اقرار کرتا ہے۔ آپ کا مستقبل آپ کے تشخص کے ساتھ وابستہ ہے۔ تشخص تو بڑا سادہ ہے۔ اس ملک نے رہنا ہے۔ مسلمانوں میں یہ سرخیل اسلام ہے۔ اس نے نہ صرف رہنا ہے بلکہ اقتدار مطلق تک پہنچنا ہے۔ آپ کے اگلے برس بڑی سرعت پذیر ترقی کے ہیں۔ اگلے برس آپ کے اس شان کے ہیں کہ بڑی بڑی قومیں ..... ابھی تو آپ کا پاسپورٹ ہی نہیں valid تو..... آپ سے request کریں گی۔ آپ کے حضور آنے کی کوشش کریں گی اور یہ صرف دس سال کے چھوٹے سے وقفے میں ہوگا۔ امیر ہو گے رئیس ہو گے lethargic ہو گے۔ گھر بیٹھے بیٹھے بس منہ میں ڈالتے جاؤ گے کھائے جاؤ گے۔ آپ کو کوئی کام نہیں کرنا پڑے گا۔ یہ جو آپ کی آج کی عسرت ہے، تنگی ہے' آج کے beggar کل کے عطا کرنے والے ہوں گے انشاءاللہ تعالیٰ العزیز You will see it with your own eyes باقی دشمنوں کی کیا ہے' کوئی بھی دشمن آپ سے نہیں لڑ سکتا۔ انہوں نے آپ کو آزما لیا ہے۔ کل کی رپوٹ ہے امریکہ کے Think Tank کی کہ ہم سب نے مل کے بڑی کوشش کی ہے پاکستان کو توڑنے کی۔ مگر پاکستان کے لوگ اور فوج کو ہم علیحدہ نہیں کر سکے۔ انہوں نے کہا ہم نے بڑے سٹنٹ کھیلے ہیں۔ ہم پاکستانی عوام کو پاکستانی فوج سے جدا نہیں کر سکتے Now it is time to shift to other activites, not to try the separation. اب پاکستان کو ہم De-stable نہیں کر سکتے۔ اب پاکستان نے آگے بڑھنا ہے۔ فوج سے بھی request ہے کہ اپنے بھائیوں سے ذرا محبت سے کلام کیا کریں۔ دیکھو جی جب دشمن اس بات کا قائل ہے کہ ہم اقوامِ پاکستان کو افواجِ پاکستان سے جدا نہیں کر سکے۔ بڑا بڑا چکر چلایا گیا، سیاسی اخلاقی۔ ایک دفعہ ایک فوجی افسر نے مجھے پوچھا، ہمارے بارے میں ہمارے عوام کیا سوچتے ہیں؟ میں نے کہا وہ تو تمہیں افسر سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ دیکھو ہماری پوری قوم فوج کو نہ افسری سے دیکھتی ہے نہ چیف آف آرمی سٹاف سے' ہماری قوم تو تمہیں شہید یا غازی دیکھتی ہے۔ اپنی افواج کے بارے میں ہمارے پاس تیسرا تصور ہی کوئی نہیں۔ یقین کرو کتنا گھپ اندھیرا ہو، کتنی تاریکیاں ہوں، کتنی خوف کی فضا ہو، اگر کوئی بچہ کھڑکی سے جھانک کے دیکھے۔ ہمارا ایک فوجی کھڑا ہوا ہے' ایسا لگتا ہے اس کو پرواہ

ی نہیں ہوتی۔ اتنا اعتماد دنیا کی کسی فوج پر عوام کو نہیں ہوتا جتنا ان کو ہوتا ہے۔ پھر what is the reason? میں کہتا ہوں کہ دونوں طرف سے اخلاق برتنا چاہیے۔ میں اس جنگ کو چھوٹی سی جنگ سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں ایمان داروں کی جنگ بے ایمانوں سے ہو رہی ہے۔ کوئی بڑا پولیٹیکل فساد نہیں ہو رہا۔ یہ کسی پارٹی کے خلاف نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کو جانتا ہوں۔ میں اپنے چھوٹے بھائیوں کو جانتا ہوں۔ میں افواج پاکستان کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان کو اتنے چانسز ملتے کہاں ہیں کرپٹ ہونے کے جتنے آپ کو ملتے ہیں۔ (قہقہہ)۔ وہ بہت شریف لوگ ہیں۔ انہوں نے اپنی ڈیوٹیاں نبھائی ہوتی ہیں۔ fatigue انتہائی ہوتی ہے۔ ان کو دکھ ضرور ہوتا ہے کہ ہم جس ملک کے لیے جان دے رہے ہیں اسے ایک کرپٹ آدمی کتنا سستا بیچ دیتا ہے۔ یہ فوج کا تاثر ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے۔ آپ کو personal experience سنا دیتا ہوں۔ تین سال ہم جنرل کیانی صاحب کے ساتھ ایک بڑے اہم فوجی سیاسی اور اخلاقی مسئلے پہ اکٹھے رہے اور الحمدللہ، اللہ نے ہمیں بڑی brilliant victories سے نوازا۔ بڑے فتنوں کو ہم نے سمیٹ لیا۔ جس کی continuity ماشاءاللہ تعالیٰ اب جاری ہے۔ کہ اس وقت ہر دوسری جگہ دھماکے ہو رہے تھے بالخصوص پشاور میں۔ جگہ جگہ قتل و غارت ہو رہی تھی۔ ٹوٹل مورال ڈاؤن تھا' بالکل زیرو لیول پہ تھا۔ کیانی صاحب نے مجھے کہا پروفیسر صاحب! بات یہ ہے کہ اس وقت اس شہر کو کون بچائے گا؟ پشاور کو کون بچائے گا؟ میں نے کہا کوئی سیاسی بندہ وہاں نہیں جا رہا' پرائم منسٹر نہیں جا رہا even خیبر پختونخواہ کے لوگ بھی وہاں نہیں جا رہے۔ جو بڑے بڑے لیڈر تھے سارے اسلام آباد میں محفوظ ہو کے بیٹھ گئے تو اس شہر کو کون بچائے گا؟ He heard me and said, I will go. آپ یقین جانیے اس وقت کو اٹھا کے دیکھ لیجیے۔ اس پورے پیریڈ کو اٹھا کے دیکھ لیجیے۔ کوئی بندہ اس سخت ترین مرحلے میں پشاور نہیں گیا' سوائے جنرل کیانی کے۔ اچھی بری خامیاں ان کی ہیں مگر آپ یہ دیکھو کہ کس کو سب سے زیادہ احساس تھا؟ کہ ہمارا ایک شہر لٹ چکا ہے اور لوگ برباد ہو چکے ہیں اور ان کے مورال اتنے ڈاؤن ہیں کہ کسی چیز پہ اعتبار نہیں رہا۔ تو ہمارا فوجی جرنیل وہاں خود گیا۔ کوئی سیاسی بندہ نہیں گیا۔ وہ جا کے دو کروڑ روپے کی پولیس کو مدد دے کے آیا۔ اور وہاں جا کے اُس نے اُن لوگوں کو اعتماد دیا۔ ان کی ہمت افزائی کی۔ اس دن کے بعد پشاور پھر بلند ہو گیا۔ They fought back فوجی اپنا

tradition نہیں چھوڑتے ہیں۔لگتا ہے بڑے پکے ہیں ضد کے۔جب بھی قوم ذرا سی خطرے میں آئی ان کو پتہ نہیں کیا ہو جاتا ہے؟ فوراً لڑنے آجاتے ہیں۔ یہ اپنی ٹریڈیشن نہیں چھوڑتے۔ سچ پوچھو تو ان کو اُسی شخص نے گائیڈنگ رُول دیے ہیں' جو پاکستان کا خالق ہے۔یہ کم ازکم اتنی پائیداری کے ساتھ ان چند اصولوں کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں جو ہم چھوڑ چکے ہیں۔ان کا ساتھ دینے کے لیے.We have to come back یہ معمولی سی قوم نہیں ہے۔

میں آخر میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ اور رسول ﷺ نے اس قوم کے بارے میں بہت کچھ ارشاد فرما رکھا ہے۔مشرق سے نمودار ہونے والے جھنڈوں کے بارے میں بہت کچھ احادیث موجود ہیں۔حضرت نعیم بن حمادؒ نے ''کتاب الفتن'' میں اس قوم کے بارے میں کہا ہے' پاکستان کے بارے میں کہا ہے کہ اہلِ ہند کے مسلمان پہلے اہلِ کفر ہند کو شکست دیں گے اور ان کے امراء اور روٴسا کو گرفتار کریں گے۔پھر شام میں مریمؑ کے بیٹے کا ساتھ دیں گے (حدیث کا مفہوم)۔الحمدللہ یہ ہے پاکستان کا کردار۔اگر فوج آپ کو تھوڑی سی اچھی لگتی ہے تو اس کا باعث بھی یہی ہے۔ہمارے وہ پریشانی کے دن گئے۔ ہمارے فوجی بھائیوں سے ہماری محبت کا باعث بھی یہی ہے کہ we know each other ہم ان کی integrity کے قائل ہیں۔وہ ہماری حفاظت پہ کمربستہ ہیں۔ یہ ان کا عہد ہے۔مگر بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو ہمیں جتہ جتہ تقسیم کر کے لڑا کے ہمیں اپنے ابتدائی عہد سے بیزار کر رہے ہیں' جو ہم نے قائداعظمؒ کی معیت میں کیا تھا۔ یہ اجماعِ اُمت ہے۔پاکستان political decision نہیں ہے۔پاکستان اجماعِ اُمت ہے یہ مولویوں کا decision نہیں ہے۔ یہ اجماع کا فیصلہ ہے۔اور یہ اجماع کا فیصلہ جیسے محاورتاً کہتے ہیں کہ یہ قیامت تک قائم رہے گا' میں حقیقتاً آپ کو بتادوں یہ نمودِ عیسیٰ تک قائم رہے گا۔حضرت نعیم بن حماد کی حدیث یہی بتاتی ہے۔ویسے میرا خیال یہ ہے کہ انڈیا اب ہمارا حریف نہیں رہا ہے۔کرلے شرارتیں دو چار بس چھیڑ اچھاڑی ہے۔

چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

اب وہ چکر سے نکل گئے ہیں۔تھوڑی بہت حسرت ان کی رہتی ہے۔میں دو چار نکات بالکل واضح

کر دیتا ہوں۔ اب بھلا کون سی لڑائی ہوگی؟ اگر آپ میزائل کی جنگ لڑ رہے ہو، ایٹمی جنگ لڑ رہے ہو تو آپ کا خیال ہے کہ ہم بیٹھے رہیں گے؟ اپنے تحفظات اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے رہیں گے؟ اور ان کی زیادہ تعداد سے ڈرتے رہیں گے؟ حضورﷺ کی ایک بہت بڑی حدیث ہے کہ بارہ ہزار مسلمان بہت ہیں کسی بھی دشمن کو شکست دینے کے لیے۔ آپ کہو یہ حدیث پوری کب ہوئی؟ جب battle of kanwaha میں ظہیر الدین محمد بابر جنگ کے لیے آیا تھا تو against one hundred thousand soldiers, more than it ایک سو چوبیس پرنسز کے مقابل ظہیر الدین بابر کے ساتھ بارہ ہزار فوجی تھے۔ مگر یہ کام کیا اس نے مسلمانوں والا۔ توبہ کی۔ شراب چھوڑی۔ داڑھی بڑھائی اور کنواہا کی جنگ جیت گیا۔ کبھی آپ نے پڑھا ہے تاریخ میں کہ ?How many soldiers جب طارق بن زیاد سپین کے ساحل اترا تھا۔ بارہ ہزار۔ سوا لاکھ راڈرک کی فوج کے مقابل میں بارہ ہزار اور بارہ ہزار فوج کے رستے بند کرنے کے لیے اُس نے اپنی کشتیاں جلا دیں۔ مسلمانوں نے کہا یہ آپ کیا کرتے ہو؟ آپ سپہ سالار ہو مگر یہ کہاں جائز ہے کہ آپ بھاگنے کا رستہ ہی بند کر دو۔

ترکِ سبب ز روئے شریعت کجا رواست؟

اقبالؒ نے لکھا

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کارِ تو بہ نگاہِ خرد خطاست

کہ عقل کے نزدیک کوئی کام ٹھیک ہی نہیں ہے۔ آپ نے سارا سفینہ جلا دیا۔ اب بچ کے کہاں جائے؟

خندید و دستِ خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

جب اس سے کہا گیا یہ شریعت کے خلاف ہے۔ اس نے کہا بھائی کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم اپنے ملک میں آئے ہیں' جو ملک ہمارے خدا کا ہے وہ ہمارا ہے۔ یہ تو ہمارا ہے۔ میں نے اس لیے سفینے جلا دیے کہ اب یہیں گھر بنائیں گے۔ صرف بارہ ہزار تھے۔ الفانسو ششم سپین میں دو لاکھ کی فوج لے کے نکلا۔ چاند چڑھا ہوا تھا۔ اس نے چاند دیکھا' بڑا چمکتا ہوا۔ آگے مسلمانوں سے جنگ تھی۔

اس نے کہا کاش کہ یہ چاند چمکتا رہے۔ ہم مسلمانوں کو شکست دے کے ان کے گھروں تک ان کا تعاقب کر کے ان کا قتل کریں گے۔ ادھر امیر یوسف بن تاشفین بارہ ہزار فوجی لے کے اترا تھا' صرف بارہ ہزار۔ یہ جنگ زولاقہ ہے۔ زلاقہ کی جنگ میں بارہ ہزار فوجیوں کے ساتھ الفانسو ششم کو شکست فاش ہوئی۔ جب شکست ہو گئی تو مؤرخ لکھتے ہیں ''سب سے زیادہ گالیاں چاند کو پڑ رہی تھیں۔ یہ کمبخت نہ ہوتا تو ہم مسلمانوں سے چھپ چھپا کے بچ نکلتے۔ تعداد کی کوئی پریشانی نہیں ہے۔ ہاں بس چھیڑ اچھاڑی چلتی رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کل کو آپ کہیں کہ

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی
نکل گئی دل کی آرزو بھی

اور

بڑا مزا اس ملاپ میں ہے
صلح ہو جائے جنگ ہو کر

انشاء اللہ ہماری ٹرمز پہ ہی اب صلح ہو گی۔ There is no way back! اللہ کے فضل و کرم سے پروردگار عالم کا قول مبارک ہے تم لوٹ جاؤ گے تو میں بھی لوٹ جاؤں گا۔ تم پلٹ آؤ گے تو میں بھی پلٹ آؤں گا۔ اب وقت ہے کہ ہم اللہ کو پلٹیں۔ ہماری انڈرسٹینڈنگ صحیح ہونی چاہیے۔ آپ کو پتہ ہے فرضِ کفایہ کسے کہتے ہیں؟ اگر ساری قوم میں ایک بھی ادا کر دے تو پورا ہو جاتا ہے۔ اگر ایک بھی بندگی اللہ میں سنور جائے تو کسی خدا کے بندے کے ہوتے ہوئے آپ کا خیال ہے کہ وہ قوم تباہ ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک حدیث رسول ﷺ ہے۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب قائم ہو گی؟ فرمایا جب تک ایک بھی بندہ زمین پہ اللہ اللہ کہنے والا ہے' قیامت نہیں آئے گی۔ یعنی جب تک ایک بھی بندہ پاکستان میں اللہ اللہ کہنے والا ہے، پاکستان پہ قیامت نہیں آئے گی۔ ''ہمسایہ'' اپنی خیر کرلے۔ وما علینا الا البلاغ

سوال و جواب

س: پاکستانی فکری یکسوئی نہیں رکھتے۔ آج تک قوم اس بات پر متفق نہیں ہو سکی کہ قائداعظمؒ سیکولر پاکستان چاہتے تھے یا اسلامی پاکستان۔ ایسی confused قوم کا مستقبل کیسے روشن ہو سکتا ہے؟

ج: خواتین و حضرات! یہ سوال بڑا اچھا ہے مگر آپ مجھے بتایئے I am considered to be a religious scholar. مگر اس وقت آپ کو اپنے اردگرد جو مذہبی ماحول نظر آتا ہے اس میں کیا آپ مجھے سیکولر نہیں کہیں گے؟ میں جب بھی مذہب پہ غور کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ سیکولرازم کیا ہے؟ سیکولرازم اصل میں دہریت کا نام ہے۔ لاخدا ہونے کا نام ہے۔ لوگ اسے بھی misinterpret کرتے ہیں۔ سیکولرازم میں خدا کے یقین کا کوئی ایسا عنصر ہی نہیں ہے۔ اس کے بنیادی دو فلاسفر ہیں۔ Wedlock ہے Holyoake ہے۔ ہالی ہوکس کہتا ہے سیکولرازم یہ ہے کہ Where there is land there is no sea , وہ کہتا ہے where there is sea, there is no land. جہاں سیکولرازم ہے وہاں مذہب نہیں ہے۔ جہاں مذہب ہے وہاں سیکولرازم نہیں ہے۔ مگر جب ہم اسے adopt کرتے ہیں جیسے کمیونزم ہم نے adopt کیا یا سوشلزم adopt کیا تو ہر ملک یا اُس کا معاشرہ اس کو اپنے معنی دے دیتا ہے۔ قائداعظمؒ پر اگر آپ غور کریں تو بنیادی طور پہ He was brought by a secular tradition. مگر صرف لاء کی حد تک۔ basically جو اُن کا جذبۂ اسلام ہے جیسے میں نے ابھی آپ کو اُن کی دو سٹیٹمنٹس سنائیں۔ یہ صرف دو نہیں پانچ چھ ہیں۔ یہ بھی انہی کی سٹیٹمنٹس ہیں جو میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ کسی نے پوچھا قائداعظمؒ آپ کی خواہش کیا ہے؟ کہنے لگے کہ میں جب اللہ کے حضور جاؤں تو خدا کہے کہ اے محمد علی جناح میں نے تمہیں مسلمان پیدا کیا تھا' تم مسلمان پیدا ہوئے' مسلمان پلے بڑھے اور تم مسلمان کی طرح مر رہے ہو۔ میں چاہتا ہوں میرے ساتھ یہ ہو۔ ایسا شخص سیکولر کیسے

ہو سکتا ہے؟ سیکولر basically وہ ہے یا ہمارے ہاں سیکولر جرنلی یہ بات کہتا ہے کہ مسائل کا حل religion میں نہ ڈھونڈو۔ اگر میں بہت بڑا ایڈوانٹیج دوں سیکولرزم کو تو میرا خیال یہ ہے کہ آج کی سیکولر فلاسفی یہ کہنے کی کوشش کر رہی ہے کہ مسائل کا حل مذہب میں نہ ڈھونڈو۔ یہ اصل میں سیکولرازم against the authority of the church, Italian church ہوا۔ پھر ٹامس بیکٹ کے معاملے میں چرچ آف انگلینڈ جب علیحدہ ہوا it was a battle within the religion۔ رومن کیتھولک اس کے اوپر پروٹیسٹنٹ پھر اس کے اوپر کیلونسٹ تھے۔ کریچن آئے۔ انہوں نے آپس میں جنگیں کیں اور فائنلی ان تینوں جنگوں کی وجہ سے بہت سارا یورپ distorted thinking کا مالک ہو گیا اور وہ سیکولر فلاسفی کو لے کے آگے بڑھے کہ ٹھیک ہے کسی بھی شے میں مذہب کو اقتدار میں نہیں ہونا چاہیے۔ They dealt with their political crisis, accepting by refusing the authority of religion and by accepting the authority of secular intentions وہ چیزیں اس زمانے میں ہوئیں which we are following۔ نمبر ایک: کہ جب لارڈ چانسلر آف انگلینڈ نے ستر ہزار پونڈ کا غبن کیا تو جب ان کو گلوٹین پر چڑھایا جا رہا تھا تو اس کو کہا گیا کہ تُو تو بہت بڑا مذہبی عالم تھا' یہ تم نے کیا کیا؟ ستر ہزار پونڈ کا غبن کیوں کیا؟ تو اس نے کہا: Religion is a private matter ہمارے ہاں اس کا جواب سنتوش کمار نے دیا' فلم ایکٹر تھا۔ اس نے بڑا مناسب جواب دیا جب وہ شہزادی کے محل میں چوری کے لیے گیا۔ چوری کے بعد اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی تو ہیروئن نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ ایک طرف تم چوری کر رہے ہو اور ایک طرف تم نماز پڑھ رہے ہو؟ اس نے کہا: چوری میرا پیشہ ہے نماز میرا فرض ہے۔ پرابلم یہ ہے کہ ہم سیکولر اس لیے نہیں ہو سکتے کہ ہم تو اتنا چھوٹے چھوٹے مذہبی گروہوں میں جا رہے ہیں۔ آپ کو کون سیکولر کہہ سکتا ہے؟ ابھی ساری تقریر میں میں نے اس افسوس کا اظہار کیا ہے کہ بجائے مسلمان ہونے کے ہماری قوتِ مقتدرہ تو چھوٹے چھوٹے خانوں میں بٹ رہی ہے۔ سوائے آرمی کے آپ کوئی حلقہ احباب بتا نہیں سکتے۔ فوج واحد ادارہ ہے جہاں کوئی فرقہ بندی نہیں۔ اللہ رسولؐ اور ملک کی حفاظت ان کا لازمی حصہ نظر آتا ہے۔ باقی تو ہے ہی نہیں جگہ۔ اور یہی وجہ ہے جب ہم دیکھتے ہیں سرحد میں فساد ہو رہا ہے تو ہمیں یہ پرابلم نہیں

اک نگہِ احتساب

پیش ہوتا کہ وہاں کون سا سپاہی بھیجیں۔ ہمیں یہ پرابلم درپیش نہیں ہوتا۔ مگر جب ہم سندھ میں کر رہتے ہوتے ہیں پبلک تو ہمیں خیال ہوتا ہے کہ ابھی پبلک retard back کرے گی کہ یہاں تو ہمارے لوگ لڑ ہی نہیں رہے۔ یہ تو ہمیں جبر سے مار رہے ہیں۔ یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ As a matter of fact, all we need is مذہب میں کیا خرابی ہو سکتی ہے؟ خرابی کیا آئی تھی؟ آپ مجھے بتائیں۔ میں جب انگلینڈ میں گیا سیکولر سوسائٹی میں۔ ایک انگریز لائر خاتون مجھ سے question کر رہی تھی۔ she wanted an interview with me. اور میں ابھی پر تول رہا تھا جواب کے لیے تو اس نے براہ راست first question ہی یہ کیا: What you think about homosexuality? میں حیران ہو گیا۔ خاتون تھی اور اتنی خوبصورت تھی۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکا کیا بدصورت سوال کیا تم نے۔ میں نے اسے جواباً کہا: What do you know about homosexuality? اس نے کہا: کیا مطلب؟ میں نے کہا Do you know about Athenian civilization and how it was destroyed? کہنے لگی نہیں۔ میں نے کہا: Do you know how Spartians were destroyed? کہتی ہے نہیں۔ میں نے کہا: Do you know anything about Aad-o-Samood? کہتی ہے نہیں۔ میں نے کہا پھر وہ سوال کیوں پوچھتی ہو جس کی کوئی historical reference تمہارے پاس نہیں ہے۔ میں نے کہا تم progressive nations ہو۔ کیا کسی اُس جرم میں جو آج سے سات ہزار سال پہلے ہوتا تھا آج ختم ہو گیا؟ جب کسی ملک میں ہم جاتے ہیں ہم کہتے ہیں وہاں سے پولیو ختم ہو گیا۔ ہم اس کا علاج کرتے ہیں اور ہم نے کہا ہم نے مکمل علاج کر لیا ہے۔ اب ٹوبرکلاسز نہیں رہا اس ملک میں، فلاں جگہ پہ ملیریا نہیں رہا۔ ہم یہ کہتے ہیں۔ ہم اپنی پوری effort سے ایک disease ختم کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا کوئی وقت نسلِ انسان پہ ایسے آیا ہے کہ وہ یہ کہہ سکے ہم نے all immoral stances ختم کر دیے؟ آج تک کسی معاشرے میں کوئی حکم اخلاق انسان نے نہیں دیا۔ تمام اخلاقی قوانین مذہبی قوانین اللہ کی طرف سے آئے تھے۔ ہر زمانے میں انسان کے زوال کا باعث ان قوانین کی خلاف ورزی رہی ہے۔ Why do I am looking for this? کہ میں اُن قوانین کو reject کر کے سیکولر کیوں ہوں؟ یہ جو میں اب

بات کرنے والا ہوں ذرا غور سے سنیے گا۔ Secularism is an illegitimate child of religion. وجہ؟ سیکولرازم ہے کیا؟ وہ جو تمام اچھی، ہیومن ریلیشن شپ کی صفات تھیں وہ انہوں نے مذہب سے لے لیں اور خدا کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ایسے تو illegitimate children ہی کرتے ہیں۔ کہ سیکولرازم کی تمام sense of equality, freedom of trade، سچ بولنا، اچھا deal کرنا، سارا مذہب سے لیا گیا۔ مگر سوائے خدا کے سوائے اس دین داری کے جو مذہب کے ساتھ ہے۔They beheaded the religion اور اس کے اچھے احکامات کو سمیٹ لیا اور اس کے عباداتی تمام احکامات رد کر دیے۔ آج کے انسان میں mentally, physically, spiritually, morally اور ستر ہزار سال پہلے کے انسان میں ایک ذرا فرق نہیں پڑا Why did man progress? اگر عاد و ثمود کسی علت کی وجہ سے تباہ ہوئے تو آپ کا خیال ہے یہ جو جرمن معاشرہ ہے جو incest law ابھی پاس کر کے ہٹا ہے۔ آپ تو پڑھتے ہوں گے۔ جدید ترین انفارمیشن یہی ہے کہ جرمن پالیمنٹ نے incest law پاس کیے ہیں۔ آئرش پارلیمنٹ نے Homosexuality کے لاء پاس کیے ہیں۔ یہ صرف democratic countries میں ہو رہا ہے؟ why اس لیے کہ ڈیموکریسی کی بنیاد بہت پست درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں پر ہے۔ وہ جب اکٹھے ہوتے ہیں یعنی

جمہوریت وہ طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

ہم اُن کی moral assessment نہیں کر رہے ہوتے۔

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو
کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نہ می آید

اقبالؒ کتنی شدت سے non democratic stance لے گیا تھا۔ اُس کی بنیادی وجہ اور اس کا سب سے جو بڑا پرابلم تھا انسانی عقل کے ساتھ کہ ہم ڈیموکریسی میں فیصلوں کی رجعت کر دیتے ہیں smallest possible number جہاں زیادہ ہوگا۔ ڈیموکریٹس کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر کہیں نشہ بڑھ جائے گا تو ان کی اکثریت نشے کی طرف مائل ہو جائے گی جیسے ابھی ڈنمارک میں ہوا۔ جب کوئی بلا بڑھے گی تو اس کو وہ legalize کر دیں گے،

internationalize کر دیں گے، democratized کر دیں گے۔ باقی جو difference ہیں ڈیموکریسی میں which we can find is کہ مسلمانوں میں کوئی امیر جماعت، کبھی بھی فارغ نہیں ہوتا accountability سے۔ وہ چاہے امیر المومنین عمر بن خطابؓ کیوں نہ ہوں۔ امیر المومنین ہو کے بھی وہ دو کپڑوں کے لیے جواب دہ ہے۔ امیر المومنین ہو کے بھی وہ مسئلہ جہیز پہ یا کسی مسئلے پہ ایک بوڑھی عورت سے کہہ رہے ہیں خدا کی قسم ہے اگر یہ بڑھیا نہ ہوتی تو عمرؓ عذاب کا شکار ہو جاتا۔ یعنی خلیفہ تو کبھی فارغ ہی نہیں ہوتا۔ اس کو تو ڈبل ڈیوٹی دینی پڑتی ہے۔ ایک وہ خدا کو جوابدہ ہوتا ہے ایک وہ خلق کو جوابدہ ہوتا ہے۔ ایسی ڈیموکریسی کہاں پائی جاتی ہے؟ کہیں بھی نہیں پائی جاتی۔ شاید ہم نے کبھی allow نہیں کیا۔ The only time جب پوری نسلِ انسانیت نے اپنی بقاء کے اعلیٰ ترین معیار کو پایا' وہی تیس چالیس سال تھے جب خلفائے محمد ﷺ نے حکومت کی۔ ورنہ 35 سال رہی ہے گریک ڈیموکریسی، 18 سال رہی ہے سپارٹمن ڈیموکریسی۔ اگر آپ کو یاد نہیں تو سناؤں کہ Socrates پہ چارج لگا تھا کہ یہ نوجوان نسل کو گمراہ کر رہا ہے اپنے طحدانہ اور مشرکانہ اندازِ تعلیم کی وجہ سے۔ آپ دیکھ لو چار بڑے رہنما ہیں جو آج تک رہنما چلے جاتے ہیں۔ اب ذرا غور سے پڑھ کے دیکھو Plato پہ کیا چارجز لگے ہوئے ہیں؟ آپ یہ پڑھ کے دیکھو کہ Aristotle پہ کیا چارجز لگے ہوئے ہیں؟ آپ یہ پڑھ کے دیکھو کہ تاریخ Alexander کو کیا کہتی ہے؟ کس مرض کا وہ شکار تھے؟ کم از کم مسلمان as a part of their own system of thought can not accept۔ حالانکہ موجود ہیں، ہمارے بھی گلی کوچوں میں بڑے فتنے موجود ہیں۔ مگر آج تک ہمارے religion میں ہمارے مولوی حضرات تھے یا عالم حضرات، انہوں نے آپ کو وہ facilites دکھائی نہیں جو اسلام نے آپ کو دی ہیں۔ یہ بدقسمتی ہے۔ آپ کو انہوں نے نہیں بتایا کہ اسلام نے آپ کو کتنی سہولتیں دی ہوئی ہیں۔ ابھی میں چھ مسائل سے گزر کے آیا ہوں۔ بہت دیر ہو جائے گی' ساری رات گزر جائے گی اگر میں بتاؤں کہ اسلام نے کتنی liberty دی ہے۔ آپ کہیں گے کیا یہ ممکن تھا؟ جب میں آپ سے کہوں کہ آپ نے روزے نہیں رکھنے اور آپ کا دل نہیں چاہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ" {البقرہ: 184} کہ اگر نہیں روزہ رکھنا۔ ہمت نہیں پڑ رہی تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دو۔ مولوی نہیں

جائے گا۔ کہے گا یہ منسوخ ہوگئی ہے۔ بھئی منسوخ کا ہے کی ہوگئی ہے؟ منسوخ ہوئی ہوتی تو قرآن سے نکل جاتی۔: "مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" {سورۃ بقرۃ:106} ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے جب تک اس سے بہتر نہیں دے لیتے۔ اس سے بہتر تو یہی تھی کہ مسلمانو چاہو تو روزے رکھو، چاہو تو نہ رکھو۔ یہی ہو سکتی ہے بہتر۔ مگر ہمارا عالم ہمیں نہیں بتائے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھو۔ مدینہ سے باہر نکلے ہیں، حکم آیا کہ واپس آجاؤ۔ عصر کی قصر پڑھی ہے تو کسی نے کہا یا علیؓ یہ کیا ہو رہا ہے؟ مدینے کے مکان یہ نظر آرہے ہیں۔ فرمایا ہم داخل تو نہیں ہوئے۔ ان کو دیکھو کیا سسٹم ہے جو اڑتالیس میل پہ قصر کر رہے ہیں، کوئی اٹھارہ میل پہ کر رہا ہے کوئی بتیس میل پہ کر رہا ہے۔ بھئی ان سے پوچھو! خدا کے واسطے کہاں سے لے آئے ہو یہ میل۔ حضرت علیؓ تو یہ کر رہے ہیں۔ ایک بہت بڑے مکتبِ فکر کے استاد تھے۔ میں نام نہیں لیتا اُن کا۔ اُن کے بانی حج پہ براستہ بحری جہاز گئے اور بقول عقیدت مندوں کے (عقیدت مندوں کی شیٹ منٹس ایسی ہی ہوتی ہیں) تو انہوں نے پوچھا ہم روزہ رکھے ہوئے ہیں' کوئی ہے ہمیں تراویح پڑھانے والا؟ کہا گیا کہ جہاز پہ کوئی تراویح پڑھانے والا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا اچھا! یہ تو غیرتِ ایمانی کے خلاف ہے۔ ہم روز ایک سپارہ یاد کریں گے اور شام کو سنائیں گے تراویح میں۔ بقول اُن کے I don't want to discuss that، وہ ایک سپارہ یاد کر کے شام کو تراویح میں سناتے تھے۔ بقول مورخین مکتب مدینہ تک پہنچتے ہوئے انہیں قرآن حفظ تھا اور لکھا ہوا تھا کہ یہ کرامت بدستِ شیخ ظہور پذیر ہوئی۔ میں بھی بڑا شائق ہوں کہ یار کیا لوگ ہمارے بزرگوں کے گزرے ہیں' زبردست'۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں constantinople کی جنگ پڑھ رہا تھا۔ پتہ لگا کہ اصحابِ رسول ﷺ قسطنطنیہ کی جنگ کے لیے جہاز پہ سوار ہوئے اور انہوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ ساتھ ساحل تھا۔ جونہی ساحل سے جہاز علیحدہ ہوا انہوں نے روزے توڑ دیے۔ میرا ابھی سوال ہے دیکھو یار ہمارے مولوی صاحب کتنے نیک تھے، اصحاب نے کیا کیا؟ تو میرا خیال ہے کہ میرا سوال کسی صحابی کی زبان پر بھی آ گیا تو انہوں نے کہا یا اصحاب رسول ﷺ یہ کیا کر رہے ہو؟ ابھی ساحل نظر آ رہا ہے؟ فرمایا تم اللہ کے رسول ﷺ کو زیادہ جانتے ہو کہ ہم جانتے ہیں۔ یقین جانیے یہ خلاصہ ہے دین کا۔ آپ اس تقویٰ کو بھاگتے ہو اور اس کو مذہب سمجھتے ہو۔ یہ تقویٰ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے

صحابہ نے آپ کو بتایا۔ بھئی جو رعایت ہے لیتے کیوں نہیں ہو۔ اللہ نے صدقہ کیا ہے رعایت کی شکل میں۔ اللہ نے صدقہ کیا ہے سفر کی آپ کو قصر دے کر۔ کمال ہے آپ خدا کے "متھے" لگتے ہو کہ میں پوری پڑھ کے چھوڑوں گا۔ ایک دفعہ میں ٹرین میں سفر کر رہا تھا۔ میرے ساتھ ایک عالم محترم آ بیٹھے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا' جدھر منہ تھا ادھر پڑھ کے کہا اے اللہ تیرے حساب میں ڈال دیں قبول کر۔ مولوی صاحب کہنے لگے میں نے عشاء پڑھنی ہے۔ میں نے کہا پڑھو۔ کہتے نہیں نہیں یہ جگہ خالی کریں گے تو پڑھوں گا۔ میں ذرا کھسک لیا۔ چار آدمی کھڑے ہوئے نماز پڑھنے کے لیے۔ مولوی صاحب نے پوری سترہ رکعات پڑھیں۔ اچھا مزے کی بات کہ ٹرین میں جو اوپر برتھ ہوتی ہے اس میں سر پھنسا کے پڑھ رہے تھے۔ It was so funny میں نے کہا یار یہ کیا کر رہا ہے خدا کا بندہ۔ پوری سترہ رکعات پڑھ لی۔ اب جو لوگ تھکے ہوئے تھے کہ حضور نماز ختم کریں دوبارہ سیٹ پہ بیٹھیں۔ جب ادھر اُدھر سلام پھیرا تو کہنے لگے نہیں، مجھے چند نوافل اور پڑھنے ہیں۔ تب تو میرا خیال ہے مسافروں کا پتہ بھی پانی ہو گیا۔ اور لڑائی کا ماحول بن گیا کہ بس کر نیک بخت تُو نے دو رکعات پڑھنی تھی۔ سترہ پڑھ کے اوپر سے یہ بھی پڑھ رہا ہے۔ آپ دیکھو مذہب کیا رنگ دکھاتا ہے؟ میں ٹرین میں بیٹھا تھا ریل کار میں۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ جدھر منہ تھا ادھر میں نے پڑھ لی۔ آسانی بہت ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جو حصہ خالی ہوتا ہے وہاں اذان شروع ہو گئی۔ میں نے چونک کر دیکھا کچھ حضرات تبلیغ والے وہاں جمع ہو رہے تھے۔ اب وہ ٹرین آپ کو پتہ ہے بڑی بدتمیز ہوتی ہے۔ بعض اوقات بڑی rough گزرتی ہے۔ اتنی even تو نہیں ہوتی ناں۔ جب وہ rough ٹائم آیا اب سارے ادھر سے اُدھر گرنا شروع ہو گئے۔ ٹرین کی roughness میں یہ باجماعت نماز ادا ہو رہی ہے۔ ایک صاحب گھٹنوں کے بل گرے پھر پکڑ لی۔ بھئی نیک بختو! تمہیں یہ علم نہیں ملا تھا کہ اپنی سواری پہ بیٹھ کے جدھر چاہے منہ ہو: "وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ" سبھی شرق و مغرب اللہ کے ہیں: "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ "{البقرہ 115} جدھر منہ کرو گے اللہ ہی کا چہرہ ہے۔ بھئی تمہیں آسانی اللہ نے دی ہے۔ مقام پاؤ، جگہ پاؤ، آرام سے نماز پڑھ لو۔ سفر میں مسافرت میں جو خدائے بزرگ و برتر نے اپنے غریب بندوں کو رعائتیں دی ہیں وہ تو وصول کرو۔ پھر آخری بات میں جہاز پہ جا رہا تھا۔ اب جہاز پہ آپ کو پتہ ہے کس کس قسم کے لالچ ہوتے ہیں۔ نفیس قسم کی ٹرالیاں آ رہی ہیں۔ ویسے ہی

بندہ سمجھتا ہے میں کوئی بہتر کھانا کھانے جا رہا ہوں۔ ویسے تجربہ ٹھیک نہیں رہا ہے۔ کافی واہیات کھانا ہوتا ہے مگر بہرحال جو امید ہے خیال ہے It's always an excitement to be in the air. ویسے down the air خاصے خطرات ہوتے ہیں۔ میں نماز پڑھ کے فارغ ہوا تو اذان سنائی دی۔ میں حیران تھا کہ جہاز میں اذان کیسے ہوگئی۔ پھر میں نے سوچا یہ پڑھیں گے کہاں؟ meanwhile وہ خواتین ٹرالی لے کے باہر نکلنا شروع ہوگئیں۔ دیکھا کہ اسی جگہ پر ایک تبلیغی مشن کھڑا ہو گیا۔ کمال ہے Is this the representation of religion? insensible representation of the religion. ان چیزوں سے یقین جانو یہ جو dogmatic attitudes ہیں ان سے ہم لوگوں کی رسوائی ہے۔ میں کس قابل ہوں۔ میرے مذہب کی جو شدت پسندی ہے وہ مجھ سے نہیں نکل رہی۔ شناخت خدا سے نہیں نکل رہی، پیروی رسول ﷺ سے نہیں نکل رہی بلکہ اس attitude سے نکل رہی ہے۔ This is nonadjustable, nonunderstanding of religion. this is the main cause. بھئی خدا نے تمہیں کہا ہے کرنے کو؟ خدا نے تمہیں facility نہیں دی؟ خدا نے کیا آسانی نہیں دی؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے اوپر بیٹھ کے نماز نہیں پڑھی؟ اصحاب کہتے ہیں کہ جدھر چاہتا خچر کا رخ ہوتا اور آپ ﷺ خچر پہ بیٹھے نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ کیا رسول اکرم ﷺ تم سے زیادہ مقدس نہ تھے؟ اٹھارہ دن مکہ میں رہے۔ کیا اُن کا آبائی گھر نہ تھا؟ یقیناً تھا اور اس کے باوجود اٹھارہ دن آپ نے قصر پڑھی۔ انہوں نے انیسویں دن پہ قصر شروع کر دی۔ بھئی ان سے پوچھو اگر حضور ﷺ انیسویں دن رہتے تو قصر نہ پڑھتے؟ مگر انہوں نے اٹھارہ دن پہ ہی لگا دیا۔ اپنی حد مقرر کر لی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ گھر سے نکلتے اور واپسی تک قصر پڑھتے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا مسند امام احمد بن حنبل میں کہ حضور ﷺ مقام میں بھی قصر کر لیا کرتے تھے۔ وہ کیسے؟ کہ ظہر اور عصر ملا کر آٹھ رکعات پڑھ لیتے تھے اور عشاء و مغرب ملا کے آٹھ رکعات پڑھ لیتے تھے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟ فرمایا میں امت پہ کوئی سختی نہیں رہنے دیتا۔ کمال ہے اللہ اتنا مہربان: "مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ" مجھے کیا پڑی ہے تمہیں تکلیف دوں۔ دیکھو اللہ میاں کا انداز ہے: مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ "۔ ہاں شرط یہ ہے کہ: "إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ" تم مجھے یاد تو کرو نا کہیں۔ تم

ایمان تو رکھو کہ میں بھی تمہارا کچھ لگتا ہوں۔ میں تمہارا خدا ہوں۔ میری طرف تو رجعت کرو۔ مجھے کیا پڑی ہے تمہیں عذاب و تکلیف دینے کی: "اِن شَکَرْتُمْ وَ آمَنْتُمْ وَکَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا" {سورۃ النساء: 147} تمہارا اللہ تمہاری یاد قبول کرتا ہے۔ اب اس سے اور کیا زیادہ آزادی دے۔ کیا زیادہ آپ کو ہیش و انس دے کہ وہ تمہاری یاد قبول کرتا ہے۔ وہ علم والا ہے جاننے والا ہے۔

جلتے ہر شب ہیں آسماں پہ چراغ
جانے یزداں ہے منتظر کس کا

س: پروفیسر صاحب Can we feel God?

ج: Yes certainly دیکھو جی اللہ کا احساس بہت آسان ہے۔ میں اپنے مسلک کو preach کرنے نہیں آیا مگر سب سے آسان خدا کا احساس ملتا ہے۔ ہر چیز کو دنیا میں شاید آپ بڑے تردد سے کماتے ہو۔ مگر خدا کا احساس جو ہے دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا may be individual conditions different for all مگر میں نے اسے اتنا آسان پایا ہے کہ مجھے اپنی کم ہمتی پر شرمندگی ہے۔ مگر خدا کی شناسائی میں وہی اصول میں آج بھی preach کر رہا ہوں کہ the only way to meet God as soon as possible وہی بات ہے جو میں نے ایک امریکن کو جواب دیا تھا He was head of the quantum relativity department, university of Auston جب وہ مجھے ملنے آیا تو اس نے طنزاً لب سکیڑے اور کہا You felt? میرا خیال ہے اندر سے کہہ رہا ہوگا you stupid! پھر اس نے کہا I searched God for fourteen years, why I didn't find him? How you found Him? میں نے اسے کہا پروفیسر God is not a byprodur. of mathematical researches. It has to be top priority of intellectual curiosity. یہ واحد اصول ہے۔ جس خدا کو آپ زندگی کے تمام مراتب سے پست تر رکھتے ہو وہ نہیں آپ کو مل سکتا۔ وہ حقیقتِ اول و آخر ہے: "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" {الحدید: 3} ہر چیز کا عالم وہ ہے۔ ہر چیز کا

دانشور وہ ہے۔یہ زمین کوئی حماقت سے نہیں بنی ہوئی۔یہ زمین اُوٹ پٹانگ نہیں بنی ہوئی۔مقاصد اُوٹ پٹانگ نہیں ہیں۔اتنے عظیم علم والا رب ہے۔آپ سے یہ توقع رکھے گا؟ میں تو حیران ہوتا ہوں اول سانس اس کا آخری سانس اُس کا، بچے اُس کے' بیویاں اور husband اُس کے' تعلیم اُس کی' کیریئر اُس کے، عزت اُس کی:"وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ"{الشعراء:80} مرض اسی کے، شفا اسی کے۔جب اتنا سارا کچھ اللہ کا ہے آپ کس کو پھر فوقیت دو گے؟ کس کو مانو گے؟ کس کو بلند پاؤ گے؟ جب آپ کے بچے کی زندگی بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔آپ کے خاوند بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں۔آپ کی بیویاں بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں۔جب آپ کا ہر سانس اسی کے ہاتھ میں ہے۔کیا عقل آپ کو صحیح سوچنے پر آمادہ نہیں کرتی کہ ہماری بڑی priority اللہ ہے۔سب سے بڑی priority اللہ ہے۔ given its right place اور رب کعبہ کی قسم ہے وہ آپ کی رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہو جائے گا۔اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے اس کے پاس آنے میں۔اُس کو محسوس کرنے میں۔وہ آپ کے ہاتھ پاؤں میں اترے گا۔آپ کے ہر ہر انداز میں اتر آئے گا اور محسوس کرو گے۔دیکھو گے اسے۔آنکھوں سے نہیں۔آنکھوں کی مجبوری ہے۔آنکھ سے اس کو دیکھنے کی مجبوری ہے۔اس لیے کہ یہ اہل نہیں ہے۔یہ فزیکل ہے مگر اس کے علاوہ آپ ہر طرح سے اُسے قریب پاؤ گے۔اُسے دیکھو گے محسوس کرو گے۔بات چیت بھی کرلو گے اگر جواب سننے کی اہلیت نہیں۔ہنسو کھیلو خدا کے ساتھ۔بڑا کھلا صحن ملتا ہے گپ شپ کے لیے۔باقی تو جگہ ہی نہیں ملتی ہمیں۔بڑا ہی اچھا دوست ہے۔بڑا ہی اچھا۔خدا کے رسول ﷺ کا ایک ارشاد ہے اور آپ اس پہ غور کرو تو آپ کو ساری چیز سمجھ آ جائے گی۔کہ دیکھو اللہ بندے کے ساتھ اس کے گمان کی طرح ہے۔آپ اسے دوست سمجھو گے تو تمہارا دوست ہوگا۔آپ کانپتے رہے ڈر ڈر کے مرتے رہے..... بزرگ ولی فوت ہو گئے ڈر ڈر کے خوف کے مارے۔آگے گئے۔ایک دوسرے ولی نے دیکھا پوچھا کیا بنا؟ اس نے کہا کیا بننا تھا' اللہ میاں نے کہا نالائق تمھیں میرا خوف ہی یاد تھا۔چل ادھر بھی ڈرتا رہ۔بھئی تمھیں کیوں نہیں یقین آتا کہ وہ رحمان و رحیم و کریم ہے؟ کیوں نہیں یقین آتا کہ میں سو ماؤں سے زیادہ مہربان ہوں؟ کیوں نہیں یقین آتا کہ وہ آپ کی خامیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے؟ آپ کو قرآن کی اس آیت کا نہیں یقین آتا:"قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا" اے لوگو تم بڑے ہی فضول خرچ ہو۔میں

نے کسی کام کی صلاحیت کے لیے تمہیں صفات بخشی تھیں، تم انہیں "روزی" جار ہے ہو، کھائے چلے جار ہے ہو۔ میں نے تمہارا بدن تمہاری سارٹنس کے لیے پیدا کیا تھا اور تم چار چار چھ چھ پُپے ہو گئے ہو اتنا اسراف کیوں کر رہے ہو اپنی ہر چیز کے ساتھ؟ میں نے کہا تھا پیسے نرمی سے کماؤ، اچھی طرح اپنے بچوں پہ خرچ کرو۔ تم اسراف پہ اتر آئے ہو۔ "لَا خَيْرَ فِي الْاِسْرَافِ" میں یہ کہتا ہوں خداوند کریم تمہیں وعدہ دے رہا ہے: "قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا" بہت فضول خرچی کی ہے۔ ایک بڑی فضول خرچی نہ کرنا۔ وامنِ خیال کو امید خدا سے تہی نہ کرنا۔ "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ" ساری حماقتیں کرنا ایک بڑی حماقت نہ کر بیٹھنا۔ رحمتِ پروردگار سے مایوس نہ ہونا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا " کوئی تخصیص نہیں گناہ کبیرہ صغیرہ کی، غیبت یہ وہ۔ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا تمہارا وہ رب ہے جو جملہ تمام گناہ "جمیعاً" "تو کل معاف کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ "اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" {الزمر :53} بے انداز مغفرت والا اور بے انداز رحم والا پروردگار ہے۔ ہم تکتے کیا ہیں اُس کے؟ How do you deserve such greatful kindness? ہم تھے کیا؟ ایک سنگل micro سیل سے develop ہوئے۔ دیکھا ہے آپ نے کبھی؟ نہیں دیکھا تو کل پرسوں جا کے دیکھ لینا۔ خدا بھی کہتا ہے۔ مگر یہ تمہیں نہیں کہتا، کمزور لوگوں کو نہیں کہتا کہ تم اتنی بڑی تخلیق کا باعث ہو۔ یہ تو پرہیز گاروں کو کہتا ہے۔ لمبی داڑھی والوں کو کہتا ہے۔ قباو چوغا و دستار کو کہتا ہے۔ متقیوں کو کہتا ہے کہ تمہیں نہیں پتہ؟ آ گئے اُٹھ کے مجھے بتانے کے لیے ہم بڑے متقی ہیں۔ اُن متقیوں کو کہتا ہے: "فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ" جاؤ جاؤ پرے ہو جاؤ۔ اپنے آپ کو پاکباز بنا کے میرے سامنے لے آئے ہو۔ I don't care what you have done. "فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ" {نجم :32} اپنے آپ کو متقی نہ کہو، پرہیز گار نہ کہو: "هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى" جانتا ہوں یار تم کتنے متقی ہو۔ کہاں سے آئے تم؟ کیسے پیدا ہوئے؟ کروڑ ہا سال کے اس کیچڑ میں اُس گندگی و غلاظت میں اُس بدبودار کالے سیاہ کیچڑ میں جو سوکھ کے شیشے جیسی تہوں کے تلے محفوظ تھا۔ اور جو قریب سے گزرتے ہوئے بھی سونگھنے کے قابل نہ تھا۔ وہاں سے میں نے تمہارا خمیر اٹھایا: "هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا" {الدھر :01} اٹھایا اس غلیظ سے

کیچڑ کے سنگوار فتنے کو: "اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ "{الدھر :02} پھر اسے دوہرا کیا۔ "نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا "{الدھر :02} آگے بڑھایا سماعت دی بصارت دی۔ دیکھا کہ چلو ٹھیک نظر آتا ہے: "اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا "{الدھر :03} پھر ہدایت بخشی' چاہو تو مانو چاہو تو نہ مانو۔ یہ تو ہے ایک origin پھر کبھی دوسرا دیکھا ہے؟ دو کروڑ سیل شروع ہوئے' رحم مادر میں گئے اور ایک بڑا طویل اور فضول سارستہ طے کر کے دس ہزار کے قریب اگلے حصے میں پہنچے۔ دس ہزار میں سے ٹوٹے پھوٹے ہیچ پڑا لڑکی لڑکوں کا، بھاگتے بھاگتے egg کے اوپر آئے۔ اُس میں عجیب و غریب طریقہ اللہ نے وہاں رکھا۔ ایک ڈوبا' باقی دروازے بند ہو گئے۔ یہ عجیب و غریب بات ہے' جونہی ایک conceive ہوتا ہے باقی سارے door بند ہو جاتے ہیں۔ مگر جرثومے کو دیکھا آپ نے کبھی؟ کیا واہیات شکل ہے اس کی۔ اگر اس کو بڑا کر کے بچوں کو دکھاؤ تو چیخیں مارنا شروع کر دیں۔ اور یہ وہ حسین انسان ہیں جو بعد میں پیدا ہوتے ہیں۔ فلم ایکٹریسز، بڑے بڑے حسین لوگ ادھر جا کے آپ فیشن ایبل مخلوق دیکھو کیسے کیسے حسین ہیں۔ ذرا ان کو اُن کی تصویر تو دکھا دو۔ ایک ٹوپ سا پہنا ہوا' لمبی tail والا ہولناک۔ خدا کہتا ہے شرم کرو۔ یہ تمہارے origins ہیں۔ تم مجھے آ کے بتا رہے ہو' بڑے نیک ہو بڑے متقی ہو۔ مسکین رہو' خدا کے سائے میں رہو' عرض گزارتے رہو۔ ہم تو کہتے ہیں

عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا
جس دل پہ ناز تھا وہی اب دل نہیں رہا

تسبیح کرتے رہو گے تو اگلے شعر تک پہنچ جاؤ گے۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

س: پروفیسر صاحب جنت سے آگے کیا ہے؟ کیونکہ ایسا لگتا ہے جیسے جنت انسان کی ذہنیت کے حساب سے اسے محض ایک لالچ دیا گیا ہے؟

ج: آپ کو جنت کا پتہ ہو تو آگے کا پتہ ہو تاں۔ جنت کا چھوٹا سا حدود اربعہ ہے' وہ یہ کہ جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کی لمبائی سے بھی زیادہ ہے۔ It's a huge most

galaxy جو تمام متعلقہ سرزمینوں سے بڑی ہے۔ مثال کے طور پر آپ سے کہوں ایک گلیکسی جو ہمارے بہت قریب ہے جسے اینڈرومیڈا کہتے ہیں۔ اس میں ایک کھرب ستارے ہیں۔ ایک کھرب ستارہ اس کے ایکسٹرل سیٹ پہ ہے۔ جو نیا تھیسز ابھی آیا ہے (روز نئے تھیسز نکلتے ہیں) کہ جتنے ستارے باہر ہوتے ہیں سینٹر آف دی سٹار میں بھی اُتنے ہی ہوتے ہیں۔ یعنی دو کھرب ستارے ہمارے قریب ترین گلیکسی اینڈرومیڈا میں ہیں اور ایسی 180 بلین گلیکسیز ہیں۔ 180 بلین گلیکسیز کی چوڑائی اور لمبائی جنت کی چوڑائی ہے۔ خداوند کریم کے نزدیک ایک یونیورس نہیں ہے: "اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ" کہ اللہ تعالیٰ نے سات کائناتیں بنائی ہیں اور سات زمینیں۔ ہر کائنات میں ایک زمین ہے۔ یہ نہیں کہ وہ مردہ ہیں، ہمارے ساتھ جی نہیں رہے۔ وہ اتنی دُور ہیں کہ ہماری ان کو خبر نہیں جاتی، ہمیں اُن کی خبر نہیں آتی مگر "یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" {الطلاق: 12} ان ساری زمینوں میں میرا حکم اترتا ہے۔ حکم انسانوں پہ ہی اترے گا۔ ان ساری زمینوں میں قرآن اترتا ہے۔ حکم قرآن ہے۔ "وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا" {الرعد: 37} قرآن حکم ہے۔ ساری زمینوں پہ قرآن اترتا ہے: "لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" تمہیں خبر دی ہے تم اپنے پروردگار کی عظمت کو جاننے کے چکر میں نہ پڑو۔ میں بہت بڑا ہوں مگر تمہیں اس کی فکر کیوں ہے۔ تمہیں بھی بہت بڑا کر دوں گا۔ جب یہ خلافت تیار ہو رہی تھی۔ تو یہ زمین کون سے خلیفہ کی ہے؟ زمین تو خلافت کی جگہ نہیں۔ اس کے بارے میں رسول ﷺ کا ارشاد ہے' اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِن" زمین مومن کا قید خانہ ہے۔ یہ کیسے خلافت کی جگہ ہو سکتی ہے؟

کچھ qualities کے ساتھ اللہ نہیں چاہتا کہ جو اتنا عظیم تر یوٹوپیا اس نے تخلیق کیا ہے اس میں فسادی انسان داخل ہو۔ "قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" یعنی اللہ یہ چاہتا ہے کہ یہ جھگڑالو فساد کرنے والا انسان اس جنت میں داخل نہ ہو۔ فرشتوں کا ابتدائی اعتراض آخری اعتراض ہے۔ اس جنت میں کوئی فساد زدہ مخلوق داخل نہیں ہو سکتی۔ یہاں ہمیں ایک تائید پروردگار لے کے نکلنا ہے۔ یوٹوپیا کے شہری ہونے کے لیے ہم نے ایک مزاج built کرنا ہے۔ اس مزاج کا نام اسلام

That's what muslim is, that's where he has to go ۔بس۔ ہے
and end. اب آپ پوچھتے ہو وہاں کرے گا کیا؟ سبحان اللہ جب ایک گلیکسی سے آپ کو 16 ستارے مل سکتے ہیں اینڈ رومیڈا سے۔ میں تو کئی مرتبہ اللہ سے کہتا ہوں چھوٹا سودا کر لے، ادھر سے 16 ستارے دے دے جنت نہ دے۔ عیش ہو جائے گی ہماری۔ تھوڑی سی صلاحیت دے دے ان کو سنوارنے کی۔ آپ کو پتہ ہے حدیث کیا کہتی ہے؟ ایک گھر سے دوسرے گھر کا فاصلہ پانچ سو نوری سال ہیں۔ پانچ سو برس کے فاصلے پہ ہے۔ جنت میں ایک گھر دوسرے سے پانچ سو برس کے فاصلے پہ ہے۔ جنتی آپ کا خیال یہ ہے کہ کیا کریں گے؟ میرا تو خیال ہے آگے ہزار ہا سال سفر کر کے دوسروں کے گھروں تک ہی جاتے رہیں گے۔ سیر کریں گے، تعمیر کریں گے۔
اقبال کا بڑا اچھا الہامی سا شعر ہے:

گفتند جہان ما آیا بہ تو می سازد

پوچھا گیا کہ میرا جہان تمھیں راس آتا ہے؟

گفتم کہ نمی سازد

میں نے کہا چھوڑ اللہ میاں یہ کیا دنیا بنا دی مجھے نہیں اچھا لگا۔

گفتند کہ برھم زن

مجھے کہا گیا اسے برباد کر۔ اپنا جہان آباد کر لے۔

جنت میں آپ کو یہ اختیار ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں جنت میں ایک دکان ہے جس پہ جا کے تم شکلیں بھی بدل سکتے ہو۔ جو مرضی شکل پسند آئے جو مرضی ہیرو ہیروئن پسند آئے جا کے آپ اپنی شکل بدل لینا وہاں پر۔ مگر وہاں شاید داڑھی نہیں ہوگی۔ اگر آپ خواب میں کسی چھوٹے آدمی کی داڑھی دیکھو تو ہمارے ہاں خواب کے جو ابن سیرینؒ کے سمبلز ہیں کہ اگر آپ اپنی داڑھی سفید دیکھو تو آپ کے تقویٰ میں اضافہ ہے۔ اگر کوئی جوان اپنی داڑھی سفید دیکھے تو اس کے تقویٰ میں اضافہ ہے اور اگر بوڑھا آدمی کالی داڑھی دیکھے تو وہ فاسق ہے۔ یہ فرق ہے۔ سمبل کے لحاظ سے جو آپ کے اعلیٰ ترین بزرگی کے سمبل ہیں وہ ریشے برودت کے بغیر ہوتے ہیں۔ یہ ہمارے جسمانی ڈسروجن کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ جنت میں اس قسم کی کوئی نکمی چیزیں نہیں ہوتی ہیں۔ اللہ آپ کو برکت دے خیر و عافیت دے. Let us we all pray اس شہر کے لیے

امن کے لیے مزید استحکام کے لیے۔ پروردگار عالم ہمارے بھائیوں کو بھی عزت و برکت سے نوازے اور ان کو پاکستان کی اور اس مملکت کی خدمت کے لیے مزید عزتیں بخشے۔ آمین۔

کیا مذہب ضروری ہے؟

Is religion necessary?

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

(الاسراء:80)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(اَلصّٰفّٰت:180-83)

آج کا جو موضوع ہے Is religion necessary? اس کا کمپل سا جواب یہ ہے کہ religion بذاتِ خود بہت سارے ہیں اور بہت سارے خدا کو نہیں جاتے۔ اس ٹاپک میں اگر کوئی خامی رہ جاتی ہے تو That is mistake; this topic does not involve special resistence for Almighty Allah. بہت سارے ریلیجن ہیں which are born outside the earth, long before I asked one anthropologist. ایک سوال نہیں سمجھ آیا اگر سارے دنیاوی علوم کی معرفت بھی اس ایک سوال کو حل کر دے تو میں بڑا مطمئن feel کروں گا۔ اکیڈیمک سا question ہے کوئی عجیب و غریب سوال نہیں کروڑ سال پہلے پرائی میٹس انسانوں کی طرح

پہچانے گئے س پہلے شاید انسان کو پہچاننا ہی مشکل تھا۔ جب وہ انسانوں کی طرح پہچانے گئے آگے بڑھے پراگریس شروع ہوگئی، homo erectus بنے کبھی homo habilis بنے، اٹھتے اٹھتے ہوا انسان بن گیا۔ مگر ایک بات بڑی ضروری سی ہے کہ انسان پیدا ہوتے ہی پہلی فکر کس چیز کی کرتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا بچہ ہومو ہیبلکس اور ہومو اریکٹس سے چار پانچ گنا زیادہ برین رکھتا ہے۔ اس سے زیادہ میچور ہے، اس سے زیادہ شناخت رکھتا ہے۔ زیادہ ڈویلپمنٹ کے آثار رکھتا ہے کیونکہ بڑا ہونے کے ساتھ ہی ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی اور تو کوئی نہیں کہتا اے اللہ میں تیری تلاش میں ہوں۔ آج جو بچے سے بڑا ہونے تک کے حالات ہیں، اُمتِ انسان کا بھی شروع سے آخر تک یہی حال تھا۔ ایک جرثومۂ حیات سے آگے بڑھتا ہوا دہرے مخلوط نطفے تک پہنچا، پھر اس کو سماعت ملی پھر بصارت ملی۔ یہ version سائنس نہیں دے رہی۔ یہ ورشن وہ دے رہا ہے جس نے اسے بنایا ہے۔ پھر کہیں رب کائنات نے کہا کہ تم اس قابل ہو گئے ہو کہ میرے امتحان میں پورے اترو اور یہی کام بڑا عجیب و غریب تھا۔ کہیں دورِ افلاک پہ آسمانوں کی بلند و بالا گھاٹیوں پہ، اقبال کہتا تھا

سنا ہے عالمِ بالا میں کوئی کیمیا گر تھا
صفا تھی جس کی خاکِ پا بڑھ کر ساغرِ جم سے

سنا ہے اُس ربِ کائنات نے ایک صبح خوبصورت سا ترفع بلکہ ڈرامہ سا تخلیق کیا۔ اصل میں وہ کائنات بنا چکا تھا، جنت و دوزخ کی تخلیق ہو چکی تھی۔ آپ وہ انڈرسٹنڈ نہیں تھا۔ ایسی وہ ہزار جنتیں بنا سکتا تھا، ایسی وہ ہزار کائناتیں بنا سکتا تھا۔ حدیث کے الفاظ میں کہ اُس کو خیال آیا کہ "کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً مَا اَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَف فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِیَعْرِفُوْنِی" میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا was a hidden treasure, God said. Nobody knew me, I should be known, He thought He was a big creator. اب لوگ کہتے ہیں خدا کو پہچانے جانے کی ضرورت تھی؟ جو خدا کی خواہش تھی، وہی حکم تھا وہی امر تھا، وہی باعثِ تخلیقِ حیات تھا، وہی باعثِ تخلیقِ کائنات تھا۔ "مَا اَحْبَبْتُ" مجھے اس بات سے اُنس پیدا ہوا، میں بنا جو رہا ہوں دھڑا دھڑ، ہر لمحہ مصروفیت میں کائنات جو تخلیق کر رہا ہوں۔ آخر کوئی appreciator بھی تو ہو۔ اس ربِ کائنات کی کوئی تعریف کرنے والا بھی تو ہو۔ اس نے

کہا"ما احببت انْ اعرف" میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں" فخلقت الخلق لیعرفونی" So I wished to be known, so I created somebody who could know me۔ میں تو کہتا ہوں اندازہ غلط ہے۔ اب بھی چھ سات ارب لوگ موجود ہیں، کون اسے جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کوئی نہیں جانتے۔ مگر ہم سب لوگوں کی تعریف چاہتے بھی نہیں ہیں۔ بدترین امر یہ ہے کہ شاعر اچھا شعر پڑھے اور نالائق اس کی داد دے' تعریف سخن شناس' تحسین ناسخن شناس۔ کہ نہ جاننے والے کی تعریف A person who does not know anything about anything and start claiming that he is appreciating you, besides of the fact he is dull minded idiot. اس کا کیا وصف بنے گا؟ what kind of appreciation that would be? وہ کہتا ہے "تحسین نا شناس" کہ جس کو نہیں پتا وہ تعریف کرے۔ "خاموشی سخن شناس" جس کو پتا ہے وہ خاموش رہے۔

تعریف نا شناس و خاموشی سخن شناس
ھر دو شے صفت فن را خراب می کنند

دونوں چیزیں سخن کو تباہ کرتی ہیں۔ Allah is not going to take this chance چاہے لوگ اسکی تعریف کریں نہ کریں۔ اس نے تعریف کرنے والوں کا پہلے سے انتخاب کر لیا۔ اس نے کائنات کی تمام مخلوقات کو زمین پہ اور آسمان کی پنہائیوں پہ جمع کیا اور کہا: اچھا، بھلا بتاؤ تو سہی تم اپنے رب کی تعریف میں کیا باتیں کرو گے۔ ایک شخص لیڈ لے گئے، ایک صاحب اللہ کی تعریف میں بہت آگے بڑھ گئے۔ اللہ نے کہا "انت احمد"۔ آسمانوں پہ اس شخص کا نام رکھا گیا.....احمدؐ۔ He deserves to appreicate God. He deserves to praise God. یہ احمدؐ ہیں۔ عہد نامہ جدید میں کہا گیا یہ فارقلیط ہیں، یہ مبارک ہیں۔ You know the habits of Allah. اللہ احسان مند تو نہیں ہوتا کسی کا۔ Somebody makes good for God, He returns him with complements, so Allah decided. کہ اگر یہ آسمان پہ احمدؐ ہیں تو ان کو زمین پہ محمدؐ ہونا چاہیے۔ زمین پہ اس کو تعریف کیا گیا ہونا چاہیے۔ اگر آسمان پہ یہ تعریف

کرنے والا ہے And he is the best of the persons who has best of words, best of style. اصل میں ایک چیز سے بات نہیں بنتی۔ خالی زبان سے بات نہیں بنتی۔ انداز بھی چاہیے ہوتا ہے۔ صورت وشکل بھی چاہیے ہوتی ہے۔ حضرت عامشؒ کے بارے میں مشہور تھا بہت بڑے محدث وفقیہہ تھے، شکل کچھ اچھی نہیں تھی، حبشی تھے ماشاءاللہ تعالیٰ، حبشیوں میں بھی نرالے ہی تھے کچھ۔ ان کی شکل اچھی نہیں تھی۔ اصحاب رسول ﷺ کہا کرتے تھے، مگر جب عامش حدیث relate کرتے تھے اور جب قرآن explain کرتے تھے تو کہتے ہیں کہ ان کی شکل ہی بدل جاتی تھی۔ He looks so handsome, while explaining the book and while explaining the Hadith. کہ ساری دنیائے اسلام پہ حافظ عامشؒ کا نام آج بھی زندہ ہے۔ اُن بہترین لوگوں میں جنہوں نے خدا اور رسول ﷺ کی تعریف کی اور قرآن کو مرتب کیا۔ مگر آپ یہ جانتے ہو کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ کی باری آئی تو حضرت حسان بن ثابتؓ نے ایک شعر لکھا۔ جبرئیل امین نیچے اترے He told us even God liked this verse. وہ نعتیہ شعر کیا تھا؟ ''یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کو اتنے محبوب ہو، اتنے عزیز ہو کہ جیسے آپ نے چاہا اللہ نے آپ کو ویسے بنا دیا۔'' مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ جب خدا نے محمد ﷺ کو اتنی عزت بخشی تھی تو مخلوق بھی چاہیے تھی۔ کچھ ایسے بھی لوگ چاہیے تھے جو وابستگی پیغمبر میں رہیں۔ غالب کا بڑا مشہور مصرع ہے ......

چمن زنگار ہے آئینہ بادِ بہاری کا

A mirror can not be a mirror unless you put some dirt on the backside of it.

کیسے محمدؐ نمایاں ہوتے اگر ابوجہل نہ ہوتا

کیسے محمد ﷺ نمایاں ہوتے اگر وہ صاحبان علم کی طرح ہوتے۔ مگر خدا نے ان پہ ''اُمیت'' کا لفظ اتارا۔ بڑا خوبصورت لفظ ہے۔ اس لفظ سے مراد یہ ہے کہ وہ اکیڈمی میں نہیں گئے، وہ ٹیچروں کے پاس نہیں گئے He has learnt nothing from teachers۔ وجہ تھی ایک۔ ایک مخصوص سورس آف انفارمیشن کو particularly محدود کرنا تھا 'limit' کرنا تھا کہ محمد ﷺ کو کل

کوئی یہ طعنہ نہ دے سکے کہ تم نے یہ بات فلاں استاد سے سنی ہے۔ یہ اتنی محدود تھی کہ سوائے خدا کے اللہ کے رسول ﷺ کو کسی اور سے انفارمیشن نصیب نہیں ہوئی۔ Once you see, علامہ اقبال کے زمانے میں اس نے Prof William Mcdougall questioned اعتراض کیا کہ Such conditions which are described could possibly psychopathic conditions. سائیکو پیتھ میں اتنی capacity ہوتی ہے وہ دو چار اوٹ پٹانگ باتیں کرے ایک آدھ فیوچر کی بھی بتادیتا ہے۔ اس وقت Psychiatrist were very alert to find out some kind of complexity in human mind. پروفیسر میکڈوگل نے کہا ان کی پتھالوجی میں کوئی نقص تھا۔ اقبالؒ نے کہا سنو! اگر ان کی پتھالوجی میں نقص تھا پھر دنیا کو دو چار ایسے سائیکو پیتھ چاہئیں۔ اس نے کہا تو اس بات پہ اعتراض کرتا ہے کہ وحی کیسے اتری تھی؟ میری سن لو میں جب بیٹھتا ہوں تو Hundred of verses come on me and I don't know where they are coming. آخر اتنی جلدی کوئی بھی زباندان جو ہے کسی بھی زبان میں accomplishment کیسے حاصل کرسکتا ہے کہ متواتر شعر ہی لکھے جارہا ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی تھیں جو پہلے سائیکالوجی کے دامن میں نہیں تھیں۔ بہت سارے آسیب انسان ایسے تھے جن کے بارے میں سائیکالوجی کو کچھ علم نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ دنیا پراگریس کرتی رہی In many parapsychic institutions became physical psychological institutions. Many metaphysical institutions are almost in the grip of sciences. جوں جوں انسانی دنیا آگے بڑھ رہی ہے، علم بھی انسانی حدود کی طرح آگے بڑھ رہا ہے۔ ہوسکتا ہے Upcoming fifty years, the words of nanotechnologists;

he says we can turn the burger of our hand into a child. ایسا زمانہ بھی آرہا ہے۔ انسان کو اتنا غلبہ شاید مل جائے۔ مگر کیا بالا یہ غلبہ ہے؟ اس کو پہلے سے ڈکلیئر کردیا گیا۔ "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" {الاسراء :70} ہم نے بنی آدم کو کرامت بخشی ہے۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ ہم نے صرف مسلمین کو بخشی ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ صرف

ان لوگوں کو بخشتی ہے جو خدا کو ماننے والے ہیں، بلکہ اصول علم یہ ہے، جس نے اس کے لیے جدوجہد کی ہے، جس نے اس کے لیے جان ماری ہے، جس نے جتنی کوشش کی ہے، اللہ نے ضرور سنی ہے خواہ نیوٹن نے کیا ہے، خواہ فلیمنگ نے کیا ہے، خواہ اس کو ہاکن نے کیا ہے۔ مگر پھر ان لوگوں کی آفتِ ذہن کا یہ عالم ہے کہ جب وہ بلند ترین مناصب عقل پہ پہنچتے تو ضرور کوئی نہ کوئی احمقانہ بات کر جاتے۔ یہ وہ پردہ ہے جو خدا نے اپنی شناخت میں اور اعلیٰ ترین علمی فضیلتوں کے درمیان رکھا ہے۔ خالی علم مقصودِ علم نہیں ہے۔ علم مقصودِ علم نہیں ہے۔ علم کا ایک مقصد ضرور ہے If you study all the knowledge in the world how would it give you secure from hypertension, from nostalgic feelings. آپ کی جو جلاوطنی ہے خدا و زمین سے اس کے نتیجے میں ہائپرٹینشن، سائیکوسز Hundred types of complications created today. ان سے کون آپ کو نجات دے گا۔ کیا خدا کے قریب جانے کا مطلب آپ کا پریشان ہونا ہے؟ میں تمام رستوں سے ہٹ کر تمام شاہراہوں سے گزر کر زندگی کی بہترین اوقات کا گزار کر مزید پریشانیوں کو ریول کر رہا ہوتا ہوں۔ میں الزائمر کا شکار ہو جاتا ہوں۔ دولت جمع کرتا ہوں ہارٹ اٹیک سے مر جاتا ہوں۔ ایک مصرعے میں اقبال کہتا ہے:

کیا عشق پائیدار سے ناپائیدار کا

یہ کیا محبت ہے؟ میں اللہ سے کیا چاہتا ہوں؟ کون ہے یہ جو مجھے میری زندگی کی ہر لمحے میں ڈکٹیشن دے رہا ہے؟ کون ہے؟ میں کیوں مانوں ایسی ڈکٹیشن کو؟ مجھے کیا ضرورت ہے کمٹ کرنے کی کہ اپہلے آئے گا، I believe in God۔believe in God Then I will believe in religion. اگر کسی کو خدا کا علم نہیں ہے If I am not interested in God, why should I be interested in religion? یہ تو کوئی تُک ہی نہیں بنتی۔ ریلیجن تمام کا تمام پراسس پہ مشتمل ہے۔ ریلیجن آپ کی نیت کے تابع کچھ اعمال ہیں۔ شرع کا کیا مطلب ہے؟ What is Shar'a? What is the following of the Prophet? What is this system called?۔ شرع کا literary مطلب کہ کم سے کم وہ سامان جسے لے کر آپ منزل تک پہنچ سکو۔ یہ منزل نہیں

ہے۔ یہ منزل بالکل نہیں ہے۔ شرع وہ رستہ ہے وہ طریقہ کار ہے جس پر چل کر بہت بڑا معاشرہ قائم ہو جاتا ہے، پھر اس معاشرے میں طلب کے لحاظ سے کچھ لوگ آگے بڑھتے ہیں۔ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ کس نے یہ سسٹم دیا ہے؟ یہ norms کس نے دی ہیں؟ روزے کس کے لیے رکھیں؟ خیالات کیوں قائم کریں؟ ہم کیوں ڈریں کسی سے؟ کیا تمام ریلیجن fear psychology پہ ہے؟ guilt psychology پہ ہے؟ کیا ہم نے جب بھی اپنے باطن میں کسی چیز سے مایوس ہوتا ہو ہم اللہ کو as a shield استعمال کر رہے ہیں؟ Do we really believe in God ? We don't, frankly telling you, we don't. اس لیے کہ ہمیں اس وقت سے جب سے ہمارا ذہن سوچنا شروع کرتا ہے، ہمیں اپنی sense of accountability کو ریفر کرنا پڑتا ہے۔ گورنمنٹ کو ریفر کریں گے؟ والدین کو ریفر کریں گے؟ دوست احباب کو ریفر کریں گے؟ And a lot many laws we are not acting as God telling us to act, in a lot many ways we are not acting as such. What do we do with God? According to my wishful thinking I always deny all such orders. کتنے بزرگ ہوں گے ماشاءاللہ تعالیٰ، شرع محمدی سے چہرے چمک رہے ہوں گے، نمازیں پوری ہوں گی، روزے پورے ہوں گے۔ وصیت لکھتے ہیں؟ کیا وہ بیٹیوں کے لیے وصیت لکھتے ہیں؟ کیا ماں باپ پہچانتے ہیں اس عمل کو کہ خداوند کریم کے کسی بھی قانون کی خلاف ورزی نسلوں کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے؟ کیا ایسے ماں باپ ہیں جو مرنے سے پہلے یا مرتے وقت یہ کہیں لوگوں سے کہ مجھے کوئی پتہ نہیں میں زندہ رہوں نہ رہوں؟ کیا یہ واضح نہیں ہے کہ میں اپنے بچوں میں فرق نہ کروں؟ میں قانونِ محمد ﷺ اور قانونِ خدا کے تحت اپنے بچوں کے لیے وصیتیں چھوڑ جاؤں؟ Mostly people come to say, our brother is very good, very kind, so we have written our part of Wasiyat. Is it valid? یعنی بغیر کسی چیز کے حصول کے آپ خیرات کر رہے ہیں۔ آپ قانون پامال نہیں کر رہے؟ کیا ہمارے لالچ ہماری حرص، ہماری صداقتیں، اپنی ذات سے باہر کوئی وجود نہیں رکھتیں؟ religion اس لیے ضروری نہیں ہے۔ کم از کم ایک صداقت پہ سب کو یقین ہوتا

چاہیے کہ میں religious ہونا بھی چاہتا ہوں کہ نہیں؟ میں مسلمان ہونا بھی چاہتا ہوں کہ نہیں؟ میں کرسچن ہونا بھی چاہتا ہوں کہ نہیں؟ دیکھو مذہب اور سائنس میں ایک فرق ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے جو میں آج آپ کو بتا رہا ہوں۔ سائنس میں کسی سائنسدان نے پچھلے کسی سائنسدان کو بھی کوئی گالی نہیں دی۔ طولیمی غلط تھا، کوپرنیکس غلط تھا۔ آنے والے Most of the scientists were wrong about the interpretation of skies and earth but nobody abused them, nobody discarded them. Nobody said they were not amongst us. Nobody said they were useless people. Every coming scientist respected the past. They continued this thread of thought which was present in the world. Though Ptolemy was wrong, still he was considered to be the father of cosmology. He started thinking about and he was appreciated later. He is the first man. جس نے اس کائنات کی استدلال بنائی۔ اس کو appreciate کیا گیا کہ یہ وہ شخص تھا جس نے کائنات پہ غور و فکر شروع کیا۔ کاپرنیکس ہاف رائٹ ہاف رانگ تھا. But he was not discarded آج تک بہت سارے سائنس کے سائیکالوجی کے اصول غلط بھی نکلے ہیں۔ آپ دیکھو نیوٹن کی ایک قسم کی کشش ثقل کی تھیوری کے بعد There is another theory of gravity was coming. Einstein was considered to be right but later on. اس کے تھیوریز بھی چیلنج ہو گئے اور تشکیل relativity آنی شروع ہو گئی۔ uncertanity کی تھیوریز آنی شروع ہو گئیں۔ Everyday there is a change in the understanding of man and we are advancing to know perfect idea. ہمارے لیے یہ ممکن نہیں ہو سکے گا کہ ہم مکمل علم اِستحقاق حاصل کریں۔ کیوں نہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں؟ وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس "T.O.E." نہیں ہے۔ There is a theory of everything. Everybody is crazy about

TOE. ایسی تھیوری مل جائے جس سے کائنات کی ہر چیز explain ہو جائے۔ ماں کی اور بچے کی چیزیں explain ہو جائیں۔ میرے سفر کی روایات explain ہو جائیں، میرے رزق و روزگار کی explain facility ہو جائے۔ میں اس کائنات میں ایک تھیوری سے سب کچھ explain کرنا چاہتا ہوں۔ There is none, except for God almighty Allah. اس سے پوچھ What is universe? وہ کہے گا I made it. اس سے پوچھو What is sun and moon? وہ کہتا ہے I made it. اس سے پوچھو انسان کیا ہے؟ وہ کہتا ہے I know it, I created it۔ یعنی All theories revert back to one major answer. اور وہ اللہ کی ذات ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کتنی عجیب سی بات خدا کہتا ہے I am the creator. میں نے زمین و آسمان چاند ہر چیز بنائی۔ Who else claims? اب اصولی طور پر ایک ہی ہے جو claim کر رہا ہے۔ اصول بھی یہی ہے کہ He is only one who claims, I created universe, I created this, I created resources, I created humans. He is the only claimant. Is there any other claimer? Though there are many people who claim to be God but did they claim it? کہ کائنات انہوں نے بنائی؟ کیا انہوں نے claim کیا کہ زمین و آسمان میں نے بنائے۔ " ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ " {البقرہ:29} میں ہی بلند ہوا آسمانوں کو۔ میں نے ہی درست کیے سورج چاند ستارے تمہاری زندگی کے لیے۔ کسی اور نے بھی کلیم کیا ہے؟ بھئی جب تک کوئی کلیم نہیں ہے تو پھر جب تک آپ اسے جھوٹا ثابت نہیں کر لیتے وہ سچا ہے۔ یا کوئی اور claimant لے آؤ۔ let's expect somebody rise سائنس کہتی ہے خدا نے نہیں بنایا، پھر کس نے بنایا ہے؟ دیکھو یہ خدا کی جائیداد نہیں ہے تو پھر بتاؤ کس کی ہے؟ جب جائیداد ہی اس کی ہے، جنت اس کے ہیں، سرکار اس کی ہے، تخلیقات اس کی ہیں، تم اس کے ہو، میں اس کا ہوں تو کم از کم جب تک کوئی اور claimant نہیں نکلتا آپ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے آپ خدائے واحد کے ہو۔ اللہ میاں بڑے مزے کی باتیں کرتا ہے، زبردست۔ ایک دفعہ کہتے ہیں تو

اک لحظہ احتساب

سنو، دس دس چیلنجز نکل آئے۔ اللہ کہتا ہے دیکھو ان نالائقوں کو بھئی آج تک کوئی مملکت دیکھی ہے جس میں دو بادشاہ exist کر رہے ہوں؟ نظام میں تھوڑی سی مداخلت ہو جائے' آج تک کبھی بھی کوئی ایسا incident آیا ہے جہاں دو خدا ہوں یا چار ہوں یا دس ہوں۔ عمرو بن لُحی نے کہا اللہ میاں آپ ہو تو آپ۔ ہم نے یہ جو دو بتوں کی مورتیاں ساتھ رکھی ہیں' یہ آپ کو assist کرنے کے لیے ہیں۔ دیکھو میں تو تھکتا ہی نہیں ہوں۔ میں تو سوتا ہی نہیں ہوں۔ "اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ" {البقرہ:255} نہ مجھے کسی سفارش کی ضرورت ہے، نہ مجھے کسی مدد کی ضرورت ہے، نہ میری آنکھ لگتی ہے، نہ میں حفاظت سے تھکتا ہوں، تم کون سے مجھے اسسٹنٹ دے رہے ہو۔ اور اوپر سے کہتے ہیں لو دو بیٹیاں۔ اللہ کہتا ہے کہ یہ سسٹم میں نے تمہارے لیے بنایا ہے؟ تمہیں عقل نہیں آتی کہ میں نے زمین پہ بھی یہ سسٹم نہیں رکھا ہوا۔ کیا پھول بھی اسی طرح جنم لیتے ہیں جیسے انسان لیتے ہیں یا جانور لیتے ہیں؟ کہاں کی ہوا مشرق و مغرب سے اڑی چند ذرے سٹیمن کے ساتھ لے کے اتری۔ وہ ذرہ مشرق سے نکلی، پسٹن ہیں، سٹیمن ہیں۔ کہاں ذورے سے یہ تعلق آتا ہے۔ خدا کتنے کتنے ذورے رشتے بھیجتا ہے، مشرق سے رشتے اٹھا کے مغرب میں، مغرب سے اٹھا کے اُدھر، اب imagine کرو، غور کرو کتنا funny سا لگتا ہے کہ ہم اللہ کو بیٹیاں دے دیں۔ اب آپ لیبارٹری میں دونوں جینز دے آنا' نو مہینے بعد تمیں پاؤنڈ کا بچہ لے آنا ہے۔ اس پہ لکھا ہوا گا These are the parents یہ جین تھا' یہ نمبر تھا اور اپنا بچہ لے کے گھر واپس آ جاؤ۔ آپ خود ہی سسٹم کو توڑ دو گے۔

گفتند جہان ما آیا بہ تو می سازد

مجھ سے پوچھا گیا اللہ نے بڑے راز سے پوچھا!

گفتند جہان ما آیا بہ تو می سازد

اے میرے بندے میرا جہان تجھے ٹھیک لگتا ہے؟

گفتم کہ نمی سازد

میں بولا نہیں نہیں، آپ کے جہان میں مجھے کوئی لذت نہیں آ رہی۔

گفتند کہ برہم زن

اچھا یار برباد کر، اپنا بنا لے۔

کئی مرتبہ دنیا برباد ہوئی کئی مرتبہ دنیا نئی بسی۔ انسان کے اس سارے attitude میں ایک ایٹی ٹیوڈ سلامت تھا وہ آپ سے ڈسکس کرتا ہے۔ ابھی بالغ نہیں ہوا انسان، ابھی آگے نہیں بڑھا۔ عمر نہیں بڑھی روٹی کی فکر نہیں گئی۔ زمین کاشت کرنے کا پتہ نہیں۔ اللہ نے قسم کھائی کہ ان دنوں کو یاد کرو جب تمہیں کسی چیز کا علم نہیں تھا مچھلیاں پکڑنے کا علم نہیں تھا۔ مچھلی منہ چڑا جاتی تو آدم بیٹھے سوچتے کہ پکڑیں کیسے؟ نہ کنڈی تھی کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر اس نے کہا: "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ[1] وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ[2] وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ[3]" اسے یاد تو کرو جب کچھ بھی نہیں تھا تمہارے پاس تو ان درختوں سے تمہیں زندگی دی۔ پہلے رکھی تھی تب تم زندہ رہے۔ اس نے کہا دو دن لگائے میں نے زمین بنانے میں اور دو دن لگائے اس میں اسباب ضرورت انسان رکھنے میں۔ یہ ہو گئے چار دن۔ بلند ہوئے آسمانوں کو ہم نے سِتَّةِ اَيَّامٍ میں آپ کی کائنات کی کانسٹیلیشن پوری کر دی۔ بڑے مزے کی بات ہے ہم دو دن سے گھبرا گئے۔ ہمارا خیال ہے جتنا بڑا ہمارا دن ہے اتنا ہی بڑا اس کا بھی دن ہے۔ آخر تھوڑا سا بڑا تو ہے ناں وہ۔ اس کا دن بھی بڑا ہونا چاہیے۔ اب دیکھو اس کا دن کتنا بڑا ہے؟ نقشے پہ پوری پوری تو نہیں ہوتی ساری چیزیں اس پہ لکھا ہوتا ہے ایک Sub is equal to 1000 miles. اب جب اللہ نے زمین کا دن بنایا اس کی معینہ مدت جو ہے ایک دن برابر ایک سال۔ چار ارب کچھ عرصے میں آپ کی دنیا کی تکمیل ہوئی۔ چھ ارب کچھ عرصے میں آپ کی کانسٹیلیشن بنی۔ یہ ہوئے چھ دن اب اس دنیا میں جو کچھ بھی اس نے آپ کے لیے لکھا رکھا ساری زندگی کو ترتیب دینے میں اس نے جو چیز آپ کو اس صدی میں ملنی تھی وہ اس نے پہلے دن ہی رکھ دی تھی۔ قرآن کہتا ہے: "اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ" {الزمر: 23} خدا کہتا ہے میں نے نازل کیا۔ پہلے بھی کسی کو پتہ تھا وگ آسمانوں سے اترتے ہیں۔ قرآن اس طرح نہیں پڑھا جا سکتا۔ قرآن آپ درمیان سے پڑھتے ہو۔ آپ کو پیچھے کا پتہ ہی نہیں ہے۔ پیچھے بھی پندرہ سو برس گزرے ہیں۔ پندرہ سو برس جو پیچھے گزرے ہیں ان میں آپ کو religion کا پتہ کیا تھا۔ آخر وہ علم ساتھ لے کے آپ کیوں نہیں آتے؟ تب آپ کو پتا ہو کتنی نرالی باتیں کتنی عجیب باتیں واشگاف باتیں آپ کو اللہ نے بتائیں۔ مگر وہ فرق پہلے میں آپ کو بتا دوں مذہب کو کسی نے own ہی نہیں کیا۔ یہودی آئے ان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا We are the choosen seed. اللہ نے ان کو choosen seed قرار دیا۔ ہمیں کوئی jealousy نہیں۔ اگر اللہ

آج بھی تمہیں پُن نے ہمیں کیا پرابلم ہے؟ ہم بندگی والے ہیں عزتیں طلب کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر تمہیں اُس نے بزرگ و برتر کردیا تو ہمیں کیا پرابلم ہے جاؤ اللہ سے عزت پاؤ مگر دیکھو عجیب وغریب بات ہے کہ ان کا Prophet PBUH ہی کہہ رہا ہے " قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ "{البقرة:67}اتنی حجت کرنے والے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ انا نیت کا اظہار، ان کے پیغمبر نے کہا یا اللہ میں ان سے تنگ ہوں۔ بڑی حجت انہوں نے مذہب کے ساتھ کردی۔ انہوں نے کہا ہم choosen seed ہیں۔ علم ہم پہ ختم ہوگیا۔ ایمان ہم پہ ختم ہوگیا۔ خدا ہم پہ ختم ہوگیا۔ There is no other Prophet: ہوگا تو ہم میں سے ہو گا۔ اب کوئی مذہب نہیں ہے۔ کرسچن آئے Early christians were also Jews. کچھ نے اسلام قبول کیا، کچھ نے جناب عیسیٰ کو قبول کیا، کچھ نے totally deny کر دیا۔ بدقسمتی سے وہاں بھی hierarchy شروع ہوگئی۔ پھر آگے بڑھے سائنس کے برعکس جس نے اپنے ہر آنے والے کو own کیا عزت دی۔ مذہب کا وہ تواتر ٹوٹ گیا۔ سارے مذاہب صحیح تھے مگر انہوں نے اپنے سوائے مزید علم کی گنجائش کو بند کردیا۔ جیسے کوئی پرائمری سکول کہے اب آپ میٹرک میں نہیں جاسکتے۔ بس علم ہمارے ہاں ختم ہوگیا ہے۔ اور میٹرک والا کہے There is no more knowledge in the universe, you just stop here. جہاں پر اس قسم کا اپنی ٹیوڈ ہوگا تو آپ کی پی ایچ ڈی منسوخ ہوجائے گی۔ قرآن ایسی علمیت تھی کہ ایک ہی کتاب جزوی طور پہ پڑھائی گئی پھر کلی طور پر۔ جزوی طور پہ آدمؑ کو ملی، نوحؑ کو ملی، شیثؑ کو ملی، ابراہیمؑ کو ملی۔ سب کو جزوی طور پر ملی۔ 10 commandmants اگر حضرت موسیٰ کے پاس تھے تو 10 commandments قرآن نے دہرائے کہ یہ پہلے ہم نے موسیٰ کو دیے تھے اب تُو بھی ہم ان کو یہاں بیان کر رہے ہیں۔ وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ "{البقرہ:83} یہ وہی قانون چلے آرہے ہیں۔ آپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں Why are your people so negligent of my orders? Why are they trying to create false of my laws. Why are they selling my orders for money and power. حضرت عیسیٰ نے کہا اے

میرے اللہ جب تک میں ان میں زندہ تھا I was living in them, I looked after them, I watched them and I was very careful that it should not led astray but now I am gone now it's up to you. میری زندگانی نہیں رہی۔ جب تک میں ان میں موجود تھا I was respobsible but now I am not in them how can I be responsbile for that they did? حضرت عیسیٰ کے ساتھ سارے اکٹھے ہوئے، پھر دعا مانگی: "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيْدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ "{المائدہ:114} دعا یہ مانگی کہ اے اللہ آسمان سے Send us some food from the skies so that we know we need you, we are hungry and starving. پھر خدا نے کہا I will do this but I will do this for the last time, even then you deny me. I will spare you. All miracles create last of the limits. If you demand miracles you must be aware to maintain your faith then. آپ کی طبیعت ایسی ہے۔ آپ جتوں والے ہو۔ miracles پہ دین کی بنیاد نہیں ہے۔ Religion is not based on miracles. Even people have seen magnificent miracles of Christ, then they disbelieve in him and all of them disbelief in him. Even people saw nine miracles. Then God said I will send prophet to teach them. اب میں miracles دکھانے والا پیغمبر نہیں بھیجوں گا۔ اب میں علم والا بھیجوں گا۔ اب میں تشکیک کے بانیوں کے خلاف جو مجھ پہ شبہ کرتے ہیں اب میں اس کے خلاف عقلیت کا پیغمبر بھیجوں گا۔ میں نے اپنی سب سے قیمتی چیز جو انسان کو دی ہے وہ آرٹیفیشل انٹیلی جنس ہے۔ We are robots of other kind آپ اپنے آپ کو شیشے میں دیکھ لو کہ خدا نے کیا بنا دیا ہے۔ اب اس روبوٹ کو دیکھو جو آپ نے بنایا ہے پھر اپنے آپ کو دیکھو What a special creation" إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ" {الاحـــــزاب :72} میں نے انسان کو بنایا اور کیا اچھا دیکھ مجھے میں نے بہت اچھا بنایا ہے۔ بڑے خوبصورت طریقے سے بنایا ہے۔ میں نے خصوصی ہاتھوں سے بنایا۔ بڑے پیار سے بنایا۔ اب میں تجھے وہ فضیلت دے رہا ہوں جو زمین و آسمان میں کسی کے پاس نہیں ہے۔ 1.3million creation on earth اور انسان سب کا مالک سب پہ فضیلت رکھنے والا۔ ہم کہتے ہیں best of the best, but we are best in averages اوپر سے جرائیل آ رہا ہے، شیطان آ رہا ہے، اسرافیل آ رہا ہے۔ اب میں تو نہیں کلیم کر سکتا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ میرے آقا کلیم کر سکتے ہیں۔ میں نہیں کر سکتا۔ یہ میچ مین ٹو مین ہے، کمیونٹی ورسز کمیونٹی نہیں ہے۔ But he was told کہ تمہارا باپ میچ جیت گیا تھا۔ تمہارا دادا یہ میچ جیت گیا تھا۔ حضرت آدمؑ یہ میچ جیت گئے تھے۔ خدا کو آدمؑ کی صلاحیتوں کا علم تھا He knows what he can do on earth یہ جتنی دنیا و کائنات ہے let's look at the point we stand، اتنا بڑا جو ہمیں دفرنس نظر آتا ہے ایک سنگل سیل سے پراگریس کرتا ہوا ہیومن اب اتنی بڑی قدر و منزلت کے مقام تک آ پہنچا ہے We know what we have done, we know what we can do, we know what we are capable of, اس لیے ہم اس بارے میں خدا کے کلیم کو پھر بھی ریجیکٹ نہیں کر سکتے۔ خدا نے جو دعویٰ ہم پہ کیا تھا بڑا سچا اور بڑا صاف و معقول سا اور ہمیشہ کے لیے تھا: "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" You know I want to create a Viceroy on earth لیکن ملائکہ نے کہا اللہ میاں look at people down there ان کو تو خلیفہ کرے گا، ایسا بدتمیز و جاہل انسان نیچے بس رہا تھا۔ ایسا دنگہ و فساد کا شوقین انسان نیچے بس رہا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ ملائکہ نے کن کو دیکھا تھا اگر ہم نہیں تھے زمین پر تو ملائکہ نے کس کو دیکھ کر کہا تھا "قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" ہم نے آسمان پر جائے نماز بچھا رکھے ہیں۔ ہم چپے چپے پہ تیری عبادت کر رہے ہیں، ہم تو ٹھیک ہیں، اس کے باوجود تو ان کو خلافت دے رہا ہے۔ نیچے دیکھو تو سہی اللہ میاں۔ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ" {البقرہ:30} ٹھیک

ہے تم نے ان کی possibilites تو نہیں ناں دیکھیں۔ تم ان کی ساخت پہ اعتراض کر رہے ہو۔ تم ان کی ابتدائے حیات پہ اعتراض کر رہے ہو۔ تم نے ابھی ان کے پورے امکانات نہیں دیکھے۔ اللہ میاں کی ایک بہترین عادت ہے علم کو بے انتہا پسند کرتے ہیں۔ آپ بھی عالم ہے اکیلا ہی ہے۔ اس کو دیا' مجھے بھی دیا۔ سارا علم اس نے دیا مگر علم کے لیے کوئی انسٹرومنٹ بھی چاہیے تھا۔ کوئی receptor بھی چاہیے تھا۔ اس کو ہم عقل کہتے ہیں۔ عقل receive کرتی ہے اور علم حاصل ہوتا ہے۔ علم ایک ذات سے ایشو ہوتا ہے اور پھر according to the matches; different fields میں چلتا رہتا ہے۔ خدا نے کہا ٹھیک ہے اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ تم میری عطاو بخشش کے علاوہ بھی کچھ علم رکھتے ہو، اگر تم انسان کے مستقبل میں دور تک دیکھ سکتے ہو تو ٹیسٹ کر لیتے ہیں۔ میں تمہیں غلط نہیں کہوں گا کیونکہ وہ ہو بہو بالکل نیچے وہی حرکتیں کر رہا تھا۔ وہ حرکتیں تھیں بھی ویسی ہی جیسے ملائکہ کہہ رہے تھے۔ قتل و غارت کر رہا تھا۔ بیس بیس لوگ ایک بڑی چھپکلی کو مار کے کھا رہے تھے۔ کافی دکھ ہوتا ہے ان کے متعلق چھپکلی فلمیں دیکھ کے ابھی بھی ہوتا ہے چاہے نا نہیں ہوتا ہے۔ سب کچھ کھا جاتے ہیں۔ پھر اللہ میاں نے کہا دیکھو یار بات سنو تم ٹھیک کہتے ہو مگر اس میں کچھ اور بھی صفات ہیں "وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ "{البقرہ:31} یہ تختی ہے چند لفظ ہیں تم بھی لے جاؤ تم بھی لے جاؤ۔ کتنے چاہئیں دس ہزار سال بیس ہزار سال، تم بھی لے جاؤ۔ ہمارے ہاں دس بیس ہزار سال (بہت بڑی مدت ہے) اُدھر ایک پل دو پل کی بات ہوگی۔ امتحان ہو رہا ہوگا۔ کمرۂ امتحان میں چلو آدم آپ بھی لے جاؤ' اور فرشتے بھی۔ یہ ستر ہزار سال کا وقفہ ہے جب انسان میں گفتگو کا تعین نہیں تھا۔ ایسا لگتا ہے جب انسان میں گفتگو کا تعین نہیں تھا اس وقت ایک بڑا ایسا سا انسان تھا۔ بڑی مشقتوں سے نکل کے نارمل constitution پا رہا تھا۔ بیس ہزار سال کے بعد اللہ نے پوچھا اے ملائکہ تمہارا رزلٹ کیا ہے؟"قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ "{البقرہ:32} اے اللہ ہم تو عاجز ہیں بس تو پاک ہے: "قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ " {البقرہ:32} ہمیں تو کوئی علم نہیں ہے جب تک تو علم نہ دے ہمیں علم حاصل ہی نہیں

We don't have any bit of knowledge unless you feed۔ تم

us کریم تو ہے حکیم تو ہے۔ کبھی آپ کمپیوٹر سے سوال پوچھو تو کیا جواب دے گا آپ کو؟ کمپیوٹر جواب دے گا'' جناب من جو آپ نے فیڈ کیا ہوا ہے وہ میں آپ کو نکال دیتا ہوں۔ اگر آپ یہ چاہو گے کہ میں آپ کو بڑے بڑے مسئلوں سے آگاہی دوں' اگر آپ نے اس جنگ کا اُس جنگ کا پوچھنا ہے، آپ نے فیڈ ہی نہیں کیا میں جواب کہاں سے نکالوں؟ تو ملائکہ کا ایک اصول سمجھ آتا ہے کہ ایسی کمپیوٹرائزڈ مخلوق تھی Which were being feed by a certain data. اس کے علاوہ ان کو کچھ علم نہیں تھا۔ اچھا چلو اپنی limits کا اعتراف بہت بڑی بات ہے۔ ہم اب بھی ملائکہ سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ نے کہا آدم میاں ذرا آنا: "قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ" {البقرہ: 33} آپ نے کیا کیا ان سارے اسماء کے ساتھ؟ بس جی شروع ہو گئے۔ آدمی میں گفتگو تو آئے گی ناں۔ social animal ہے۔ گفتگو میں بہت زیادہ مہارت رکھتا ہے: "فَلَمَّا أَنبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ" البقرہ: 33} شروع ہو گئے کہ اللہ میاں میں نے اتنے سارے نام رکھ دیے ہیں۔ جب بچے نام لینا شروع کرتے ہیں'' اماں'' کہتے ہیں تو مائیں خوشی سے اچھلنا شروع کر دیتی ہیں کہ آج اماں ہو گئی ہیں۔ اب شروع ہو گئے ایک چیز دو چیز۔ خدا ہے بڑے مزے کی ہستی۔ اتنی خوبصورت ذات ہے' اتنا اچھا ہے' کوئی غصہ نہیں کیا فرشتوں پہ۔ "قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ" {البقرہ: 33} بڑی خوشی ہوئی، آخر کسی نے ان کا کلیم درست کر دیا، میں نے پہلے نہیں کہا تھا: "قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّىٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ" میں ہوں زمین و آسمان کی ہر چھپی ڈھکی بات کا جاننے والا۔ میں ہوں تمہاری اوقاتِ زندگی جاننے والا۔ میں ہوں تمہارے اندر کے اہم خفیہ راز سے ہمسائیگی رکھنے والا۔ میں ہوں تمہاری شناخت کے ایک ایک پردے کو اتارنے والا۔ اور میں ہوں۔ "اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا" تمہاری تمام جملہ خامیوں اور ناکامیوں کی پردہ داری کرنے والا اور میں ہوں تمہیں امن و آشتی وسکون سے شناسائی بخشنے والا: "أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ" کون ہے جو مضطرب کی دعا سنتا ہے اضطراب میں۔ "وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ" کون ہے جو برائی کی گرہیں کھولتا ہے۔ "وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ" کون ہے جو تمہیں زمین میں عزتیں بخشتا ہے؟ تمہیں خلافتِ عرضی کا استحقاق بخشا

ہے؟ کون ہے؟" اَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ" میں ہی تو ہوں۔ very sad تم مجھے یاد ہی نہیں کرتے۔ میں ہی تو ہوں" قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ " (النمل:62) مگر تم مجھے یاد ہی نہیں کرتے۔ اگر religion کے پیچھے اللہ ہے تو مجھے ہر صورت چاہیے۔ آپ وجہ پوچھو۔ مجھے دنیا میں جتنے دانا بینا فلاسفر ملے ہیں انہوں نے مجھے بڑی بُری خبریں دی ہیں۔ اب سنو! انہوں نے کہا: ہی کائنات نے ultimately ہونا ہی ختم ہے۔ کہتے ہیں simple rule , there are burning stars, there are cold stars and now this cold star is taking place of burning star ظاہر ہے کہ کائنات کے جلنے والے ستاروں سے سورجوں سے ٹھنڈے ستارے روشنی دیں گے گرمائش دیں گے مگر ان ستاروں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ واپس مڑ سکیں۔ سو جلتے ہوئے ستارے بھی ختم ہو جائیں گے۔ دس ارب سال میں سورج تاریک ہو جائے گا۔ اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ { التکویر : 1-2 } سورج ٹھنڈا ہو جائے گا، ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ اتنی ٹھنڈک کہ آپ کے وجود کا تشخص بھی صرف ریت کے تودے کی طرح رہ جائے گا۔ مکمل تاریکی۔ اللہ کے سوا کوئی زندگی موجود نہیں ہو گی۔ میں تھوڑے عرصے کے لیے آیا تو میں نے اتنی آگہی پائی ہے کہ مجھے موت آ جائے۔ سارا علم ڈھونڈ لیا' یہ دیکھ لیا۔ اب میں کہتا ہوں یہ کیا رپھڑ پڑ گیا ہے بیچ میں۔ میں نے زیرِ زمین جانا ہے۔ کیا فضول زندگانی ہے۔ اگر میں مذہب والا نہیں ہوں تو game is over، خاک دھواں راکھ کیچڑ بربادی۔ پھر میں کبھی کبھی گزرتا ہوا بارشوں کے بعد کالے کیچڑ کو دیکھتا ہوں، اس میں بلبلاتے ہوئے کیڑے کا تصور کرتا ہوں۔ میں یہاں سے آیا میں نے یہیں پہ واپس جانا ہے۔ جیسے کہتے ہیں ہر ڈرامے کا انجام ایک خوفناک تباہی ہے a tragic end گریکس کو بڑی مہارت تھی ٹریجڈی میں۔ وہ کہتے تھے کامیڈی سے ٹریجڈی بہتر ہے۔ کیونکہ ہر چیز کا انجام ہی ٹریجڈی ہے۔ So the ultimate end to the scientists, to the thinkers, to the poeple is all finish. مگر اللہ کہتا ہے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تمہیں ماروں گا بھلا۔ میں نے بڑے پیار سے تجھے بنایا ہے۔ ابھی تو میں نے تجھے جنت کی خلافت بخشی ہے۔ ہمارے تصوراتِ جنت کتنے محدود ہیں۔

نظریۂ موت وحیات

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

(الاسراء:80)

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الصّٰفّٰت:83-180)

حضراتِ گرامی! جو موضوع ہے نظریۂ موت وحیات اس کے بارے میں آپ نے بہت طرح سے سوچا ہوگا سُنا ہوگا۔ انسان جو پہلا سانس لیتا ہے، سب سے پہلی reality جو اس پہ منکشف ہوتی ہے جو پہلا احساس اور جس کو صبح وشام ہم سنتے ہیں کہ We have come to die. یعنی اگر زندگی کا کوئی اور مقصد متعین نہ ہو تو ایک مقصد ضرور ہوتا ہے کہ we have come to die. ہم مرنے کے لیے آئے ہیں۔ یہ وہ حقیقتِ مطلقہ ہے جس سے چند ایک کے سوا۔۔۔ اللہ کی طرف سے ایسے لوگ ہیں جن کو حیاتِ ابدی ملی ہو۔۔۔ ان چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ We will stay on this earth۔ آپ نے transformer سنے ہوں گے جو اپنی ہیئت چینج کر لیتے ہیں۔ ملائکہ ٹرانسفارمر تھے، جن کو تصرف فی الوجود حاصل ہے اور جو

اپنے وجود کو کسی بھی شکل میں ڈھال لیتے ہیں۔ جنات بھی تصرف فی الوجود کے مالک ہیں۔ gaseous volume سے پیدا ہونے والی یہ مخلوق جب چاہے اپنے آپ کو transform کر لیتی ہے۔ بدقسمتی سے انسان ٹرانفسارمر نہیں ہے۔ آسمان کی حدود سے جب جنت سے نکالا گیا۔ اس کو بغیر کسی سزا کے۔ جب اللہ نے زمین پہ اتارا تو کلماتِ توبہ بھی اس کو نہیں آتے تھے۔ تب اس سادہ سی روح کو اس ملائک ایسے معصوم وجود کو وہ لفظ بھی نہیں آتے تھے کہ جو اس نے خدا کے حضور معافی کے لیے ادا کرنے تھے تو قرآن کہتا ہے: "فَتَلَقَّى آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" {البقرہ: 37} ہم نے اس پہ توبہ کے کلمات القاء کیے۔ ہم نے بتایا کہ تُو اپنے تاسف کو افسوس کو کس طرح راہ دے گا۔ اس کا دل تھا، اس کا اخلاص تھا، خدا کے حضور شرمسار تھا، شرمندہ تھا۔ تو ہم نے اس کے دل پہ القاء کیے توبہ کے کلمات کہ دیکھو اس طرح معافی مانگ لو۔ ہمیں تمہارے احساس کا پتہ ہے۔ ہمیں تمہارے جذبۂ اخلاص کا علم ہے۔ زیادہ رنج نہ کرو اور اگر اس طرح معافی مانگ لو گے تو: "إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" {توبہ: 118} ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔ جب زمین پہ اترنے کا مسئلہ آیا تو سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ جا کے ٹھہرے گا کہاں؟ جیسے میں نے آپ سے عرض کی ملائکہ وجود پہ تصرف رکھتے تھے، جس شکل میں چاہتے آ جاتے۔ جنات تصرف رکھتے تھے۔ مگر انسان واحد مخلوق تھی جس نے زمین پہ مستقل رہنا تھا۔ گھر بنانے تھے، اولاد پیدا کرنی تھی، یہ سب اس کی زندگی میں شامل تھے۔ پھر اس کے لیے زمین سے ایک وجود تخلیق کیا گیا۔ اور قرآن کہتا ہے "وَأَنبَتْنَا فِي الْأَرْضِ" ہم نے باقی چیزوں کی طرح اس کے وجود کو زمین سے اُگایا۔ یہ انسان زمین پر ایک ارب سال سے وجود رکھتا تھا۔ ایک ارب سال جینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مراحل زندگی و بدن سے گزرا۔ کبھی یہ وہ شے تھا کہ ایک ذرے کی طرح کائی سے لپٹا پڑا تھا، کسی تالاب کے گندے کیچڑ میں ایک کائی کے ساتھ' جس کو آپ الجائی کہتے ہیں' اس میں یہ موجود تھا اور سنگل سیل کی شکل میں تھا۔ قرآن نے کہا: "هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا" {سورۃ الدھر: 01} "دہر" زمانے کے بڑے لمبے عرصے کو کہتے ہیں کہ برس ہا برس، صدیاں گزریں تم ایک انتہائی نامقبول مخلوق کی طرح، ایک ذرۂ تخلیق کی طرح تم کسی چیز سے "چمڑے" پڑے تھے۔ اس کے علاوہ تمہاری کوئی زندگی نہیں تھی۔ سنگل سیل۔ پھر فرمایا: "إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ

اَمْشَاج "پھر ہم نے تمہارے نطفے کو مخلوط کیا، male اور female پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ ابھی بھی کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھے: "نَّبْتَلِیْهِ" اب چاہا کہ اس مخلوق کو آگے بڑھاؤں: "فَجَعَلْنَاهُ سَمِیْعاً بَصِیْرًا" {الدھر:02} ہم نے سماعت عطا کی بصارت عطا کی۔ اب کیا اس قابل تھا؟ No۔ ابھی بھی اس قابل نہیں تھا پھر خدا نے کہا "اِنَّا هَدَیْنَاهُ السَّبِیْلَ" اب تمہیں عقل دی، شعور دیا، رستے دیے ہدایت دکھائی مگر سوال کیا تھا؟ کیوں دکھائی؟ "اِمَّا شَاکِرًا وَاِمَّا کَفُوْرًا" {الدھر:03} چاہو تو ہمیں مانو، چاہو تو ہمارا انکار کر دو۔ یہ تو تھی انسان کی ابتدا۔ اور کیا چیز تھی جو اتحاد مابین قائم ہوا اور انسان آدم کہلایا؟ حدیثِ رسول ﷺ ہے کہ زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے ارواحِ انسان تخلیق ہوئیں۔ ایک دفعہ میرے اپنے اجلاس میں ایک بچہ رو رہا تھا اس کی ماں اسے ڈانٹ پھٹکار کر رہی تھی۔ تو میں نے کہا ہوش کرو پانچ ارب پچاس ہزار سال کے آدمی کو ڈانٹ پھٹکار کر رہی ہے۔ اگر پچاس ہزار سال پہلے آپ کی روح تخلیق ہو گئی ہو تو زمین میں آنے سے پہلے پانچ ارب ایڈ کر لینے چاہئیں۔ کم سے کم آج کی زمین کی جو مدت اور حیات کا تعین ہے 4.6 ہیں تو کم سے کم پانچ ارب سال آپ کی زندگی میں ایڈ ہو جاتے ہیں۔ اب آپ دیکھو آپ کی روح کتنی پرانی ہے۔ جب آپ کہتے ہو موت وحیات کیا چیز ہے تو آپ دیکھو نا کہ پانچ ارب سال کے آدمی کو ساٹھ ستر کا کہہ کے اسے زمین میں اتار دیتے ہو How is it possible? کوئی امکان موجود ہے کہ انسان کی روح کے بارے میں کہا جائے کہ یہ ازل سے نہیں ہے؟ اسے ازلیت حاصل نہیں ہے؟ کچھ بھی ہو خدا کے بعد ہی وجود میں آئی ہے مگر اللہ نے اسے ابدیت کا حامل کیا ہے۔ ابد الآباد تک: "مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ" {ھود:107} جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اور زمین و آسمان کے قیام کی limitations یہ ہیں 13.7 بلین سالوں سے یہ کائنات already قائم ہے۔ یہ اس وقت ہمارے پاس کائنات کا estimate ہے۔ اور کم سے کم یہ زمین اور یہ کانسٹی لیشن چھ ارب سال سے قائم ہیں۔ جب خدا قرآن میں یہ کہے کہ "مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ" {ھود:107} کہ اس وقت تک تم زندہ رہو گے جب تک زمین و آسمان اور کائنات اور گلیکسیز قائم ہیں تو پھر آپ سوچ لو کہ کتنی طویل زندگی کا اس نے آپ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اس میں موت کہاں آتی تھی؟ There was nothing like death in it یہ transformation تھی۔ وہ

transformation جو پہلے بالائے کائنات تھی اب وہ آپ کی زندگی میں محیط ہوئی۔ مگر آئی کیوں؟ یہ بھی اللہ نے بتا دیا کہ ایک خطا تھی جس میں آپ کی fidelity آپ کی وفا مشکوک ہوگئی تھی۔ آپ کی وفاداری کا تعین یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا یہ میرے سامنے ہی اگر خطا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جانتے مانتے بوجھتے ہوئے میرے سامنے بھی انہوں نے اتنی بڑی خطا کا ارتکاب کرلیا ہے اور انہوں نے مجالِ انکار اور گستاخی کی ہے۔ بات نہیں مانی ہے۔ اس شجر کا حصہ کھا لیا ہے جس سے میں نے منع کیا تھا۔ میں نے کہا تھا دیکھو شیطان کی نہ سننا اور یہ پھل نہ کھانا: " وَلاَ تَقْرَبَا هَـٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ " {سورۃ البقرہ :35} میں نے کہا تھا اس درخت کے قریب مت جانا، ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ ظلم تاریکی کو کہتے ہیں کہ تم روشنی سے تاریکی کو چلے جاؤ گے۔ تمام دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں تیسرا کوئی بندہ وجود نہیں رکھتا۔ ہر مخلوق کے صرف دو پہلو ہیں۔ ایک طرف اللہ کے ولی ہیں۔ ایک طرف شیطان کے ولی ہیں۔ قرآن کے نزدیک صرف دو قسم کے ولی ہیں زمین و آسمان میں: " اللَّـهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ " اور اللہ کا ولی کون ہوتا ہے؟ جو اللہ کے ولی ہیں وہ اندھیروں سے نکل کر نور کو جا رہے ہوتے ہیں: " وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ " {البقرہ:257} جو شیطان کے ولی ہیں وہ نور سے اندھیروں کو جا رہے ہوتے ہیں۔ سیدنا عثمان ہجویریؒ سے کسی نے پوچھا کہ خدا ظاہر کیوں نہ ہوگیا؟ کوئی فرق ہی نہ پڑتا، ہر مسلمان بڑے شوق سے اللہ کی پرستش کر رہا ہوتا۔ فرمایا اگر اللہ ظاہر ہو جاتا تو ایمان جبر ہو جاتا اور اگر ایمان جبر ہو جاتا تو تم میں سے کوئی اس قابل نہیں تھا کہ نجات پاتا۔ تجربے نے یہ بتایا تھا کہ آپ نے خدا کے حضور یہ غلطی کر دی تھی۔ اب تجربے نے یہ بتایا کہ اللہ نے جب اپنے آپ کو حجاب میں کرلیا تو کم از کم اس کی اتنی بڑی رحمت ہوئی کہ آپ کو غلطی کا امکان مل گیا۔ غلطی کا امکان یہ ہے کہ advantage مل گیا کہ چلو نظر سے دیکھا تو نہیں تھا۔ حواسِ خمسہ میں آیا تو نہیں تھا۔ اس لیے اگر بے چارے بھول گئے تو کیا حرج ہے اور یہ صرف اجازت آپ کو اللہ نے بخشی۔ اللہ نے آپ کو عجیب و غریب سا ایک چانس دے دیا: " الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ " {النجم:32} اگر تم بڑے گناہوں سے اور فواحش سے بچو: " إِلَّا اللَّمَمَ " چھوٹی

میں تو تم رکو گے ہی۔ لم کہتے ہیں وقفے کو۔ چھوٹے وقفوں پہ آپ رکو گے ہی۔ Look at your Godاس کریم ذات پہ نظر مارو۔ پروردگار عالم کا سوچو کہ جس نے آپ کی بھلائی ان چھوٹی خطاؤں کے ضمن میں رکھ دی کہ "اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ" اگر تم بڑے گناہوں سے بچو تو چھوٹے چھوٹے کرو گے۔ اس لیے گناہ کبیرہ اس کو کہتے ہیں جس کا چھوٹا وقفہ نہ ہو بلکہ طویل ہو۔ "وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا" {اٰلِ عمران: 135} اگر چھوٹے گناہ پر بھی اصرار کیا جائے تو بڑا ہو جاتا ہے۔ اور اگر بڑے گناہ پہ بھی وقفہ کم گزرے اور توبہ کی طرف آنا شروع کر دو تو وہ صغیرہ ہو جاتا ہے۔ یہ آپ کے نفس کی استعداد پہ ہے کہ کس خطا کو کس مضبوطی سے تھامتا ہے۔ اور کتنی جلدی توبہ کی طرف واپس آتا ہے۔ آپ خود سوچیے کہ پانچ ارب پچاس ہزار سال کے اس بندے کو کس عمر میں کہتے ہو کہ موت آئے گی؟ کہیں قرآن میں موت کا ذکر singular نہیں آیا۔ موت سے صرف یہ مراد ہے کہ For a little time for a cross over the destination.جب آپ اس آزمائش کے عالم سے کراس کرو گے تو اس وقفے کو جس کے بارے میں بہت سے لوگ کہتے ہیں غنودگی ہے سکرات ہے oblivion ہے۔ وہ جو "کراس" کا لمحہ ہے زمان و مکاں میں ایک زمانے کی نسبت سے دوسرے زمانے کو پلٹنے کو موت کہتے ہیں۔ یہ موت اصلی نہیں ہے۔ نہ انسان کو موت ہے نہ اس کو آنی ہے۔ "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" {اٰلِ عمران: 185} جیسے اللہ نے کہا نیند کی مثال یہ ہے کہ جب تم سوئے ہوئے ہوتے ہو تو تمہاری روح قبض کر لی جاتی ہے۔ پھر جسے چاہے اللہ لوٹا دے جسے چاہے اپنے پاس رکھے۔ جسے وہ اپنے پاس رکھے گا، وقفہ لمبا ہو جائے گا "موت ہو گی۔ جسے لوٹا دے گا وہ صرف خواب رہ جائے گا۔ خواب اگر continue رہے تو موت ہے۔ اگر خواب کو اللہ توڑ دے اور زندگی واپس کر دے تو وہ حیات ہے۔ اس وقفے سے گزرنے کو ہم موت و حیات کہتے ہیں۔ جب سے آپ زندہ ہوئے ہو مرے شرے کوئی نہیں ہو۔ ہزار بدن بدلتے ہو، برزخ میں اور بدن ہے۔ جب روح کا تو ارد ہوتا ہے تو تین عالموں سے گزرتا ہے۔ عالم امر میں اس کا صرف ایک ذرہ حیات کی شکل میں اس کی صورت ہوتی ہے۔ ایک بلین سائز میں اگر کمپیوٹر کا ذرہ کر دو، روح اس سے بھی زیادہ چھوٹی "گولڈن ڈسٹ سے بھی زیادہ چھوٹا ذرہ ہے۔ اس ذرے کو جب اللہ نے خود پراسس کیا تو اس پراسنگ میں ایک سوال کو بار بار پراسس کیا۔ اور وہ وہی

تھا میثاق والے دن اللہ نے تمام ارواحِ آدمؑ سے پوچھا: "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى" {الاعراف:172} مجھے پہچان لو گے جا کے؟ میں نے تمہیں یاد دے دی ہے۔ زمین پہ ایسا کوئی ذی حیات نہیں ہے جس نے خدا کی اس یاد کو محفوظ نہ رکھا ہو۔ آپ کے جینز میں یہ یاد محفوظ ہو گئی "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى" {الاعراف:172} کہا ہاں: ہم تجھے نہیں بھولیں گے، ہم تجھے مانتے ہیں جانتے ہیں۔ زمین پر آج تک ایک انسان بھی نہیں آیا جس پہ یہ "قَالُوْا بَلٰى" کی سٹیمپ نہ لگی ہو۔ فرض کرو کوئی ایسا بندہ آ جاتا جس پہ "قَالُوْا بَلٰى" کی سٹیمپ نہیں لگی۔ اس کو ساری دنیا کی چیزیں یاد رہتیں، خدا کبھی نہ یاد رہتا۔ It is stamped inside us۔ اس چھوٹے سے ذرۂ روح پہ۔ حضورﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ اللہ نے اولادِ آدم کو باریک ترین ذروں کی شکل میں ہتھیلی پہ دکھایا۔ اب سوچیں چھ ارب تو آپ ہیں، کتنے کھرب پہلے گزر گئے ہوں گے؟ کتنے کھرب بعد میں آئیں گے؟ ان سب کی شکلیں حضرت آدمؑ کو دکھائی گئیں۔ اتنے باریک ذرے تھے کہ کھرب ہا کھرب ان ذروں کی شکل میں حضرت آدمؑ کی ہتھیلی پہ آ گیا تھا۔ ان سب سے ایک ہی وعدہ تھا۔ ان میں کچھ چمک رہے تھے کچھ سیاہ تھے۔ آدمؑ ان کو دیکھ کے روئے۔ پھر جبرائیل نے کہا اے آدمؑ جو تاریک ذرے ہیں یہ تیری اولاد میں گریز کریں گے تسلیم خداوند سے اور یہ تیری نافرمان اولاد ہوگی۔ یہ چمکتے ہوئے ذرے تیری مبارک اولاد ہوں گے۔ ہم نے ماں باپ پالے، اولادیں دیں، یہ سلسلہ وہ نہیں ہے جو آپ reality میں سمجھتے ہو۔ reality یہ ہے کہ کائنات بالا میں ایک مقام ہے۔ حضورﷺ نے اس کی مشابہت ایک درخت سے دی ہے۔ آپ ماڈرن لوگ ہو، میں آپ کو واقعہ سناتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا کائنات بالا میں ایک درخت ہے اور اس درخت کے بیشمار پتے ہیں۔ اس درخت کے نیچے ملائکہ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر اس درخت سے ایک پتہ گرتا ہے۔ اس پتے پہ مرنے والے کا نام نسب محلّہ سب کچھ لکھا ہوتا ہے۔ نیچے والے فرشتے اس پتے کو اٹھا کے تلاش میں چلے جاتے ہیں۔ جس کی موت آئی ہوتی ہے اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اگر آپ اس درخت کو صرف ایک سپر کمپیوٹر سے بدل دو، ایک سپر کمپیوٹر ہے جو کائنات بالا میں نصب ہے۔ آپ کا تمام نظام سائنس Third form of existence ہے۔ جوں جوں پیچھے جاؤ گے اللہ کے سسٹم sophisticated ہوتے جائیں گے۔ Let's say یہ ملائکہ ہیں اللہ ان پہ بھی اور ہم پہ بھی سلامتی نازل فرمائے۔ وہ آپ کو نظر نہیں آتے۔ ریکارڈنگ میں لگے

ہوئے ہیں ادھر بھی اُدھر بھی۔ مگر آپ کے پاس ایک ہی دلیل ہے ان کے نہ ہونے کی کہ نظر نہیں آتے۔ مگر میں آپ سے پوچھوں ہوا ہے؟ تو کہتے ہو ہے' نظر نہیں آتی۔ We don't have this could be a reason to belive. کہ اگر آپ کو ہوا نظر نہیں آتی Still you believe in it. مگر ایک چیز کا ثبوت آخر میں جاتا ہے تو قیامت سے پہلے آپ ان کے قائل نہیں ہو سکتے۔ five senses میں یہ نہیں آتے۔ یہ موجود ہیں جو فرشتے کاپی کر رہے ہیں۔ مگر آپ کو ویڈیو بھی نظر نہیں آتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی form of existence ایسی انرجی سے create ہوتی ہے جو انرجی آپ کی آنکھوں پہ بند ہے۔ انرجی کے اور بھی بڑے مظاہر ہیں۔ کتے کو شیطان نظر آجاتا ہے۔ ہمیں نہیں آتا۔ nocturnal vision آپ نے دریافت کیا اب آپ اندھیروں میں دیکھ سکتے ہو۔ وہ visionary آلات اب آپ نے بنا لیے ہیں کہ اب آپ اندھیروں میں دیکھ سکتے ہو۔ مگر کوئی آج سے پچیس سال پہلے کہتا کہ آپ اندھیروں میں دیکھ سکتے ہو۔ تو آپ کے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہیں No I can't. کتا دیکھ لیتا ہے شیطان کو۔ صبح سویرے ان ملائکہ کو دیکھ لیتا ہے جو آپ کا حساب کتاب لے کے جا رہے ہوتے ہیں۔ اس میں کتنا بڑا سسٹم انوالو ہوتا ہے۔ یہ لکھتے ہیں اور اس لیے اللہ نے کہا قیامت کے دن ان کے منہ سیل کر دیے جائیں گے' سب لوگوں کے۔ مجھے امید ہے سب جھوٹ بول رہے ہوں گے۔ سب کہہ رہے ہوں گے ہم نے بڑے اچھے کام کیے بڑی نیکی کی' تجھے مانا۔ اللہ کہے گا خبر وزراان کی ویڈیو لاؤ۔ ہم space میں کسی مقام پر دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اے اللہ یہ فرشتہ میرا مخالف تھا اس لیے اس نے غلط رپورٹ دے دی ہے۔ اگلے ویڈیو دے دیں گے آپ کو کہ یہ دیکھو جی۔ غالب نے شعر لکھا تھا

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

یا کہہ دو یا اللہ یہ فرشتے تھے پہلے سے ہمارے مخالف تھے۔ انہوں نے ہمیں چیلنج کیا تھا۔ انہوں نے کوئی نہ کوئی رپورٹ تو ہمیں دینی تھی۔ فرشتے کہیں گے یار وہ مقابلہ اپنی جگہ پر جو پہلے ہوا تھا' تعلیم و رشد و تربیت کا مگر یہ کسب تو دیکھو تمہارے سامنے پڑا ہے۔ منہ باندھنے اور ہاتھ باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم پھر ہاتھ چلا چلا کر اپنی صداقت ثابت نہیں کر سکتے۔ اس کمپیوٹر سے جو ایک کارڈ

نکلتا ہے باہر پنچ ہو کر۔ یہ کوئی چھوٹا سا تو نہیں، بہت بڑا دفتر ہو گا۔ اُس میں اس کمپیوٹر سے پنچ ہو کے کارڈ نکلیں گے۔ ملائکہ اٹھائیں گے، سائنٹفک پراسس ہے سارا۔ اب میں آپ کو اس پہ ایک exception سنا دوں۔ کبھی کبھی ہمیں اس کی inner جھلک نظر آتی ہے کیونکہ خدا کے سوا کوئی سسٹم پرفیکٹ نہیں ہے۔ ہمارے گوجر خان کا بہت بڑا واقعہ ہے۔ پیچھے' ڈھوک حیات علی ہوا کرتا تھا۔ اس میں ایک کنواں ہوتا تھا اب تو سوکھ گیا ہے۔ اسے ڈھوک حیات علی کہتے تھے۔ وہاں حیات علی مستقل بیٹھا رہتا تھا۔ ہر آنے جانے والے کو پانی پیش کیا کرتا تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ وہ فوت ہو گیا۔ حیات علی فوت ہو گیا۔ جب اسے اٹھا کے لے جا رہے تھے۔ ایک دم سے اسے ہوش آیا۔ It was a very strange thing اس سے پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کیا بیتی؟ مرے کیوں اور زندہ کیوں ہوئے؟ کئی لوگوں کی مایوسی اس کی زندگی سے ہوئی ہو گی، بعضوں کی خوشیاں اس کی موت سے لٹ گئی ہوں گی۔ ہوا کیا؟ اس نے عجیب و غریب واقعہ سنایا۔ اس نے کہا میں جب واقعتاً مر گیا تو میں نے دیکھا دو عجیب و غریب آدمی مجھے اٹھائے ایک صحرا سے گزار رہے تھے۔ بڑا لمبا اور خوفناک صحرا تھا۔ میں نے کہا بھائیو پیاس لگی ہے پانی پلا دو۔ انہوں نے ایک لمبا سا رجسٹر نکالا۔ انہوں نے کہا تم نے اپنی زندگی میں کسی کو پانی نہیں پلایا، sorry پانی نہیں مل سکتا۔ کہتا میں بڑا پریشان ہوا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اور واقعی میں نے زندگی میں کسی کو پانی نہیں پلایا تھا۔ انہوں نے ایک دوسرا کاغذ نکالا اور کہا ہاں ایک دفعہ ایک مہمان کو دودھ کا ایک گلاس پلایا تھا۔ اچھا اسے دودھ کا گلاس پیش کرو۔ کہتا ہے صحرا میں ایک گائے آئی۔ عالمِ تمثیل میں آئی یا حقیقت میں آئی انہوں نے اس سے دودھ دوھ کر مجھے دیا۔ کہتا ہے پھر آگے لے کے گئے تو بہت بڑا ہال تھا۔ لوگ ہی لوگ تھے۔ بیشمار آ جا رہے تھے۔ وہ پکڑے ہوئے مجھے ایک ڈیسک کے پاس لائے۔ کہ جناب حیات علی حاضر ہے۔ اس نے کہا نالائقو یہ کس کو اٹھا لائے ہو؟ یہ حیات علی نہیں ہے۔ وہ 'مانکیانے' کا حیات علی ہے۔ جاؤ اس کو چھوڑ کے آؤ۔ انہوں نے حیات کو واپس چھوڑا۔ جب ہوش آیا تو اس نے کہا "یار 'مانکیانے' دا ایک حیات علی اے، اُس نوں لب کے لیاؤ۔" عین اس وقت جب اسے ہوش آیا تھا تو مانکیانے کا حیات علی فوت ہو گیا تھا۔ اس واقعے کا اثر پتہ ہے کیا ہوا؟ پھر حیات علی نے کنواں کھدوایا۔ بڑا مشہور کنواں تھا۔ کنویں کے کنارے بیٹھا رہتا تھا' جو بھی جاتا تھا چاہے نہ چاہے پانی اسے ضرور پلا دیتا تھا۔ کیونکہ اسے یاد تھا فرشتوں نے کہا تھا اس نے

اپنی زندگی میں پانی نہیں پایا تھا۔ Sometimes the glimpses of such incidents give you a perfect faith. کہ ہمارے parallel ایک دنیا بستی ہے، ہمارے parallel ایک جہان بستا ہے۔ سر ولیم جیمز جو علوم نفسیات کا بانی ہے۔ اس کا کہنا ہے میں اُس parallel دنیا کی آوازیں سنتا ہوں۔ یہ نیگیٹو پروٹانز کا جہان ہے۔ جیسے ہم پازیٹو پروٹان کی دنیا میں رہتے ہیں، اس کو ہم antimatter بھی کہتے ہیں۔ antimatter کا ایک جہان بستا ہے جہاں ہم ایسے ہی بستے ہیں لیکن اس پر وزن نہیں ہوتا۔ آنے کا وہی مرحلہ ہے ایک چھوٹی سی chip پھر اس چپ کے آرڈر کے مطابق اس چپ کا: جلنا without matter پھر اس عالم میں جسے عالم برزخ کہتے ہیں وہاں ہمارا رُکنا مکمل انسانی شکل وصورت کی طرح۔ جسم تو کہیں سے بھی مل جاتا ہے۔ جسم کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ ہر روز سینکڑوں جسم بدلے جائیں گے۔ اللہ کسی کو عذاب کا عادی نہیں ہونے دے گا۔ جونہی اس کا جسم گلے سڑے گا اس کو نئی اذیت کے لیے نیا بدن دیا جائے گا۔ جنت میں بھی ہم اس جسم کو لے کے داخل نہیں ہو سکتے۔ جنت میں بھی ہمارے جسم کو بدلا جائے گا۔ ہمیں کیپر و مائز کرنا ہوگا کیونکہ جنت میں بول و براز کی گنجائش نہیں ہے۔ تو ہمارے جسم میں اتنی خوراک جائے گی جو پسینہ بن کے جسم سے نکل جائے گی۔ ہماری تمام وہ حسیات جو اس زمین پہ قائم ہیں وہاں بھی قائم ہوں گی مگر ان کے ساتھ آلائش کا کوئی ذرہ موجود نہیں ہوگا۔ Yesterday I was reading an artilce. اس آرٹیکل میں ایک بات تھی کہ chromium آپ کے جسم میں 40 فی صد تک موجود ہو تو یہ آپ کے شوگر کو پراسس کر دیتی ہے۔ میں نے کہا کتنی عجیب بات ہے جسم میں ہے ہی کچھ نہیں۔ دھاتوں کے سوا ہے ہی کچھ نہیں۔ ہم تو روبوٹ ہیں۔ بندے تو ہیں ہی نہیں۔ کس چیز کو انسانیت کہو گے؟ پوٹاشیم کو؟ سوڈیم کو؟ chromium کو؟ یہ سارے کا سارا وجود انسان کسی ایسی چیز سے بنا ہے جس کو ہم دھات نہ کہیں۔ یہی چیزیں ملا کر اسی نقشے پہ آپ دوسری چیزیں بنا رہے ہو۔ آپ کے روبوٹ وہی ہیں جن میں آپ تاریں ڈال رہے ہو۔ یہی ہیں وہ روبوٹ جن کو آپ اپنے muscle کی طرز پہ ڈھال رہے ہو۔ ابھی تک روبوٹ کا گھٹنا نہیں بن سکا۔ گھٹنے بنانے میں اتنا تفیس attitude استعمال ہوا ہے اس میں اتنے multiple پہلو رکھے گئے ہیں کہ ابھی تک انسان سے دوسرا cartilage نہیں بنا۔ بلین آف ڈالر کے باوجود cartilage بنانے میں ناکام ہو گئے۔

روبوٹ ہی ہیں ناں ہم اور کیا ہیں۔ برین کو دیکھ لو یہی کہو گے کہ اللہ میاں کی سائنسز کتنی highly sophisticated ہیں کہ تاروں کی جگہ نسیں پڑی ہوئی ہیں۔ کمال ہے اس کی انڈسٹری بہت اعلیٰ ہے، سپر مارکیٹ ہے اوپر۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا جنت میں ایک دکان ہے جس میں کوئی شخص جو چہرہ چاہے بدل کے آ سکتا ہے۔ آپ وہاں جا کے کسی بھی فلم ایکٹر کی شکل بدل لو جو پسند ہے۔ خواتین جو چاہیں بدل لیں If they don't want to be a woman, they can change their sex also. جنت میں اتنی فسیلیٹیز موجود ہیں مگر pure scientific facilities ہیں۔ اعلیٰ ترین درجات سائنسز اگر آپ نے دیکھے ہوں تو وہ خدا کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کوئی کام بے عقلی سے نہیں ہوتا۔ کوئی کام whimsically نہیں ہوتا۔ اللہ طاقت کی وجہ سے نہیں پہچانا جاتا۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ طاقت کی وجہ سے نہیں اپنے آپ کو منوانا چاہتا۔ Not at all۔ طاقت تو ہے اس میں' اللہ کہتا ہے میں ایک معمولی سا پتھر کائنات بالا سے پھینک دوں تو تمام زندگی کو تہس نہس کر دوں۔ We do admit کوئی پرابلم نہیں۔ اللہ میاں کر سکتا ہے۔ ابھی ایک چھوٹا سا سیارچہ ٹوٹا چھوٹا جس کی ڈیڑھ کلومیٹر جسامت ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد گزرے گا زمین سے۔ کہا جاتا ہے بہت زلزلے آئیں گے اور اگر زمین سے رگڑ کھا گیا تو تین چوتھائی زمین ختم ہو جائے گی۔

حضرات گرامی! طاقت سے خدا کبھی بھی آپ کو سمجھ نہیں آئے گا۔ علم سے آئے گا۔ علم اول و آخر خدا ہے۔ اس نے حضرت موسیٰ کی قوم جمع کی' place order کیے۔ ان کو کہتے ہیں ٹین کمانڈمنٹس Moses was given ten commandments. دس احکامات الٰہیہ شیلڈز پر لکھے ہوئے جناب موسیٰ کو دیے۔ حضرت موسیٰ نے وہ سنوائے۔ قرآن بھی اس کی تصدیق کرتا ہے کہ ہم نے الواح محفوظ پہ کلام ربانی موسیٰ کے حوالے کیے۔ تھا کیا اس میں؟ کہ ہم نے عہد لیا: "وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ" ایک اللہ کی عبادت کرنی ہے: "وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ" ان لوگوں کی اطاعت کرنی ہے ان سے اچھا سلوک کرنا ہے: "وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا" لوگوں سے اچھی بات کرنی ہے، اچھا کلام کرنا ہے: "وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ" {البقرہ:83} زکوۃ دینی ہے نماز پڑھنی ہے۔ اب آپ خود غور کیجیے نماز کتنے درجے

اِک لمحہ احتساب

پہ آئی؟ پہلے کیا تھا؟ "وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ" پہلے اصول قائم کیا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا۔ پھر وعدہ لیا کہ "وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ" "ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا ہے۔ غریب و مسکین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔ پھر وعدہ لیا: "وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا" "لوگوں سے اچھی بات کرنی ہے "وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ" {البقرہ:83} نماز قائم کرنی ہے۔ priority تھوڑی سی چینج ہوئی لگتی ہے۔ فسٹ آرڈر یہ نہیں ہے۔ حالانکہ اصولاً جیسے ہمارا methodist religion کہتا ہے کہ سب سے پہلے ان کو نماز کا حکم دینا چاہیے تھا۔ نہیں دیا، مسلمان کو بھی نہیں دیا۔ کتنی عجیب سی بات ہے۔ عالم تھا اس لیے سب سے پہلا حکم دیا: "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" {سورۃ العلق:1} پڑھ اور پڑھ کے جان کہ اللہ کون ہے، تو کون ہے: "اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا" {الدھر:03} ہم نے تمام عقل و شعور اس لیے دیا ہے تاکہ تم پڑھو، لکھو، سمجھو، جانو اور پھر کہو "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" یہ حکم ہے۔ بغیر جانے سوچے سمجھے اگر آپ پڑھ لو گے تو کیا فرق پڑے گا؟ جیسے آباؤ اجداد سے سن کے پڑھ لیں گے تو کیا فرق پڑے گا؟ کہتا ہے نہیں: "اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ" {الانفال:22} ان انسانوں سے بدتر جانور کون سے ہوں گے کہ جو غور و فکر سرے سے کرتے ہی نہیں۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

نہ پڑھے نہ لکھے نہ اللہ کو جاننے کی کوشش کی اور نہ ہی کبھی خود سمجھنے کی آرزو کی۔ جو کسی نے بتایا بس کتھائی رگڑے جا رہے ہیں رگڑے جا رہے ہیں۔ اللہ کو یہ چیز سخت ناپسند ہے۔ غور و فکر کے بغیر اللہ کے دین کو چھونا ہاتھ لگانا خدا کے نزدیک جانوروں سے بدتر طرزِ عمل ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ تم کثرت کرو۔ کم از کم لا الہ الا اللہ تک تو اخلاص کے ساتھ پہنچو۔ وہ تو کہتا ہے جو تھوڑا بہت تم عمل کرتے ہو اس کی حقیقت جان کے عمل کرو۔ آپ تو خود وہ بہت بڑی بات پہ کھڑا ہے۔ اس وقفۂ حیات میں آپ کو وہ عمل کرنے کو کہہ رہا ہے جس بارے آپ کہو گے ہم غریبوں کو کیا پتہ؟ ہم نے کون سا مطالعہ کیا ہے؟ "لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ" "جو ہلاک ہوا دلیل سے ہلاک ہوا:"

وَيَحْيىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ" جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا:" وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ "{الانفال:42} اللہ سمیع ہے، علیم ہے۔ وہ تمہاری عقل کی باتیں سنتا ہے۔ تمہاری جاہلانہ گفتگو نہیں سنتا۔ تمہارے مذہبا Cliché کی باتیں نہیں سنتا۔ وہ تو دیکھتا ہے کہ لوگ مجھے کتنا جانتے ہیں؟ مجھ سے کتنا اُنس رکھتے ہیں؟ یہ موت وحیات ایگزٹ اور انٹری ہے۔ پیچھے ابھی بلین لوگ کھڑے ہوں گے جن کی انٹری لگنی ہے اس دنیا میں۔ چھوٹے سے exam کے لیے لگی ہے۔ آتے ہیں اور پھر ایگزٹ دیتے ہیں۔ بعض اوقات ہماری توجہات اس عارضی مقام سے (دنیا کی محبت میں بہت آگے بڑھ جاتی ہیں)۔ جب خدا نے انہیں نیچے اتارا تو واضح کیا: وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ "{البقرہ:36} تھوڑا سا قیام اس زمین میں تمہیں اس لیے دیا ہے کہ اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ اور اگر ہم نے مرنا ہے تو پھر یہ فائدہ کہاں ملے گا جو قرآن کہتا ہے" مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ "{البقرہ:36} تھوڑا سا قیام تھوڑا سا تمہارا فائدہ ہے یہاں رکنے میں۔ زندگی اک سفر کا وقفہ ہے۔

اور آگے چلیں گے دم لے کر

یہ اتنا سا جو عرصۂ حیات آپ سمجھتے ہو Frankly it's all just a bust for you. مگر اس بسٹا میں ایک واقعہ ہوتا ہے جس سے کوئی بندہ نہیں بچ سکتا۔ اس لیے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:" الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ" دنیا مومن کی قید ہے۔ یہاں صرف وہی خوش رہے گا جو دنیا کا بندہ ہوگا۔ جو بھولا بھٹکا ہوا ہوگا۔ جسے علم حاصل نہیں ہوگا۔ جسے شناخت حاصل نہیں ہوگی۔ جسے خدا پر اعتبار نہیں ہوگا۔ ذرات خاک پر اعتبار کرے گا۔ ستر سال کی زندگی ٹریلین آف ایئر کے ساتھ بسر کرے گا۔ بڑا نالائق سوداگر ہوگا۔ اتنی بڑی نالائقی ہے Can you imagine کہ میں ستر سال کی زندگی کا سودا:" مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ "{ھود:107} ٹریلین اینڈ ٹریلین آف ایئرز کی زندگی کا سودا ستر سال کی خواہشات کے ساتھ کر رہا ہوں گا۔ یہ بہت بڑا نقصان کا سودا ہے think over it مسئلہ کیا ہے؟ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے مذہبی atmosphere نے جنت کو ہمارے لیے ہوّا بنا دیا ہے۔ جنت سے مسلمان کو کیا غرض تھی۔ جو میری اساس ہے جو میری میراث ہے اس سے مجھے کیا غرض ہے۔ خدا نے مجھے اتنی آسان جنت دی ہوئی ہے کہ آپ imagine بھی نہیں کر سکتے۔ ایک بدو آ گیا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جنت کیسے حاصل کر سکتا

ہوں؟ کتنی نمازیں پڑھنی ہیں؟ فرمایا پانچ اور یہ کہ تُو نفلاً کچھ زیادہ پڑھ لے۔ کہتا ہے جی نفل شفل کوئی نہیں پڑھنے میں نے۔ اور کیا کرنا ہے سرکار میں نے؟ فرمایا روزے۔ کتنے؟ تیس اور یہ کہ تُو نفلاً کچھ زیادہ رکھ لے۔ اس نے کہا نہیں نہیں بس تیس کافی ہیں۔ اور کیا کرنا ہے؟ فرمایا کہ تم نے زکوٰۃ دینی ہے اور یہ کہ صدقات سے کچھ اضافہ کر دے۔ اس نے کہا صدقات سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ جب آرڈر پورا ہو گیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سن لیجیے جتنا آپ نے کہا ہے ضروری، میں نے اتنا کرنا ہے بس۔ کوئی زیادہ نفل شفل نہیں پڑھنے۔ کوئی صدقات میں نے نہیں دینے۔ جتنا آپ نے مجھے پانچ آرڈر دیے اتنے ضرور کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو مخاطب کر کے فرمایا گواہ رہنا اگر یہ اپنے عہد پہ قائم رہا تو جنتی ہے۔ کتنی سستی ہے جنت۔ مگر کچھ اس سے بھی زیادہ سستی ہے۔ یہ خارجی لیول کی قید ہے۔ مگر باطنی لیول پہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا، مکھی کے سر کے برابر، خدا کے لیے۔ اور وہ آنسو آنکھ سے چل کے رخسار تک ڈھل آیا۔ اس پہ نارِ دوزخ ہمیشہ کے لیے حرام کر دی گئی۔ نہیں ناں نکلتا۔ اپنے لیے نکلتا ہے، غمِ محبوب میں نکلتا ہے، بچوں کی آرزو میں نکلتا ہے، نوکری اور افلاس میں نکلتا ہے۔ اس بات کا دھیان رکھنا۔ ہر آنسو کو خدا کی یاد میں اترا ہوا آنسو نہ سمجھنا۔ مگر یہ پختہ ترین حدیث ہے، صحاح ستہ کی حدیث ہے، حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس آنکھ سے ایک آنسو نکلا، دس پانچ کی نہیں بات ہو رہی اور وہ اتنا چھوٹا ہے کہ مکھی کے سر کے برابر ہے مگر آنکھ سے نکل کر رخسار تک آ کے خشک ہو گیا تو پروردگارِ عالم کا وعدہ ہے کہ اس پہ ہمیشہ کے لیے نارِ دوزخ حرام کر دی گئی۔ پھر خدا کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے اس پہ گواہ ابو سعید خدری ہیں، اس پہ گواہ معاذ بن جبلؓ ہیں، اس پہ گواہ حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ یہ تمام حضرات کہتے ہیں ہم نے حضور ﷺ سے یہ حدیث سنی کہ جس نے دل سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس پہ ہمیشہ کے لیے دوزخ حرام کر دی گئی۔ صحابیٔ رسولؐ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ چاہے اس شخص نے گناہِ کبیرہ کیے ہوں؟ حضور ﷺ خاموش رہے۔ انہوں نے پھر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ چاہے اس نے گناہِ کبیرہ کیے ہوں؟ پھر خاموش رہے۔ چاہے اس نے زنا شراب سب کچھ کیا ہو؟ تو حضور ﷺ نے کہا تیری ناک خاک آلود ہو، چاہے اس نے گناہِ کبیرہ کیے ہوں۔ جنت بڑا سودا نہیں ہے۔ جنت تو میراثِ مسلم ہے اور دیدارِ خداوند میراثِ مومن ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ دل میں اشتیاق تو جنت کا پیدا ہوتا ہے۔

ورنہ جنت یہاں بھی بازار گھومتے پھرتے ہو، بڑا رولا پڑا رہتا ہے۔ وہاں بھی کھلا ڈلا کھایا پیا تو چار دن میں بور ہو جاؤ گے۔ مگر اصل چیز وہ ہے جو کبھی بھی زوال پذیر نہ ہو۔ اصل چیز وہ علم ہے جو انسان کا جاری رہتا ہے۔ اصل چیز وہ حسن ہے جو خدائے کائنات میں ہے۔ اصل صحبت وہ ہے جس کی خاطر دل مچلتا رہتا ہے۔ اصل فراق کی ساعتیں وہ ہیں جو کسی محبوب زمین سے نہ محسوس ہوں، جو اللہ کو محسوس کر کے اس کی محبت میں آپ کا دل لرزے، کانپے پھر کہیں چھوٹا سا آنسو آپ کے رخسار پہ ڈھلک آئے، اصل ایمان یہ ہے۔ اسی کی خاطر ساری زمین کا قیام بنا ہے۔ شیطان نے کہا بھیج دے مجھ پہ سردار بنا کے، میں بڑا شاندار تھا، نزعت شر سے بھرا تھا، کتنی ہوئی سبز لوؤں سے میری تخلیق تھی۔ میں بائیو گیسز اور سلفیورک ایسڈ کا بنا ہوا تھا۔ مجھے تُو نے اتنا پاک صاف بنایا اور پھر اس گندے کیچڑ میں لپٹے ہوئے انسان کو میرا سردار بنایا۔ "صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ" اس بدبودار کیچڑ کے سائے سے سلگتے ہوئے اس منحوس کیڑے کو تم نے مجھ پر برتری دے دی۔ شیطان سے ہماری اصل جنگ نہیں ہے۔ شیطان آپ سے بہت تیز اور سیانا ہے۔ اس کے پاس فائلیں بڑی ہیں۔ اس کے پاس آپ کے باپ دادا کی فائلیں ہیں، پردادا کی فائلیں ہیں۔ حضرت آدمؑ سے لے کر ہر انسان کی فائلیں اس کے پاس ہیں۔ آپ سمجھتے ہوں گے کوئی اڑتا پھرتا جن ہوگا۔ جہاں مرضی اسے دھوکہ دے لیا۔ نہیں It's a system, it's a full fledged system اس سے تو حال ہی نہیں دیکھے جاتے آپ کے۔ وہ اتنی بڑی مملکت کا سربراہ ہے۔ پتہ ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے خیر و شر تخلیق کیے۔ خیر و شر کے مالکوں کو بھی تخلیق کیا۔ مگر شر سے withdraw کر لیا۔ اب کوئی کہے اللہ میاں کی مرضی ہے مجھ سے گناہ کروایا۔ یہ غلط ہوگا۔ اللہ میاں نے مرضی قرآن میں درج کر دی ہے۔ میری مرضی ہے حسن اخلاق سے کام لو۔ میری مرضی ہے احسن تقویم سے کام لو۔ میری مرضی ہے ہمسائے کا دکھ بٹاؤ، میری مرضی ہے کہ جو تمام کام میں نے قرآن میں لکھ دیے ہیں وہ کرو۔ اللہ کا حکم قرآن ہے۔ "وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا" {الرعد 37} اب آپ کا کیا خیال ہے آپ خدا کو کیا سمجھتے ہو؟ ایک دفعہ قرآن دے گا اور کہے گا یہ عمل کرو اور دوسری دفعہ شر کی توفیق دے گا؟ خدا پہ بدگمانی نہیں ہونی چاہیے۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ جب میں نے خیر تخلیق کی تو اس کی کمانڈ اپنے پاس رکھ لی۔ جب شر تخلیق کیا تو اس کی کمانڈ میں نے شیطان کے سپرد کر دی۔ دیکھو شیطان کے بارے

میں لفظ پہ غور کرو: اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ " یہ تمہیں حکم دیتا ہے: اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ "{البقرہ:169} یہ تمہیں شہوات کا حکم دیتا ہے۔ یہ تمہیں بھوک سے ڈراتا ہے۔ تم سے گناہ کرواتا ہے۔ پیٹ پہ پتھر باندھنے کی بجائے جو آپ کے رسول کریم ﷺ نے باندھے تھے۔ خندق کی تیاری میں مسلمان بہت تنگ ہوئے، روئے پیٹے صبر کیا، مہینہ گزر گیا بھوک برداشت کرتے ہوئے تو خدمتِ رسول ﷺ میں آئے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب یہ نوبت آگئی ہے کہ وزن اٹھانے کے لیے، سیدھا کھڑے ہونے کے لیے پیٹ پہ پتھر باندھے ہیں۔ اور ایک ایک پتھر باندھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے بھی اپنی شکم مبارک سے پردہ اٹھایا، دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ پھر آئے اصحاب تیسرے دن اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تو کلیجے حلق کو آرہے ہیں۔ اب تو ایسے لگتا ہے سب کچھ رخصت ہوا جارہا ہے، کچھ کیجیے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اچھا یہ مرحلہ آگیا ہے۔ اچھا یہ دعا پڑھو: " اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا "{ح ح :192} اے اللہ پردہ داری فرما۔ اے اللہ رحم فرما، اپنی چادر میں سمیٹ لے، کرم فرما، ہمیں امن دے دے۔ اسی رات آندھی آئی، طنابیں اکھڑ گئیں اور کافر بدحواس ہوئے اور اللہ نے فتح مبین اپنے رسول ﷺ اور اصحاب کو دی۔ مگر آج کل ہم بہت ہی پریشان ہوں تو ہمیں یہ دعا یاد ہی نہیں آتی۔ آج کل ہمارے کلیجے بھی حلق کو اٹھتے ہیں مگر ہمیں یہ دعا نہیں یاد آتی جو رسول اللہ ﷺ نے اتنی ٹینس کنڈیشنز میں دی تھی۔ یہ تمام عرصۂ حیات ہے کس لیے؟ جب آپ نے خدا کے بندے رہنا ہے، خدا کے رستے پہ چلنا ہے تو طریقہ کار بھی وہی ہوگا جو پچھلوں کا ہے۔ اپنا طریقہ کار تو نہیں ہوگا۔ شرع کا مطلب کیا ہے؟ کم سے کم زادِ راہ جسے لے کر منزل تک پہنچ سکو۔ کتنا خوبصورت معنی ہے شرع کا۔ travel light when you must. ہم پیدائش سے لے کر جس سفر پر روانہ ہوتے ہیں انجام تک (کا زادِ راہ)، ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ مذہب زیادہ بوجھ نہ بنے۔ اللہ نے آپ کو آزاد رکھا ہے، آپ سکول اٹھا کے سر پہ ڈال لیتے ہیں۔ آپ ایسے ایسے کام کرتے ہو جس کی وجہ سے آپ کی زندگی دشوار ہو جاتی ہے۔ بھئی اصحابؓ کا کون سا سکول تھا؟ اصحاب کیا نوکریاں نہیں کرتے تھے؟ کیا اصحابِ رسولؐ زمین کاشت نہیں کرتے تھے؟ کیا اصحابِ رسولؐ غلطیاں نہیں کرتے تھے؟ کیا کبھی کبھی آپس میں لڑتے نہیں تھے؟ نارمل لوگوں کی طرح رہتے تھے۔ بڑے عام سے لوگ۔ اب آپ کہتے ہو چھوڑو

جی وہ تو اصحاب تھے ہمیں کوئی بڑا کام کرنا ہے۔ ہمیں وہ باتیں بتائی جا رہی ہوتی ہیں which are not properly Islamic ہمیں تزکیے کے بارے میں لمبی داستانیں سنائی جاتی ہیں۔ وہ بدو ذکی تھا جو رسول ﷺ کو کہہ رہا تھا یا رسول اللہ ﷺ پانچ سے زیادہ میں نے نماز نہیں پڑھنی، تمیں سے ایک روزہ زیادہ نہیں رکھنا، زکوۃ سے ایک روپیہ زیادہ نہیں دینا۔ ضمانت اسے کیا ملی؟ اگر یہ اپنے سیدھے سادھے ایمان پہ قائم رہا تو یہ جنتی ہے۔ اتنی معمولی سی جنت ہے۔ مگر ایک مسئلہ رہ جاتا ہے۔ ہم اس زندگی کے دوران سے کیسے سلامت گزریں؟ بغیر دعا نہیں گزر سکتے۔ ہمیں رجوع کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ گائیڈینس کے اعلیٰ ترین پہلو سے ہدایت لیں۔ اگر ہم مسلمان کہلانے میں انٹرسٹڈ ہیں۔ ہمارا نام اللہ نے نہ تو دیوبندی رکھا نہ بریلوی نہ اہل حدیث۔ ہمارا نام اللہ نے رکھ چھوڑا ہے: "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ" بڑے اعزاز سے رکھا کہ اے مسلمانو تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت میں سے ہو۔ کسی مولوی صاحب کا نام نہیں لیا، نہ کسی گروہ فکر کا نام لیا نہ کسی سکول آف تھاٹ کا نام لیا۔ اللہ نے آپ کا نام قرآن میں لکھ چھوڑا ہے: "مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ" تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر ہو "هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ" {الحج:78} اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ جب اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا تو ہم نے بھی تسلیم کر لیا۔ اللہ نے حضرت ابراہیم کا رکھا ہوا نام مسلمان تم کو دے دیا۔ دیکھو ایک طریقہ ہوتا ہے، جب من وسلویٰ نازل ہو رہا تھا تو انہوں نے کہا موسیٰ کہو خدا سے ہمیں پیاز دے، لہسن دے، ہمیں کوئی کچرا دے زمین کا، ہم اس اعلیٰ ترین کھانے کو کھا کھا کے تھک گئے ہیں۔ قرآن نے کہا اس قوم کا کیا کروں جو از خود پاک کو تبدیل کر کے کم پاک لینا چاہتی ہے۔ مطلق حلال کی جگہ مکروہ چیزیں کھانا چاہتی ہے میں ان کا کیا کروں؟ کیا ہم قوم یہود کی طرح نہیں ہیں کہ اللہ نے ہمیں اتنا خوبصورت نام دیا مسلمان کا اور ہم چھوٹے چھوٹے سکولوں کی ٹوپیاں پہن کے ذلیل و خوار ہوتے پھرتے ہیں۔ We have to be only muslims مسلمان کیوں نہ کہلوائیں؟ مجھے کیا حرج ہے اس میں کہ میں کہوں میرا نام خود اللہ نے رکھا۔ میرا نام قرآن میں آیا ہے۔ میں کیوں نہ مسلمان کہلواؤں؟ کیا مجھے مسلمان کہلواتے ہوئے شرم آتی ہے؟ کیا میں فرقہ بندی سے باہر نہیں نکل سکتا؟

ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن

جتنے فرقے بنتے گئے اتنے مہاجن اکٹھے ہو جائیں گے۔ تمہیں اپنی شخصیتوں سے ٹیکس دینا پڑے

گا۔ اپنی سلامتی ذہن کو مجروح کر کے (سلامتی ایمان کو خطرے میں ڈالو گے)۔ تم دریا کو چھوڑ کر اگر ندی نالوں میں گھسو گے تو یہ اللہ کا قصور ہے؟ یہ تمہاری خطا ہے۔ تم رحمت کا سمندر چھوڑ کر گلی کوچوں میں چھوٹی نالیوں میں اپنی نجات ڈھونڈو گے پھر کس کا قصور ہے؟ بھئی بات سنو عالم تو بڑے ہوتے ہیں چھوٹے بھی اور بڑے بھی۔ سب اچھے ہیں۔ اگر آپ کو علم چاہیے تو کیا آپ اس درسگاہ میں ختم ہو جاؤ گے۔ یہیں فوت ہو جاؤ گے۔ اگر کسی کا بی ایس سی کرنے کا دل ہے تو وہ اسی درسگاہ تک (جہاں سے میٹرک کیا ہو) رہے گا؟ اگر کسی کا ایم سی ایس کرنے کا دل ہے تو کیا اسی تعلیم گاہ تک رہے گا؟ اگر آپ دنیاوی تعلیم کے لیے بیسیوں سکول و کالج بدلتے ہو تو جاؤ ساری جگہ جاؤ۔ مگر یہ کیا کہ ایک سکول میں دفن ہونے کے لیے جاتے ہو؟ ایک سکول میں ہی آپ کی زندگی کا اختتام ہو جاتا ہے؟ کتنے افسوس کی بات ہے ہم علم کو دفن کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو سکولوں کی حدود میں دفن کر دیتے ہیں۔ سکول تو ہزاروں ہیں۔ اب پاکستان میں آپ کو ایک مخصوص علم کی اگر تعلیم نہیں ملتی تو آپ باہر اس لیے نہیں جاتے ہو کہ وہ آپ کو ایک علم کی تعلیم دے دے۔ بھئی آپ کا کیا خیال ہے ہم کافروں سے کیوں علم لینے جاتے ہیں؟ کبھی اس وقت ایمان خطرے میں نہیں آیا۔ پھر اپنی مذہبی درسگاہوں کو محدود کیوں کرتے ہو؟ علم اور عقل کے لحاظ سے اپنے استادوں کو کیوں محدود کرتے ہو؟ اب قرآن کی صداقت مشرق سے نہیں مغرب سے پوری ہو رہی ہے۔ میں آپ کو چھوٹا سا واقعہ سناؤں۔ میں 1997ء میں امریکہ گیا تھا۔ مجھے بہت بڑے پروفیسرز Mathematics & Relativity کے ملے۔ میری ان سے گفتگو ہو رہی تھی۔ میں نے کہا کہ تم سنگل کائنات کے پیچھے پڑے ہو میرے رب کائنات نے تو ایسی سات کائناتیں بنائی ہیں۔ میں نے ان کو آیت سنائی "اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ" کہنے لگے We have no such option اس نے انکار نہیں کیا۔ He said that "we have no such option." میں واپس آیا Only three or four months after اس نے مجھے وہاں سے فون کیا۔ اس نے کہا پروفیسر The concept of multi universes is open. آج تمام سائنسدان ملٹی یونیورس پہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ تین چار ہفتے پہلے سائنسدانوں نے ایک دوسری کائنات کا سراغ ڈسکور کر لیا۔ پہنچے نہیں ابھی۔ انہوں نے لکھا ہے شاید قیامت تک ہم دوسری کائنات تک نہ پہنچ سکیں۔ ہم نے ابھی پہلی کائنات کی دہلیز ہی

پوری نہیں کی باقی تک کیسے جائیں گے۔ مگر ان کو سراغ یہ لگ گیا کہ دو کا ئناتوں کے درمیان ایک بہت بڑا خلا جسے انہوں نے سفید شعاعی مادے سے پُر کیا ہوا ہے۔ اس سے انہیں یقین ہوتا جار ہا ہے The thesis is not yet fully confirmed. انشاءاللہ تعالیٰ العزیز آپ کے رب کی بات پوری ہوگئی اور آپ کے رب سے سچا کون ہو سکتا ہے۔

اس وقفۂ حیات کے بعد حضرات گرامی ایک آدھ سوال کا مرحلہ درپیش ہوگا۔ باقی وہاں اور کچھ نہیں پوچھا جائے گا۔ یہ تو بعد کی باتیں ہیں کہ نمازیں کتنی پڑھیں۔ وہاں جا کے صرف دو سادہ سے سوال پوچھے جائیں گے۔ قبر میں جا کے دو باتیں پوچھی جائیں گی۔ آپ کو پتہ ہے قبر کی بھینچ کیا ہوتی ہے؟ It's reliving in the grave آپ اسی طرح بیٹھے ہوئے قبر میں چلے جاؤ اور آپ سوئے ہوئے اٹھو۔ پتہ لگے میں قبر میں ہوں۔ اس وقت خوف کی جو چند ساعتیں ہیں اس کو قبر کی بھینچ کہتے ہیں۔ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کہ قبر کی بھینچ سے کوئی آزاد نہیں ہے۔ اگر کوئی ہوتا تو سعد بن معاذؓ ہوتے۔ مجھے بھی خیال آتا تھا کہ میں قبر میں جا رہا ہوں۔ میں نے سوچا یار اُدھر بڑی گھبراہٹ ہوگی۔ فرشتے پوچھنے آئیں گے۔ It's a foreign country تو اُدھر جائیں گے۔ میں امریکہ گیا تو امریکیوں سے ڈر آتا تھا۔ اتنی چھوٹی چھوٹی بات پوچھتے تھے۔ لگتا تھا ابھی واپس بھیج دیں گے۔ خبیث قوم تھی۔ شائستہ بھی نہیں تھے۔ بااخلاق بھی نہیں تھے۔ آدمی خاصا پریشان ہوتا ہے۔ جوتے اتارو یہ کرو وہ کرو۔ شریف طبع پہ یہ بارگراں ہوتا ہے مگر جب قبر میں جاؤ گے تو قبر میں سب سے عذاب ناک صورت حال یہ ہوگی کہ دنیا میں واپس بھی نہیں جا سکتے۔ قبر میں یہ مشکل بات ہے۔ مجھے بھی آپ کی طرح بڑا خوف آتا تھا۔ سب کو آتا ہے۔ میں سوچتا تھا یار کریں گے کیا میرے ساتھ قبر میں؟ فرض کرو اگر میں بہت گھبرا کے اٹھا تو میں نے سوالوں کا جواب کیسے دینا ہے؟ بڑی دیر میں اس مسئلے میں تھا کہ مجھے ایک حدیث ملی اور قربان جایئے ہمارے ماں باپ اللہ کے رسول ﷺ پر قربان، فرمایا قبر میں انسان مکمل اطمینان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ ان پہ گھبراہٹ نہیں نازل ہوگی۔ سکون وثبات کے ساتھ ان کی آنکھ کھلے گی اور سوال و جواب کے وقت ان کے اعصاب پہ کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ اتنی خوشی مجھے اس حدیث سے ہوئی' میں نے کہا شکر ہے آدمی آپنے آپ میں ہوگا تو ٹھیک ہی جواب دے گا۔ اگر ہمیں اطمینان سے اٹھایا جاتا ہے قبر میں تو لازماً ہمارا شعور بحال ہوگا۔ خوف نہیں ہوگا۔ لرزہ طاری نہیں ہوگا۔ کسی بُرے استاد

کی طرح چھڑی کا خوف نہیں ہوگا۔ظاہر ہے ہم بڑے اطمینان سے جواب دیں گے۔میرے لیے بہت بڑا مرحلہ تھا کہ قبر میں کیا ہوگا۔دیکھئے یا تو اللہ انصاف والا ہے یا ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے۔کیوں؟میں جارہا ہوں جی' پروفیسر احمد رفیق اختر جارہے ہیں۔بڑے دین دار ہوئے، بڑے کسب کیے۔ہاں جی پروفیسر صاحب Who is your God?مَــنْ رَبُّکَ؟میں کہتا ہوں کمال ہے' ساری عمر اسی میں گزاری۔ہاں اگر انہوں نے چیک کرلیا کہ واقعی یہ سچ ہے کہ خالصتاً اس نے زندگی اللہ کے لیے گزاری ہے تو آپ(خود بخود) ہی جواب آجائے گا۔چھوڑ یار اس کو' خواہ مخواہ تم نے اٹک ڈالی ہوئی ہے۔اگلے کو چیک کرو۔فرض کرو میں نے نفاق کیا اور میں اللہ کو نہیں مانتا ہوں اور اپنے بتوں کو خدا سمجھتا ہوں۔اپنے تمرد کے لیے غرور کے لیے قبضۂ غاصبانہ کے لیے خدا کو یاد کیا۔پھر میں پکڑا جاؤں گا۔نکلے گا سچ وہاں سے۔اللہ اوپر سے آواز دے گا۔Tell him he is lying آگے ایک بہت بڑی گلیکسی کھلی ہوئی ہے۔چھوٹے سے کیرٹینا سے نکل کر ادھر ہمیں جانا ہے۔اس بند کمرے سے آگے اتنی بڑی کشادگی ہے۔عذاب کی اور ثواب کی دونوں گلیکسیز کھلی ہوئی ہیں۔یہ ایک چھوٹی سی گلیکسی ہمارے پاس ہے' اینڈرومیڈا۔اس ایک گلیکسی میں ایک کھرب ستارہ ہے۔اب سوچو کون سا جہان آگے کھلنے والا ہے جہاں Atleast two hundred billion galaxies will be open for us.اس چھوٹی سی سرنگ سے قبر سے نکل کر ہم نے دوسو ارب گلیکسیز کا وزٹ کرنا ہے۔سوال کیا جاتا ہے کہ مَــــنْ رَبُّکَ؟فرض کرو ہندو کو پوچھ لیتے ہیں۔وہ کہتا ہے برہما،شیوا وشنو اندرا اور رونا متھرا سرسوتی ماں کالی درگا لکشمی۔یعنی اس بیچارے کا کنفیوژن کتنا ہے۔ترس آتا ہے مگر وہ اپنے آپ پر بھی ترس کھائے۔اب اس وقت وہ اس سوال کے جواب میں کیا کہے گا؟ انڈیا میں چھتیس کروڑ خدا ہیں۔Every third Indian has a new God اب بتاؤ وہ جو اوپر بیٹھا ہوا ہے، سنگولر ہے۔وہ اس سوال پر اتنی شدت والا ہے' وہ تو صاف کہتا ہے:"لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا "{الأنبياء:22}اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو فساد ہو جاتا۔سادی سی بات کرتا ہے۔پھر کہتا ہے:عقل کرو کیا خدا بے ساز و سامان ہے؟ عجیب سی struggle شروع ہوگئی ہوتی۔ایک خدا دس ستارے لے کے ادھر بھاگ رہا ہے،کوئی اُدھر بھاگ رہا ہے۔اس نے کہا اوپر اس قسم کی بدنظمی ہمیں گوارا نہیں ہے۔ہم ایک ہیں۔ازل سے ہیں۔ابدالآباد ہم ہیں۔ہم ہی

تمہارے خدا ہیں۔ ہم نے تمہیں تخلیق کیا ہے عقل کرو۔ اس چھوٹے سے سوال پہ پورا پرچہ نہ خراب کرلینا۔ یہی سوال ہے۔ "وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمْوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ " (155) یہ پانچ چھوٹے چھوٹے ہیڈ ہیں۔ کبھی خوف سے آزما کر پوچھیں گے کہ کون یاد آرہا ہے؟ سامنے محلے والا جادوگر یا حساب کتاب کرنے والا یاد آرہا ہے یا اللہ یاد آرہا ہے؟ بتاؤ یہ تعویذ دھاگے والے یاد آرہے ہیں یا میں یاد آرہا ہوں؟ :"لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا " {الأنبياء:22} کمال ہے یہ جو دس بیس ہزار حساب کتاب والے بیٹھے ہیں یہ اللہ کی قدرتوں میں شریک ہو رہے ہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ' اس طرح نہیں ہو سکتا۔ پروردگار کی طاقت وقدرت میں کسی شخص کو کوئی مجال نہیں:" إِلَّا بِإِذْنِهِ"{ البقره:255} مگر آپ کا خیال ہے اللہ ان چھوٹے چھوٹے شعبدہ کاروں کے ساتھ ہے؟ چھوٹے چھوٹے فضول لوگ جن کو عقل و معرفت سرے سے نصیب نہیں ہے ان کے کاغذ کے ٹیڑھے میڑھے پرچوں میں ہے؟ یا ہدو کے نعروں میں ہیں؟ ان کم بختوں کے پاس خدا کی مرضی ہوگی؟ ان تعویذ لکھنے والوں کے پاس خدا کی مرضی ہوگی یا اللہ کے بندوں کے پاس ہو گی؟ جب اللہ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو تو قرآن کہتا ہے:" فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ"{سورة النحل:43} اگر کسی بات سے شبہ پڑ جائے تو ان لوگوں سے پوچھنا جو خدا کی یاد میں رہتے ہیں۔ نماز خالی نہیں' قرآن خالی نہیں:"اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ" کتاب کی تلاوت کرو۔ اور نماز قائم کرو۔ یہ دو بڑے ضروری ہیں:" إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ "فحش و منکر سے نجات دیں گی یہ باتیں:"وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ "{العنكبوت:45} مگر ہمیں یاد کرنا بڑی بات ہے۔ یار تم نماز کے علاوہ بھی ہمیں یاد کرتے ہو' حالانکہ نماز بھی یاد ہے:"وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي" {طه:14} نماز قائم کرو میری یاد کے لیے۔ مگر اس کے بعد بھی کوئی یاد کرتا ہے، شاباش میرے بندے کمال کر دیا تم نے اُنس اور محبت میں ہمارے ساتھ' کمال کر دیا۔ مجھے نہیں پتہ کون پیر فقیر چلّے کھنچواتا ہے اور کون مولوی ہمیں خواہ مخواہ کی fatigues ڈلواتا ہے۔ اللہ نے اصول یاد طے کر دیے:"وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ "ہمیں یاد کرنا بڑی بات ہے۔ مگر اللہ میاں یاد کیسے کریں؟ ڈر ڈر کے کریں؟ کانپ کانپ کے کریں؟ مر مر کے تجھے یاد کریں؟ کیسے یاد کریں؟ پھر اس نے اپنے طریقے بتائے' اس نے کہا

دیکھو یاد بڑی بات ہے، مچھلی کے پیٹ میں یونسؑ کتنا پاک صاف رہتا تھا۔ عفونت گندگی غلاظت گلنا سڑنا۔ حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے مگر ان تین دنوں میں حال یہ ہو گیا کہ بدن گل سڑ گیا۔ اللہ نے نکال کے باہر رکھا۔ ایک کدو کی بیل نے سایہ کیا۔ تھوڑا آرام آیا۔ اللہ نے بیل سکھا دی۔ حضرت یونسؑ بڑے آزردہ ہوئے' اے پروردگار میں نے کیا اتنا بڑا گناہ کر دیا تھا؟ میں نے ایک چھوٹی سی غلطی کی تھی۔ میں نے معافی مانگ لی' آپ نے معاف کر دیا۔ اس بیل سے مجھے ذرا سا سکون پہنچ رہا تھا آپ نے اس کو بھی سکھا دیا۔ اللہ نے کہا اے یونس بن متی میں نے ایک لاکھ کا شہر آباد کیا۔ تو انہیں بددعا دے کے نکل آیا۔ کیا مجھے اپنے بندوں سے محبت نہ ہوتی؟ ہمدردی نہ ہوتی؟ اے پیغمبر تو انہیں بددعا دے کے نکل آیا مگر ہمیں اتنے بڑے شہر اور انسانوں کا غم تھا اگر یہ برباد ہو جاتا۔ تجھے تو ایک چھوٹی سی چیز (کدو کی بیل) کے ضائع ہونے نے دکھ دیا۔ مجھے اتنے بڑے شہر کے برباد ہونے کا دکھ نہ ہوتا؟ یہ بڑا دلیل باز اللہ۔ ہر بات کی دلیل دیتا ہے۔ اس لیے میں نے تیرے ہی کرم سے اور تیرے ہی توسط سے ان کو بخش دیا اور ان کے تائب نے جب لوگوں سے کہا پیغمبر بددعا دے کے نکل گیا ہے۔ بچت کوئی نہیں ہے۔ اکٹھے ہوئے، گڑگڑائے، روئے اپنے پیغمبر کا واسطہ دیا اور یوں ان کے سر سے سائبان کا عذاب ٹل گیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس یاد کے manners کیا ہیں؟ بہت ساری خوشبوئیں؟ اگر بتیاں؟ وضو رگڑ رگڑ کے؟ عمامے دستار بندیاں؟ یہ چیزیں کر کے ہم اللہ کے حضور جائیں تو وہ قبول کرتا ہے؟ نہیں: "فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ" جب تم اپنے کام کاج پورے کرلو "فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ" مجھے ایسے یاد کرو جیسے ماں باپ کو کرتے ہو۔ ان کو ہر لباس میں یاد کر لیتے ہو۔ ہر رنگ میں یاد کر لیتے ہو۔ ماں باپ کو یاد کرنے کے لیے کوئی سپیشل سوٹ تو نہیں پہننا پڑتا۔ کوئی ٹائی تو نہیں لگانی پڑتی۔ اگر ماں باپ مر جائیں تو کیا خیال ہے آپ کو لیوائز کی جینز پہننی پڑتی ہے؟ manner یہ ہے کہ خوف سے نہیں وحشت سے نہیں گریہ صحبت کے لیے نہیں ڈر ڈر کے نہیں لک چھپ کے نہیں، ذرا زیادہ یاد کرو۔ ماں باپ میں دیتا ہوں بچے میں دیتا ہوں' کردار میں دیتا ہوں' اخلاق میں دیتا ہوں' رزق میں دیتا ہوں' پہلا سانس میں دیتا ہوں' آخری سانس میں دیتا ہوں: "فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا" {فاطر: 10} عزت و توہین میں دیتا ہوں۔ مرض میں دیتا ہوں: "وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ" {الشعراء: 80} شفا میں دیتا ہوں۔ سب کچھ میں دیتا ہوں۔ میرے سوا کوئی اور

امپورٹنٹ ہے؟ اگر میں امپورٹنٹ ہوں تو یاد زیادہ کر دو۔ اگر باپ کو دس مرتبہ یاد کرتے ہو مجھے گیارہ مرتبہ یاد کرو: "أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا "{البقرة:200} تھوڑا زیادہ کرو۔ مجھے یہ انداز چاہیے۔ مجھے اپنے بندے کی محبت چاہیے۔ اللہ فرماتا ہے میرے دل میں آرزو ہے، حسرت ہے۔ آپ کہو گے اللہ بھی حسرت کرتا ہے؟ ہر خواہش کی ابتدا اللہ سے ہے۔ ہر چیز کی ابتدا اللہ سے ہے" يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ "{یس:30} اے لوگو مجھے حسرت ہے کہ تمہیں یاد کیسے کرنا چاہیے اور کرتے کیسے ہو؟ ہر چیز مجھ سے جاری ہوتی ہے تمہارے لیے۔ اول و آخر میں ہوں۔ اس کے باوجود تم سب سے زیادہ negate مجھے کرتے ہو۔" يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ "{یس:30} مجھے حسرت ہے تم جیسے لوگوں پر کیسی بدبختی ہے یہ۔ میرے ساتھ تم کتنی بے ایمانی کرتے ہو۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے گندی کھجوریں مسجد نبوی پہ لٹکا دیں۔ اللہ نے کہا اچھا تمام دولتِ دنیا کا مالک مَیں ہوں، عطا و بخشش کا مالک میں ہوں۔ ایک ذرہ ذرہ کی عنایت کرم میں کروں۔ تمہیں اچھی بری کھجوریں مَیں دوں اور سب سے بدترین کھجوریں میرے لئے دو۔ پھر کہا اے بخیل انسان "وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ" {النساء: 128} حضرتِ انسان کو ہم نے بخل پہ جمع کیا۔ تو کہا اے بخیل اگر بہترین چیز اللہ کی راہ میں نہیں دے سکتا تو بری بھی تو نہ دو۔ بدترین بھی تو نہ دو۔ چلو میں فیصلہ دیتا ہوں' میں جانتا ہوں اے انسان کہ تو بخیل ہے۔ اگر بہترین چیز اللہ کیلئے نہیں دے سکتا تو درمیانی دے دے۔ بولے اتنی بری بھی نہ دو، تم اپنے کریم کی توہین کر رہے ہو۔ تم اپنے عطا و بخشش کی توہین کر رہے ہو۔ تمہیں ساری دنیا میں نے دی، دین میں نے دیا، اخلاق میں نے دیا یہ مراتب عالی میں نے دیئے۔ کوئی اور نہیں دے سکتا تھا۔ یہ تمہاری عقل کہتی ہے کہ جس نے سب کچھ دیا ہو اس کے نام پہ جو فضول گلی سڑی روٹی، دس دن کی دیمک زدہ پڑی ہے وہ اٹھا کہ تم دے دو۔ یہ تمہاری عقل کہتی ہے کہ پھٹے پرانے ناقص کپڑے میرے نام پہ دو؟ یعنی اتنے واہیات کہ آج کل تو فقیر شرما جاتا ہے۔ وہ اٹھا کے باہر پھینک دیتا ہے۔ وہ میرے نام پہ دیتے ہو؟ اللہ کہتا ہے بلا سے اگر تمہارا دل کوئی بہت اچھی چیز دینے کو گھبرا جائے' نہ دو، کوئی درمیانی چیز دے دو۔ خدا سے اتنی محبت تو ضرور ہونی چاہیے کہ شرم آنی چاہیے کہ عطا و بخشش میں سے بدترین چیز ہم اس کے نام پہ دیتے ہیں۔ خدا کہتا ہے پہلے تو کہا کہ محبت سے یاد کرو۔ پھر کہتا ہے: "فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ" دو اصول اپنی یاد کیلئے، محبت سے کرو اور یہ کہ "فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا

وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ" کھڑے بیٹھے قدموں کے بل جب میری یاد آ جائے کر لو۔ سفر کرتے ہوئے، آنکھ کھلے نیند سے وضو ہو نہ ہو، دل تمہارا چاہے، زبان تمہاری چاہے، تو جب چاہے میری یاد آئے کرلو۔ جیسے میں نے حضرت یونسؑ بن متی کو معاف کر دیا۔ سیدھا سادا سا انداز رکھو، مجھے یونسؑ کا انداز بڑا پسند ہے۔ وہ بڑا بندہ تھا، مسکین تھا۔ اس نے ایک بات کہی بڑی سادگی سے: "فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ "{انبیاء:87} اے اللہ تو پاک ہے، مجھ ہی سے خطا ہو سکتی تھی، میں نے خطا کی ہے مجھے بخش دینا مجھے معاف کر دینا۔ اے اللہ Oh Lord God, I have made a mistake, I am sorry. بس اتنی سادی سی بات ہے' کوئی پیچیدگی نہیں چاہیے، کوئی چلّے نہیں چاہئیں، کوئی آپ کو وائز ذات نہیں چاہئیں، کوئی ایسا ٹیکنیکل سسٹم اس نے نہیں دیا جس کو follow کرنے میں انسان کہے کہ مجھے خدا کو منانے میں بڑی مشکل پڑتی ہے۔ سیدھی سادی سی بات کہو Oh Lord God اے پروردگار تو تو ہر خطا سے پاک ہے: " أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ "{انبیاء:87} تو تو ہر خطا سے پاک ہے۔ مجھ ہی سے ہوئی ہے ناں خطا، مجھ سے ہوگئی ہے۔ i am sorry تو خدا کہتا ہے کہ میں نے یونسؑ کو پناہ دی۔ خالی ادھر نہیں' مزید فرمایا اگر کوئی اس سیدھے سادے انداز میں میرا بندہ مجھ سے معافی طلب کرے گا تو فرمایا: "وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ "{انبیاء:87} تو میں قیامت تک اپنے بندوں کو معاف بھی کروں گا نجات بھی دوں گا۔ یوں سیدھے سادے مختصر سے لہجے میں جس کسی نے بھی اعتراف گناہ کیا۔

حضراتِ گرامی اگر اللہ کی مغفرت کا اتنا مکمل احساس دل میں ہو تو موت کیا اور حیات کیا۔ کس کو مرنے سے ڈر ہے؟ مرنے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ دھاگوں سے بندھے ہوئے ہو۔ ایک چھوٹا چھوٹا سا دھاگہ، کوئی مکان کے ساتھ کوئی بچی کے ساتھ کوئی بیوی کے ساتھ کوئی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ کوئی عزت کے ساتھ کوئی دشمنی کے ساتھ۔ یہ اتنا بڑا جو ایمان کا دیو ہے ناں تم میں، یہ چھوٹے چھوٹے دھاگوں سے دنیا میں بندھا ہوا ہے۔ ان دھاگوں کو توڑتے رہو، توڑتے رہو، قبر تک پہنچو گے تو دھاگے نہیں ہوں گے تو ہنستے کھیلتے چلو گے۔ جو آگے خوبصورتیاں ہیں وہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں۔ آپ کی آنکھ سے ہٹا کے چھپا کے کیا نعمتیں جو اللہ

نے رکھی ہیں۔ اگر کبھی کہیں کوئی ان کی ایک جھلک دیکھ لے فقط ایک جھلک تو قبروں کے سرہانے اٹھنیں لگی ہوں کہ پہلے میں! پہلے میں! پہلے میں! مگر چونکہ آپ کو پتا نہیں' آپ ان فضول کیچڑ کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کمزور دھاگوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ آپ کو قبر تک پہنچنے سے بڑا خوف آتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھا دل دے' اچھا ایمان دے اور ہمیں اگلے وقتوں کے لیے تیار کر دے۔ اور ہم اس طرح جائیں جیسے اقبالؒ نے کہا ہے

نشانِ مردِ حق دیگر چہ گویم

کہتے ہیں کہ میں مردِ حق کا اور کیا نشان دوں آپ کو بتاؤں؟

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

جب اس کی موت آتی ہے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔ کہ میں اب اپنے اصلی گھر اصلی منزل اور بہت اچھی جگہ بہت دور جا رہا ہوں۔ اب مجھے اس واہیات سے جسم و جاں کی مجبوری سے نجات مل رہی ہے۔ اب فضائے بسیط میں ملائک کی طرح جنات کی طرح میں بھی تصرف فی الوجود رکھوں گا۔ جس لباس میں چاہوں گا آؤں گا۔ مجھے اللہ آزادی بخشے۔ عالمِ علیین میں کائناتِ بالا میں جنت الفردوس میں اللہ سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ May Allah with you.

Thank you very much.

انسان اور کائنات

Human & Universe

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا

(الاسراء:80)

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الصٰفٰت:83-180)

خواتین وحضرات! تھوڑا سا اگر آپ غور کرلو تو اس کائنات کو سمجھنے اور اس ڈیزائن کو دیکھنے والا میں ہی تو ہوں آپ ہی تو ہو۔ اور کون ہے؟ اور اگر خدا ڈیزائنر ہے تو اس کا سب سے بہترین ڈیزائن میں ہی تو ہوں گا کہ میری وجہ سے اس کے باقی ڈیزائن بھی نمایاں ہو رہے ہیں۔ تو اس کا کیا مطلب ہوا کہ I don't beleive in Allah - a personal God. کتنی احمقانہ statement ہے۔ ہاکن ان سے بھی باکمال بات کر گیا۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ان عظمتوں کے ساتھ ایسی پستی فکر کیوں آتی ہے؟ فرمایا کہ میں خدا پہ یقین نہیں رکھتا۔ نہ کرو! اللہ کون سا آپ کی منت فرما رہے ہیں۔ کہتے ہیں میں خدا پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ Big Bang سے پہلے ٹائم نہیں تھا۔ ٹائم نہیں تھا تو خدا بھی نہیں تھا۔ اب شریف آدمی سے پوچھا جائے

کہ ذرا سی بات تمہیں سمجھ نہیں آئی کہ تم نے خدا نہیں پیدا کیا' خدا نے وقت پیدا کیا۔ ابھی میں آپ کو اللہ کی گرفت زمان و مکاں پہ بتاؤں گا۔ خواہ کوئی بھی دانشور ہو، فلسفی ہو، آرٹسٹ ہو، مصور ہو مفکر ہو، ایک چیز ڈھونڈ رہا ہے اس چیز کا نام ہم نے رکھا ہے T.O.E.(Theory of Every Thing) کائنات، انسان، زمین اور خدا، ان سب مفروضوں کو explain کرنے کے لیے ہمیں ایک consummate theorem کی ضرورت ہے۔ اس کو کہتے ہیں T.O.E. ایسی تھیوری جو existence of human بھی ثابت کر سکے، creation of universe پہ بھی اثبات بن سکے' خدا پر بھی دلیل دے سکے۔ عجیب سی بات ہے کہ ہمیں آپ سارے پوچھتے ہو کہ ہمیں خدا نے کیوں بنایا؟ ہمیں اللہ نے کیوں پیدا کیا؟ اللہ ہے کون ہمیں پیدا کرنے والا؟ سب سے بڑی بات جو ہمارے ذہن، آج کے ذہن میں پیدا ہوتی ہے' دیکھیے پہلے شرک بہت بڑا گناہ تھا۔ میرے اور آپ کے آباؤ اجداد میں سے ایک سیدنا ابراہیمؑ بھی تھے۔ ہم مسلمان جو ہیں ہمیں ایک ٹائٹل دیا گیا ہے۔ ہر موحد کو یہ ٹائٹل دیا گیا۔ وہ یہ ہے کہ "مِـلَّةَ أَبِـيْكُـمْ إِبْـرَاهِيْـمَ" کہ تم ابراہیمؑ کی ملت ہو۔ تم ابراہیمؑ کی معنوی اولاد ہو۔ ہر مسلمان کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ: "مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ" یہ جتنے موحد ہیں چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کے امتی ہوں ﷺ مگر وہ دراصل "مِـلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ" کہ وہ ابراہیمؑ کی ملت ہیں۔ ملتِ ابراہیمؑ کیوں؟ اگر وہ پراسس دیکھو جس سے ابراہیمؑ نے خدا کو پہچانا تو آپ حیران ہوں گے کہ وہ کسی بھی جدید ترین یونیورسٹی کا اعلیٰ ترین Method of inquiry ہے۔ deductive logic ہے۔ Inductive logic ہے۔ یہ دو طریقے ہوتے ہیں کہ کسی چیز کو ثابت کرنے سے پہلے proposition بنا لو اور اس کے بعد accordingly اس کی شہادتیں مہیا کرنی شروع کر دو۔ 'خدا ایک ہے' آپ ایک proposition بنا لیتے ہو۔ But there are so many claimant of God. ہم ایک ایک کو چیک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پتہ لگا کہ وہ خدائی منصب کے قابل ہی نہیں تھے۔ نمرود نے کہا میں خدا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اچھا! آپ ذرا اس argument پر غور کرو جو ابراہیمؑ نے نمرود کو دی تھی۔ ایک دربار تھا۔ دربار میں نمرود نے دعویٰ کیا کہ میں بھی تو خدا ہوں۔ بندوں کو زندہ کرتا ہوں۔ بندوں کو مارتا ہوں۔ ایک قاتل کو چھوڑ دیا۔ ایک شریف آدمی کی گردن اڑا دی اور کہا دیکھو میرا بھی تو زندگی پہ

ویسے ہی اختیار ہے جیسے تمہارے خدا کو ہے۔ مگر ادھر حضرت ابراہیمؑ نے کیا مثال دی اور غور کرتا کہ یہ آج کے دور میں بھی اس کا بطلان ہو سکتا ہے؟ اس آرگومنٹ کو بھی غلط کہا جا سکتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ نے کہا میرا رب جو ہے مشرق سے سورج چڑھاتا ہے، تُو مغرب سے چڑھا دے۔ میں تمہیں خدا مان لوں گا۔ کہا کہ تیری ایک دربار کی حکومت ہے اور پروردگار ایک دربار تک محدود تو نہیں ہوتا۔ میرا پروردگار مشرق سے سورج چڑھاتا ہے تُو مغرب سے چڑھا دے۔ اللہ کہتا ہے "فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ" {البقرۃ:258} کافر مبہوت ہو گیا اس argument سے۔ ظاہر ہے اس کی رسائی نہ کائنات تک تھی اور نہ اپنے ملک سے باہر تھی۔ چہ جائیکہ وہ خدا بنا پھرتا تھا۔ دوسری انہوں نے ایک بڑی خوبصورت بڑی مزیدار proposition بنائی۔ میں اس لیے آپ کو بتا رہا ہوں کہ کل کو آپ کو خدا سمجھنے کی ضرورت پڑے تو آپ کو scientific thesis کی ضرورت ہوتی ہے۔ emotional thesis کی نہیں۔ آپ کہتے ہیں میرا تو اللہ پہ یقین ہے۔ میں تو بہت اللہ کو مانتا، مانتی ہوں۔ میں تو پیدائشی مان رہا ہوں۔ میں تو سات نسلوں سے مان رہا ہوں۔ اور خواتین تو بے حد و حساب مان رہی ہوتی ہیں مگر۔ کیا خدا اس ایمان کو پسند کرتا ہے؟ No absolutely not "اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ" {الانفال:22} بدترین جانور میرے نزدیک وہ لوگ ہیں جو سنی سنائی اُوٹ پٹانگ، اندھوں اور بہروں کی طرح مجھ پہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ طعنہ مسلمان کو نہیں مل سکتا کہ ہم اندھا دھند اعتقاد رکھتے ہیں۔ Blind faith is the most hateful thing in the eyes of God. اس کی ایک وجہ ہے۔ اس نے ایک دولتِ عظیم آپ کو عطا کی۔ ایک فکرِ عظیم عطا کی، خلافت علم و عقل عطا کی۔ اس نے آپ کو بادشاہِ مخلوقات بنایا۔ مالکِ ارض و سما بنایا۔ اس نے آپ کو خلافتِ ملائکہ بخشی۔ شیاطین پہ حکمران کیا۔ آج کل یہ حال ہے ایک شیطان کے ڈر کے مارے ہم گلی کوچے کے جادوگر ڈھونڈتے ہیں۔ بھلا سوچو کوئی جن مجھ سے بڑا ہو سکتا ہے۔ وہ جو میرے سامنے سجدہ ریز ہوا ہے: "وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ" {البقرہ:34} پھر سوائے ابلیس لعین کے۔ اور اس نے بھی میری اہلیت سے انکار نہیں کیا۔ شیطان نے میرے علم و فضل سے انکار نہیں کیا۔ میں آپ کو بتا دوں۔ یہ جب پیچ پڑا تو اللہ نے کہا اللہ کا بعد میں ذکر ہو گا یہ کون؟ کہا کہ "قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا" {البقرہ:124} میں نے

فیصلہ کیا کہ میں انسانوں میں امام مقرر کروں گا، ایک اور میں خلیفۃُ اللّٰہ فی الارض پیدا کروں گا۔ سب آ گئے دعویدار۔ زمین بڑی خوبصورت تھی۔ جنت تو بہت ہی خوبصورت ہے۔ آپ کو تو تین باغ یاد ہیں۔ جن میں چھوٹے چھوٹے جھولے پڑے ہوں گے بارشوں کے وقت آم کھائے جارہے ہوں گے، مگر دراصل جنت کا حدود اربعہ اللہ نے قرآن میں دیا ہے: "عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ "{اٰلِ عمران :133} جنت کی چوڑائی سات آسمانوں اور سات زمینوں سے بھی زیادہ ہے۔ ?Can you imagine ہاں شاید آج کا Physist آج کا Cosmologist آپ کو کچھ اندازہ دے سکتا ہے کہ کائنات کیا ہے' اور ایک کائنات۔ ساری نہیں۔ اللہ سات کائناتیں بنا کے بیٹھا ہے اور سات زمینیں بنا کے تواتر سے بنائے جارہا ہے بگاڑے جارہا ہے۔ انتخابِ حیات کیے جارہا ہے:"اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ "اللہ وہ ہے جس نے سات کائناتیں بنائی ہیں اور اسی طرح کی سات زمینیں۔ ہر یونیورس کی سات زمینیں' خواتین و حضرات ہر یونیورس پہ ایک زمین ہے۔ یہ جو ہماری زمین ہے اللہ کے رسول ﷺ کے قول کے مطابق سب سے اونچی والی زمین ہے۔ ہم بالاترین زمین ہیں۔ ہم سے نیچے سات کائناتیں ہیں مگر اس کائنات میں طول و عرض کا کیا پتہ لگتا ہے۔ اونچائی کدھر سے شروع ہوتی ہے۔" رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ " کہاں مشارق ہیں کہاں مغارب ہیں ہمیں کیا پتہ لگتا ہے؟ کائنات کیا ہے؟ سائنس بہت ترقی یافتہ ہو کر بھی اس بچے کی طرح ہے جو شاید کانچ کے ٹکڑوں سے کھیل رہا ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو برتری بخشی تو تمام ملائکہ نے ایک اعتراض کیا، اس میں شیطان بھی تھا:" قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ "یہ کیا؟ یہ بڑا تخریب کار ہے اس طرح ایک bilogical انسان زمین پہ پل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک باڈی بنانی شروع کر دی تھی جو ہماری قید کا آخری مرحلہ تھا۔ لوگ بڑا کہتے ہیں کہ آسمان پہ آدم تھا تو زمین پہ کیسے آ گیا۔ کچھ لوگ بیچارے ڈارون کو گالیاں دیتے ہیں کہ ڈارون مشرک تھا کافر تھا۔ ڈارون نے کہا کہ حیات زمین سے شروع ہوئی۔ کوئی شک ہی نہیں کہ حیات زمین سے شروع ہوئی۔ قرآن خود کہتا ہے' "وَاَنْبَتَنَا فِی الْاَرْضِ" میں نے تمہیں زمین سے اُگایا ہے۔ بات تو اتنی ہے کہ آپ adjust نہیں کر سکتے۔ نہ آپ صحیح قرآن پڑھتے ہو نہ صحیح سائنس، تو

آپس میں مفاہمت کیسے ہو؟ فرشتہ بھی تو زمین پہ آتا تھا۔ جن بھی آتا ہے۔ اب بھی لوگ خدا کے اتنے قائل نہیں ہیں جتنے جن کے آپ ان سے پوچھ کے دیکھو جنات کہاں رہتے ہیں؟ آپ ان کو ڈھونڈ کے دیکھو کہاں رہتے ہیں؟ ان کی planing کیا ہے؟ ان کی خوراک کیا ہے؟ وہ کہاں سے آئیں گے، کہاں جائیں گے؟ اس سوال پہ کتنا پرابلم بنتا ہے مگر انسان نے زمین پر مستقل رہنا تھا۔ آسمان پہ یہ تینوں برابر تھے۔ آسمان پہ اس شکل میں میرا ملائکہ سے مِیچ نہیں پڑا۔ نہ۔ یہ نہیں تھا کہ میں اس صورت حال میں جبکہ میرے پاس اتنی مجبوریاں ہیں۔ میرے پاس vision کی مجبوری ہے۔ میرے پاس ہاتھوں کی مجبوریاں ہیں۔ میری آمدورفت پہ مجبوریاں ہیں۔ میری قدرتِ فکر پہ مجبوری ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارا اس جسم میں اوپر مِیچ پڑا ہو۔ ظاہر ہے اگر جن trasformer ہے، فرشتہ transformer ہے تو جب مِیچ پڑا ہوگا تو میں بھی tranfsformer ہوں گا۔ میں بھی جلیے بدل لیتا ہوں گا۔ میں بھی shapes تخلیق کر لیتا ہوں گا۔ ابھی بھی آپ کو پتہ ہے کہ زندگی میں بھی ہم ایک صورت بدلتے ہیں۔ ایک دفعہ ایسی ہی ایک مجلس میں ایک خاتون کا بچہ رو رہا تھا تو وہ اسے بڑی معصومیت سے چپ کرا رہی تھی۔ مجھے تھوڑی سی ہنسی آ گئی۔ میں نے کہا خاتون اس کی عمر تو کوئی پانچ ارب پچاس ہزار سال ہے جس کو تم سمجھا رہی ہو۔ یہ ہنستا ہوگا کہ مجھے کس غیر معقولیت سے منایا جا رہا ہے۔ حدیثِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ تمام انسانوں کی ارواح تخلیقِ زمین سے پچاس ہزار سال پہلے پیدا کی گئیں۔ تو You can imagine کہ ہم کب سے پیدا ہوئے تب ہمارا کیا وجود تھا؟ اب ہمارا کیا وجود ہے؟ آگے ہمارا کیا وجود ہوگا؟ جہنم کی خبر دیتے ہوئے اللہ نے کہا کہ آدمی کا ایک جسم جب عذاب کا عادی ہو جائے گا ہم اس کو دوسرا جسم دے دیں گے۔ یعنی جیسے ہمارا جسم ہے اس نے ادھر ضائع ہو جانا ہے۔ پیچھے سے آیا ہوا جسم ادھر رہ گیا ہے۔ آگے جاتے ہوئے اور اجسام ملیں گے۔ ایک انسان کو ستر ستر اجسام بھی مل سکتے ہیں بلکہ ستر ہزار اجسام بھی مل سکتے ہیں۔ اس کی جو basic chip ہے وہ eternity indestructible کی حامل ہے۔ basic chip کے بارے میں دو اچھے لطیفے ہیں۔ ایک حقیقت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک سو بیس دنوں کے بعد وہ چپ جسے روح کہتے ہیں بطنِ مادر میں رکھ دی جاتی ہے۔ Now that's recorded۔ جس کو آپ جین کہہ لو۔ جس میں ہر چیز جمع ہوتی ہے۔ ریکارڈنگ اتنی پکی ہوتی

ہے کہ ڈولی بھیڑ جوکلون کی گئی تھی وہ بھی پانچ برس میں مرگئی۔ کیونکہ پہلی ڈولی بھی پانچ برس میں مر گئی تھی۔ اس کا basic chip کا ریکارڈ خراب نہیں ہوا۔ جب بھی کلوننگ کی جائے گی تو آپ کا جو اگلا جسم ہے وہ اتنا ہی زندہ رہے گا۔ جتنا آپ کا پہلا جسم ہے۔ Chip کوڈس ریکارڈ نہیں کر سکتے۔ باقی آپ زندہ ہوئے مر گئے جیسے بھی ہوا وہ ایک علیحدہ Question تھا۔ مگر ہمیں داد دی گئی کہ عقل کے بغیر میں تمہارے وجود سے نفرت کروں گا۔ میں نے اتنا بڑا انعام دے کر یہ چاہا تھا کہ تم سیکھو پڑھو۔ خواتین وحضرات کہ یہ واحد مذہب تھا' یہ میں نہیں کہتا کہ باقی مذاہب صحیح نہیں تھے کیونکہ باقی مذاہب بھی ہمارے تھے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر محمد رسول اللہ ﷺ تمام مذہب ہمارے تھے۔ مگر ایک بات تو ہے کہ اگر آپ نے میٹرک پاس کیا، پھر آپ نے ایم ایس سی پاس کیا' اب اگر آپ تختی لگاؤ گے تو ایم ایس سی کی لگاؤ گے نہ کہ دوبارہ میٹرک کی بھی تختی لگاؤ گے۔ مذاہب پراگرس کرتے رہے۔ کرتے کرتے شریعتیں بدلتی رہیں۔ صحائفِ موسوی سے پھر کتابیں آنی شروع ہوئیں۔ کتنے ہی اولوالعزم پیغمبران قدس ظہور ہوئے۔ پھر بالآخر قرآن پہ بات ختم ہوئی۔ قرآن پہ اس طرح ختم ہوئی کہ " اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً "{المائدہ:3} آج message بھی ختم کیا' messanger بھی ختم کر دیا۔ messanger کی ضرورت نہیں رہی تھی، عقل بالغ ہو چکی تھی۔ اب آپ intellectual ہو چکے تھے۔ اس جبلی دور سے گزرتے ہوئے جب سے آپ پیدا ہوئے' neolithic age سے آگے بڑھتے ہوئے، زمانہ حجر سے آگے بڑھتے ہوئے اور Bronze age سے آگے بڑھے جب آپ نے چوتھی Ice Age دیکھی جس میں پندرہ پندرہ بیس بیس میل اونچی برف پڑی۔ زمین پہ سب کچھ فنا ہو گیا۔ پھر ایک ایک نکڑ سے ایک ایک مخلوق نکلنا شروع ہوئی اور روح جو وآدم بھی اس وقت بے ہوشی کے عالم میں آ گے آیا۔ اب ایک مزے کی بات آپ کو بتاؤں' بعض اوقات پرانی کہانیاں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ اب بھی آدمی اگر بے ہوش ہو جائے تو ہمارے ہاں اسے نخلخہ سونگھاتے ہیں۔ Something irritable to the nose. تو ایک دم سے چھینک آتی ہے۔ تو آدمؑ بھی بڑی دیر کے بعد جب ایک بڑی لمبی age کے بعد ہوش میں آئے' ہوش میں تو آ ہی نہیں رہے تھے۔ اس کے بارے میں دو سٹیٹ منٹس ہیں۔ ایک تو Will Durant کی ہے کہ جو آخری Frozen man تھا وہ چوتھی آئس ایج کے بعد

باہر آیا And he was so dull so dirt یہ Will Durant کہہ رہا ہے، سائنس اور انتھروپالوجی کہہ رہی ہے کہ ناگہاں ایک تجلی ایک ہیوی الیکٹرک چارج اس کے ذہن پہ آیا and his mind increased صاحبو ہمارا فرسٹ کزن Capuchin Monkey ہے۔ یہ 350cc والا ہے جبکہ ہمارا برین سترہ سو، انیس سو، دو ہزار، اکیس سو سی سی پہ مشتمل ہے۔ تو پہلے تو کزن سے ہماری بہت بنتی تھی۔ کیونکہ اکٹھے ہی رہے تھے جونہی وہ flash آیا تھا بقول ول ڈیوران کے وہ سوچتا ہوا انسان بن گیا۔ This is once again the same question یہ وہ سوال ہے جس کے بارے میں انسان کو پوچھنا چاہیے کہ آخر ہم میں کیا صفت تھی کہ ہم ایک دم انسان بن گئے۔ تو اس flash کے بعد جب external flash آیا تو ہمارا برین بڑھ گیا۔ Suddenly we became special, suddenly we became homosapien. شیخ محی الدین ابن عربی نے ایک کتاب میں لکھا کہ خدا انسان کو بنا کر مدتوں اس پہ غور کرتا رہا۔ پچاس ہزار سال اس پہ غور کرتا رہا پھر ناگہاں اس پہ تجلی فرمائی اور وہ سوچتا ہوا انسان تھا۔ تقریباً تقریباً سائنس اور صوفی ایک ہی طرح کی بات کر رہے ہیں۔ Almost the same thing کہ اتنے سال وہ dull رہا، frozen رہا مگر جب اس کو ہوش آیا تو وہ سوچتا ہوا انسان تھا۔ آپ کو یاد ہے بڑے بوڑھے پرانے ماں باپ بتاتے تھے کہ چھینک کے بعد الحمدللہ کہنا چاہیے۔ بڑے پرانے لوگوں کا چھینک کے متعلق یہ نظریہ تھا۔ اور آج کا ماڈرن آدمی بھی کہتا ہے جی فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں۔ یہ actually اسی incident سے related ہے۔ جب سب سے پہلے آدم کو ہوش آیا' suddenly وہ روحِ آدم جب وجودِ آدم میں ڈھلی، زمین پہ پیدا ہونے والا یہ پہلا سوچنے والا انسان تھا۔ زمین پہ اس کا نام انسان ہے اور کائنات بالا میں جس انسان نے وجود پایا اس کا نام آدم ہے۔ جب آدم انسان کے پیکر میں ڈھلا اس کو چھینک آئی تو اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ کیونکہ روح اپنے مالک کو پہچانتی تھی۔ جواب میں فرشتوں نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ۔ آپ تو بے تحاشا چھینکتے ہو پھر بھی یہ نہیں کہتے ہوں گے۔ ویسے زیادہ چھینکیں ہوں تو نزلہ ہے اور اگر ایک چھینک ہو تو پھر اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ اللہ میاں نے بنایا کیوں یہ سارا کچھ؟ کائنات بنادی، اسی طرح انسان

بنا دیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے خدا کی مرضی کیا تھی؟ بہت سارے لوگ کہتے ہیں خدا کی کوئی مجبوری تھی۔ لیکن سچ یہ ہے کہ بڑے لوگوں کی "مجبوری" نہیں ہوتی بلکہ بڑے لوگوں کی "مرضی" ہوتی ہے۔ ہمارے پاس دو شہادتیں ہیں کہ اللہ نے یہ سب کچھ کیوں بنایا' صرف دو۔ ایک حدیث قدسی ہے "کُنْتُ کَنْزًا مَخفِیًا" کہا میں چھپا ہوا خزانہ تھا" مااَحْبَبْتُ" مجھے یہ بات اچھی لگی۔ مرضی ہے اس کی بنانے والا ہے مجھے تو عجیب سا لگتا کہ اتنا بڑا خدا اتنا طاقتور خدا ہمیشہ مہربان ہی کیوں ہوتا ہے؟ وہ تو سرتا پا خیر لگتا ہے۔ اگر میرے بس میں خدائی ہوتی تو ساری دنیا تباہ ہو جاتی۔ اللہ کہتا ہے: "لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا " {الأنبياء22} اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو فساد ہوتا۔ میں واحد ہوں میں اکیلا ہوں بالکل۔ وہ کہتا ہے میں اکیلا تھا اتنی ساری کائناتیں "بنا ہو" کے میں نے سوچا کوئی اچھی تعریف کرنے والا بھی تو ملے۔ اگر سچ پوچھو تو اس نے آپ پر بڑا اعتماد کیا۔ عقل دی فراست دی منطق دی۔ چاہا کہ تم سوچو پڑھو لکھو: "اِقْــرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ "{سورۃ العلق :1} واحد مذہب ہے ویسے میچورٹی کا یہ عالم ہے کہ شروع ہی پڑھانے سے کر رہا ہے۔ قرآن شروع کر رہا ہے تو عبادت سے نہیں کر رہا کہ اٹھو نماز پڑھو روزے رکھو۔ نہیں نہیں۔ "اِقْـرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ" پڑھو پڑھاؤ یہی اسلام ہے۔ سارا اسلام پڑھنے اور پڑھانے میں ہے۔ سیکھنے میں ہے جاننے میں ہے۔ جاننا کس کو ہے؟ If you collect all the possible information about the human progress, ایک fact سامنے آئے گا۔ ایک قول سامنے آئے گا۔ وہ یہ کہ انسان کی تمام تعلیم اپنے (خود کو) جاننے کے لیے ہے۔ The best of the result of human education is to know himself. حضرت عیسیٰؑ سے کسی نے پوچھا تھا کہ خدا کیسے ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا. know thyself and you shall know thy God پھر اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ مَنْ عَـرَفَ نَفْسَـهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّـهُ پھر اللہ ہی کے رسول ﷺ کی بڑی خوبصورت حدیث ہے۔ خدا جسے اپنا علم دینا چاہتا ہے اس کی آنکھ اس کے اوپر کھول دیتا ہے۔ یہ مقاصد انسان کیوں تھے؟ اس لیے کہ اللہ نے کہا "کُنْتُ کَنْزًا مَخفِیًا" میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا' سبحان اللہ تعالیٰ العزیز' فَـاَحْبَبْتُ" مجھے اس بات سے انس پیدا ہوا' اَنْ اُعْـرَفَ" کہ میں جانا جاؤں۔" فَـخَـلَـقْـتُ الْـخَـلْـقَ لِـيَـعْـرِفُـوْنِـی میں

نے مخلوق کو اپنے تعارف کے لیے پیدا کیا۔

ایک اور قدسی حدیث ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک بات یاد رکھیے گا بندے کا ذوق ایسا نہیں ہوتا کہ اسے appreciate کیا جا سکے۔ ایک بڑا مشہور مقولہ ہے فارسی کا کہ

تعریف نا شناس و خاموشی سخن شناس

ہر دو شے صفت فن را خراب می کنند

اگر جاننے والا چپ رہے تو آپ کتنے شرمندہ ہوتے ہو۔ اچھا مذاق کر کے۔ بالکل ہی آپ مایوس ہو جاتے ہو۔ اور اگر نہ جاننے والا کھل کھلا کر ہنس پڑے تو آپ کہتے ہو اس الو کو کیا سمجھ آئی ہے میری بات؟ آپ ایک sophisticated سا مذاق کرتے ہو delicated سا linguistic ability کا مذاق کرتے ہو اور اس پہ آپ داد چاہتے ہو۔ اس پہ ایک فنی داد چاہتے ہو۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ جواب میں اگلا چپ صم بکم۔ تو آپ کہتے ہو اس dull آدمی نے میری بات سنی نہیں، سمجھی کیا ہے؟ تو اللہ کو بھی ایک ایسی تعریف چاہیے تھی ایسی شخص چاہیے تھا جو اسے مناسب انداز لہجے میں اس کی dignity کے برابر تعریف کرتا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی آپ نے بھی ایک حدیث سنی کہ قیامت کے دن مجھے آواز دی جائے گی "اے محمد آؤ"۔ اور رسول فرماتے ہیں کہ مجھے بلایا جائے گا۔ پھر میں اس انداز میں اللہ کی تعریف کروں گا جس کو وہ مناسب سمجھے۔ اسی خدا کے رسول ﷺ کا آسمانوں پہ نام احمد ہے۔ تعریف کرنے والا ہے۔ اور زمین پہ اللہ نے وہی عزت لوٹا دی۔ اگر آسمانوں پہ وہ تعریف کرنے والے ہیں تو زمینوں پہ وہ تعریف کیا گیا ہے۔ عہد نامہ قدیم کا "فارقلیط" ہے۔ The blessed one, the most appreciated one. زمین پہ نام محمدؐ اس لیے آیا۔ جب معیار ایک دفعہ ٹاپ کلاس لیول پہ پہنچ جائے ناں تو بعد میں تھوڑی مایوسی ہوتی ہے۔ میں اور آپ رہ جاتے ہیں گئے گزرے سے لوگ، جملہ جملہ۔ مگر کبھی کبھی اللہ داد بڑی اچھی لے لیتا ہے۔ اور یہ جو حدیث ہے جو میں نے آپ کو سنائی۔ It is also supported by Quran کیونکہ قرآن میں اللہ کے مدارج انسان گنوائے کہا: "هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا" {الدھر: 01} کہ اے نالائقو تم تو پہلے کوئی شے تھے ہی نہیں۔ تم جو اتنے دعویدار عقل بن بیٹھے ہو تم کوئی شے تھے ہی نہیں۔ ایک کالا سڑا ہوا گارا، بدبودار، اس میں ایک بلبلاتا ہوا سفید جرثومہ۔ It is a horrible, if you

see it after rains. مگر ایک اچھی بات اس میں یہ ہے کہ آپ کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہم اُٹھے کہاں سے تھے؟ خدا بھی وہی کہتا ہے سائنس بھی وہی کہتی ہے۔ in the muddy, messy, mucky, most ugly to see, bad smelling. وہاں سے اول جرثومۂ حیات کی تخلیق ہوئی۔ اب تو ہم بڑے فرسٹ کلاس ہیں۔ شاندار ہیں، دنیا کا ہر فیشن ہم ہی سے منسوب ہے لباس میں، وضع قطع میں، شکل وصورت میں، اب تو ہم شیشہ دیکھتے دیکھتے ہی مر جاتے ہیں۔ آئینے سے ہی نہیں پیچھے ہٹتے، وہ narcissism ہے وہ خود پسندی کہ قرۃ العین طاہرہ کا بڑا خوبصورت شعر ہے وہ آپ کو سنا دیتا ہوں۔ کتنی خود پسند خاتون تھی وہ کہ:

برائے دیدن رویم

میرے چہرے کو دیکھنے کی خاطر۔ سبحان اللہ میرے چہرے کو دیکھنے کی خاطر

سپہر ہر دم صبح

آسمان ہر صبح

بروں بر آورد آئینۂ مطلہ را

سورج کا آئینہ لے کر نکلتا ہے۔ اس نے دیکھو کائنات میں اپنے حسن کو بسایا ہے۔

اگر بہ ہوا دہم زلف عنبر آسارا

اگر میں اپنی زلف ہوا کے دوش پہ پھینک دوں

اسیر خویش کنم آہوانِ صحرا، را

تو میں صحرا کے تمام آہوؤں کو گرفتار کے رہوں۔

یہ طنطنے تھے پہلے۔ مگر اب: "هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا" {الدھر: 01} ایسے گئے گزرے ایسے گئے گزرے کہ کوئی نام ونشان تک نہیں تھا۔ "شَيْئًا مَّذْكُورًا" بھی نہیں تھے۔ قابل ذکر بھی نہیں تھے۔ کون پوچھتا تھا کہ کون ہیں؟ Will Durant کہتا ہے In the history of philosophy: میں کہ شاید اس وقت کے اشتھر و پالوجسٹ کا خیال یہ ہے کہ ہم ایک شاید کائی کی صورت میں الجائی کی صورت میں کسی تالاب کے گند بلا میں چھپے ہوئے تھے۔ یہ scientific thesis ہے کہ آغاز حیات میں آغاز کائنات کے بعد انسان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی بڑی بدترین سڑے گلے ایک ایسے تالاب میں

جس میں کائی جم جاتی ہے'اس کائی میں ایک الجائی کی صورت میں وہاں کہیں پڑا تھا۔ پھر ہوا کیا؟ ہوا یہ کہ بے تحاشا اموات زندگی کے بعد، زندہ ہوتا، مرجاتا، انسان نے اللہ کی مدد سے ایک ہنر سیکھ لیا ہنر کیا سیکھا۔ To respond to the external stimulusاس نے خارجی محرکات کو جواب دینا سیکھ لیا۔ یہ جواب ہے'اس کو ہم خیال کہتے ہیں۔ انسان سوچتا کوئی نہیں ہے۔ کل کلاں آپ کو پتا لگ جائے گا آپ کچھ نہیں سوچتے۔ آج نہیں مگر کل کو آپ کو پتا چل جائے گا کہ خیال آپ کی ملکیت نہیں ہے۔ خیال آپ کو بھیجے جاتے ہیں۔ اچھے، برے، درمیانے ہیکس کے بزنس کے خیالات پیکیجز میں تقسیم ہیں۔ یہ ایک ایک پیکیج ہوتا ہے۔ ہر خیال خاندان کی طرح ہے۔ اس کے ماں باپ ہیں۔ اس کے بچے ہیں۔ اس کے پوتے ہیں نواسے ہیں۔ یہ خیال ایک طریقہ سے پوری کی پوری ایک فیملی آپ پہ نازل کی جاتی ہے؟And what do you do آپ صرف ایک کام کرتے ہو جب وہ external stimulus آپ کے برین میں آتا ہے تو One billion cells کا brain cortex اسے جواب دینا شروع کر دیتا ہے۔ یہ جو response ہے ناں اس کو خیال کہتے ہیں۔

کیا آپ کو پتا ہے ستر ہزار سال پہلے آپ کے پاس گفتگو کا سرے سے جین ہی نہیں تھا۔ آپ وہ انسان ہو۔ ابھی تو ہماری نزاکتیں بہت ہیں۔ ہم تھوڑے سے مغرور بھی ہو گئے ہیں۔ اگر حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں شرک تھا تو ہمارے زمانے میں صریحاً کفر ہی نہیں بلکہ ہم تو اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں۔ ہم خدا ہیں۔ ہم تخلیق کار ہیں۔ ہم حقیقت نگار ہیں۔ ہم شاعر ہیں۔ ہم مصور ہیں: "هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ" {سورۃ الحشر : 24} ہم اللہ کو Credit دینے سے انکاری ہیں۔ آپ دیکھو کتنی بیچارگی کی بات ہے مگر اس کے باوجود ہگس بوسان نے جب ایک پارٹیکل دریافت کیا تو اپنے پارٹیکل کا نام God's particle رکھ لیا۔ بیچاروں کو سمجھ نہیں آئی۔ جب نام دینے پہ آیا تو God's particle رکھ لیا۔ آج کا سب سے بڑا خدا ناشناس فلسفی کو بھی جب کوئی سمجھ نہیں آتی تو بیچ میں God کا لفظ دے دیتا ہے۔ کہتا ہے نہیں سمجھ آئی۔ کسی نے اس سے پوچھا بھئی کیا فضول بات ہے کہ تم نے پھر خدا کو زندہ کر دیا؟ یہ کیا کیا تم نے؟ خدا کہاں سے آ گیا تم سائنسدانوں کے بیچ میں؟ اور ان کو force کیا کہ explain کرو جو یہ تم نے تخلیق کار ذرہ دریافت کیا ہے۔ یعنی ہمارے لاشعور میں بھی خدا کی گرفت ہے۔ اور ہم نہ چاہتے

ہوئے بھی اس کا اقرار کرنے پہ مجبور ہیں۔ ہمارا انکار بھی دراصل خدا کا اقرار ہے۔ مگر سارا انکار ہماری جبلی اقدار کی وجہ سے ہے۔ باپ مر گیا اللہ سے ناراض، بیٹا نہیں رہا اللہ سے ناراض، پیسے کم ہیں اللہ کوئی نہیں۔ بھئی for God sake انسان کو ایمان اشیاء کی ترسیل کے ساتھ مشروط کیا جا سکتا ہے؟ مجھے ایک دفعہ کسی نے کہا اللہ ہوتا تو انصاف کرتا ناں یہ جو ایتھوپیا میں اتنے ہزاروں لوگ بھوک اور افلاس سے مر گئے ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اللہ نہیں ہے پھر بتاؤ کیوں مرے ہیں۔ بھئی اگر تم اللہ نہیں مانتے اس کو چھوڑ دو پھر کوئی اور reason ہو گی ناں ان کے مرنے کی۔ وہ بتاؤ ہم پر کیوں 'کاٹھی' دیتے ہو کہ تمہارا اللہ نا انصاف ہے۔ اگر میں کہوں گا کہ اللہ نے مارے ہیں تو میرے پاس reason ہو گی ناں۔ تم تو یہ کہنا چاہتے ہو کہ بے انصافی ہے تو تم reason دے دو۔ پھر چاہے نہ مانو اس نے کون سا تمہاری منت کی ہے' در و دیوار اکھاڑ دیے ہیں' اتنی ساری موبائل پہ کالیں کی ہیں کہ پلیز مجھے مان لو۔ اگر نہیں مانتے نہ مانو لیکن پھر تم ہی بتاؤ کہ یہ کیوں افلاس پیدا ہوا؟ کیوں فاقہ زدگی ہوئی؟ تم اس وقت کیوں نہیں خدا کا گلہ کرتے جب تم 50000 پچاس ہزار درخت لگاتے ہو اور پانچ ہزار اگتا ہے۔ اس وقت آپ کو خدا کا انصاف کیوں نظر نہیں آتا۔ کیا یہ جو average of loss تمام creativity میں ہے یہ آپ کو نظر نہیں آتی؟ کیا آپ کی زندگی مظہر نہیں ہے اس loss of creativity کی؟ آپ کی زندگی میں کتنے نشیب و فراز آتے ہیں' کتنی کمائی کرتے ہو' کتنے آپ افلاس کے شکار ہوتے ہو' کیا آپ کو پتا نہیں ہے ایک Typical average of loss is always there پھر خدا کیوں انصاف کرے گا؟ بھلا کمرۂ امتحان میں انصاف کرنا شروع کر دے۔ نہیں: "مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ" {البقرہ:36} تھوڑے وقت کے لیے آئے ہو۔ اس میں تمہیں ہم نے دیکھنا ہے judge کرنا ہے۔ کچھ چیزیں ہم نے دیکھنی ہیں۔ کیا چیزیں دیکھنی ہیں؟ جیسے میں نے آپ سے کہا تھا کہ اللہ نے کہا: "هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا" {الدھر:01} کہ تم کوئی قابل ذکر شے نہ تھے۔ اللہ میاں، ٹھیک ہو گا۔ آپ کی انفارمیشن ہم نے مان لیں۔ پھر کیا ہوا؟ "إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ" {الدھر:02} پھر ہم نے تمہیں singular cell سے double cell میں منتقل کر دیا۔ سائنسز بھی یہی کہتی ہیں کہ پہلے حیات single cell میں تھی "إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن

اِک نگہِ احتساب

نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ "{الدھر :02} پھر ہم نے تمہیں double cellular کر دیا۔ یعنی امیبا اور
پیرامیشیا سے اُٹھا کر تمہیں double cellular مخلوق بنا دیا۔ ابھی تک دیکھو اللہ نے single
cell کا ہمارے اندر ثبوت رکھا ہوا ہے۔ یہ ہمیں جو dysentery ہوتی ہے' یہ single
cellular dysentery ہے۔ ہم ایسے ہی تھے۔ اسی لیے ہمارے ساتھ ساتھ رکھا ہمارے
origin کو تا کہ کل کو یہ نہ کہیں کہ سنگل سیل exist ہی نہیں کرتا۔ یہ اب بھی موجود ہے ہمارے
اندر۔ پھر کیا ہوا؟ چاہا کہ بڑھاؤں' چاہا کہ اس Creativity کا کچھ اور انداز دیکھوں "نَبْتَلِيهِ
فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا "{الدھر :02} پہلے سماعت دی۔ بڑا simple system تھا
سماعت کا۔ پھر بصارت کا بڑا complicated system دیا۔ پھر ہم نے اسے بصارت
دی۔ جناب پروردگار کیا کہوں؟ تو وہی بات جو میں نے آپ کو پہلے آیت سنائی' وہی کام تھا "إِنَّا
هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا "{الدھر :03} میں بھی کسی پہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ دیکھو
ساری دنیا میں ignorance of law is no excuse. مگر خدا کے ہاں
ignorance is a major excuse. اللہ معاف کرتا ہے جب کسی چیز کے بارے
میں نا آگاہی ہو۔ خدا کہتا ہے پہلے پڑھاؤ، پہلے سکھاؤ، جب سمجھدار ہو جائیں، عقل والے ہو
جائیں، ہوش والے ہو جائیں پھر (عذر نہ ماننے کا مرحلہ آتا ہے)۔ اب بھلا اللہ کے
درجات کس چیز پر ہیں؟ آپ کہو گے کہ تقویٰ پہ ہیں؟ نہیں۔ عبادت پہ؟ نہیں۔ روزے پہ؟ نہیں۔
کس چیز پہ؟ اللہ کس کو معزز کرتا ہے؟ "نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَاءُ" جس کے چاہتا ہوں درجے
بلند کر دیتا ہوں" وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ "{یوسف :76} اور ہر علم والے کے اوپر ایک
اور علم والا ہے۔ آپ کا خیال ہے یہ خدا آپ سے جہالت کے ذریعے محبت طلب کرے گا؟ یہ آپ
سے احمقانہ faith کی توقع کرے گا؟ یہ ہے وہ آپ کا خدا؟ یہ وہ خدا نہیں ہے' It's a
totality of knowledgeability. اور بلکہ بڑا اعزاز بخشا۔ بھلا کیوں بڑا اعزاز بخشا
؟ اس نے کہا: "إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ "{فاطر :28} یہ جو پڑھے لکھے لوگ
ہیں' دانشور، اللہ کہتا ہے یہ میرے لباس کے، میرے لبادے کے تلے ہیں۔ میں ان کی بڑی
قدر کرتا ہوں۔ میں ان سے بڑی محبت رکھتا ہوں۔ اب آپ دیکھو خدا نے انسان سے کہا یہ خوف
شوف چھوڑو' تقویٰ کا صرف یہ مطلب ہے کہ اعتدال رکھو۔ excessive habbits نہ

بتاؤ۔آپ کو پتہ ہے کہ اللہ کے ہاں اس طرح سے گناہ کا ذکر ہی نہیں ہے۔ایک بہت بڑی فیصلہ کن آیت ہے۔قرآن پاک میں وہ گناہ کی تفصیل دیتا ہے۔اچھی طرح یاد رکھنا کہ گناہ اسراف ہے۔ اللہ نے آپ کو صلاحیتیں دیں ۔ مردوں کو دیں۔ عورتوں کو دیں۔ بھئی یہ safe passage ہے۔دنیا سے نکلنے کے لیے یہ راہداری دینی پڑے گی ۔اس quality سے کام لینا پڑے گا۔ یہ بدن سنوار کے رکھنا پڑے گا۔اس کو exhaust نہ کرنا۔اپنے خسارے کو مرتب نہ کرنا۔آپ کو یاد ہے جب حضرت آدمؑ ....

در فردوس پہ آدمؑ کے لیے مہر خروج

حضرت آدمؑ اور اللہ میں بڑے مزے کا رشتہ تھا۔خود ہی سنوارا پھر خود ہی بدلا۔پھر جب یہ ''خطا'' ہوگئی تو پھر آدمؑ بڑا روئے۔آپ کو پتہ ہے کیوں روئے؟ جیسے باپ کو یاد کر کے روتے ہیں۔ڈر کے نہیں روئے۔اللہ کی محبت یاد آتی تھی۔ جنت یاد آتی تھی۔ حسن سلوک یاد آتا تھا۔وہ چمکتی ہوئی خوبصورت جلا یاد آتی تھی۔ وہ بادلوں کے سائے یاد آتے تھے۔ وہ قرار و اتفاق' وہ تمکین قلب یاد آتی تھی۔ وہ اضطراب کا نہ ہونا یاد آتا تھا۔ وہ غم و بلا کا جانا یاد آتا تھا۔ کیا صورت حال تھی ۔اس میں جنت کی اشیاء کا تعلق نہیں تھا۔سب سے بڑی محبت ان کو اللہ کی ذات سے تھی اور وہ محبت کا چھن جانا یاد آتا تھا۔ان کو اللہ کی ذات سے بڑی محبت تھی اور وہ محبت کا چھن جانا یاد آتا تھا۔اقبالؒ کہتے ہیں کہ

تو نمی دانی هنوز شوق بمیرد ز وصل

تجھے نہیں پتہ کہ وصال سے محبت مر جاتی ہے۔

چیست حیات دوام سوختن ناتمام

اگر کسی سے محبت ہو تو پھر '' سوختن ناتمام '' ہر وقت جلنا پڑتا ہے، ہر وقت کی جلن کو محبت کہتے ہیں۔ یہ جو ہر دوسرے تیسرے دن ہو جائے۔پھر engagement اور شادی ہو جائے اس کو محبت نہیں سمجھا جاتا۔ یہ وصال والی کسی محبت کا کوئی بھروسہ نہیں۔

حیات دوام مستقل حیات کیا ہے؟ مکمل محبت کی زندگی کیا ہے؟ سوختن ناتمام ..... نیم نیم جلنا' آدھا آدھا جلنا' دکھ سے یاد سے محبت سے جلنا۔آپ کو پتہ ہے کہ محبت کا امتحان کیا ہے؟ ویسے تو آپ سب کے نزدیک اُوٹ پٹانگ نظریات ہوں گے۔مگر میرا خیال یہ ہے کہ سب سے بڑا محبت

کا امتحان جدائی ہے۔ اگر کسی کو دیکھنا ہو ناں مجھے کس سے زیادہ محبت ہے تو اس کو تنہائی چاہیے جدائی چاہیے۔ پھر جو زیادہ یاد آئے وہی اسی سے محبت ہے۔ یہ ایک ٹیسٹ ہے جس سے آپ بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہو کہ کس سے محبت ہے۔ ہاں اگر ذہن میں کسی کے پیسے یاد آتے ہوں تو پیسوں سے محبت ہے۔ پھر اس سے محبت نہیں ہے۔ دیکھو اللہ میاں کیا کہتا ہے: "قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" میں کہتا ہوں اسراف نہ کرواے ظالمو بڑی دنیا پڑی ہے۔ یہ ستر سال زندگی کوئی زندگی نہیں ہے billions & trillions years of galaxias life is ahead خدا کا خوف کرو۔ اللہ کہتا ہے خوف اس کو کہتے ہیں کہ حیاتِ ابدی کے حصول سے محبت کرو۔ اپنی ہستی کی زندگی سے محبت نہ کرو۔ بخدا مجھے یقین ہے کہ اگر انسان کو کہا جائے ایک بلین سال عمر کی زندگی لے لو مگر ہوگی ساری جہنم کی تو آپ سارے راضی ہو جاؤ گے۔ کیونکہ آپ کو زندہ رہنا ہے۔ سب سے بڑی ویلیو ہے زندگی کی چاہت۔ I want to live (ماسوائے اللہ کے) مجھے تو کوئی آسرا نہیں دیتا۔ جو بے وقوف سا انسان اُٹھتا ہے آخر کار مر گئے، خاک ہو گئے، مٹی ہو گئے، کیڑے پڑ گئے، صرف ڈھانچے رہ گئے۔ بھئی میں نے ان سے کیا لینا ہے؟ ایک دفعہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا میں اللہ کو نہیں مانتا۔ آپؓ نے اس سے کہا نہ مان۔ ہم پھر بھی فائدے میں ہیں۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے جواب دیا او میاں اگر مرنے کے بعد اللہ نکل آیا تیرا تو بیڑا غرق ہو جائے گا۔ اگر ہمارا نہ بھی نکلا تو ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ ہم تو مانیں گے۔ ہمیں تو double edge ہے۔ وہی حساب ہے۔ ہمیں اگر کوئی ہستی promise دے رہی ہے تو ایک اللہ کی ذات promise دے رہی ہے۔ یہ جو پچھلے لوگ تھے وہ آگہی میں زمین و آسماں میں سب لوگوں سے بہتر تھے۔ یہ لوگ بظاہر ہمیں عام سے لگتے ہیں۔ کسی کا بیٹا کسی کا بھائی' ہماری طرح یہ بھی نسلوں کے تواردسے گزرتے ہیں۔ مگر بعض انسان ان میں بڑے کمال کے ہوتے ہیں۔ میں جناب امام زین العابدین کی دو باتیں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ میرا نہیں خیال زمین پہ کسی نے دو اتنی خوبصورت باتیں کی ہوں۔ ایک دفعہ ان کے پاس کوئی شخص آیا تو کہنے لگا اے امام مجھے بتائیں خدا جو یہ کہتا ہے کہ میں زمین کے اندر اگنے والے دانے کو جانتا ہوں۔ میں گندم کی بالی پہ جو دانہ اگتا ہے اس کو بھی جانتا ہوں۔ کمی کیا ہے اس کو بھی جانتا ہوں' زیادتی کیا ہے اس کو بھی جانتا ہوں۔ یہ

کیسے ہے؟ وہ تو اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ تو امام نے اسے ایک جملے میں جواب دیا۔ It's very shoking to pass such complete statement. اتنا مکمل جواب: ''نَـزَلَتْ لِلْمُتَعَمِّقِيْنَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ'' بے وقوف یہ بات تمہیں نہیں سمجھ آئے گی۔ یہ تیرا زمانہ ہی نہیں۔ مگر جب آخری زمانے کے لوگ آئیں گے جب سکائی لیب اوپر چڑھیں گی، جب ستاروں سے light زمین کے اندر جائے گی تو وہ تمہیں بتائیں گے دریا کہاں ہیں دھاتیں کہاں ہیں پتھر کہاں ہیں۔ یہ خبر تمہیں وہ دیں گے۔ تب اس وقت کے لوگوں کو یہ بات سمجھ آئے گی کہ خدا کا intelligence system کیسا مکمل اور منظم ہے۔ کہ کیسے ایک ایک ذرہ کائنات بھی اس کے شمار میں ہے شیخ عبدالقادر جیلانی ویسے تو آپ سمجھتے ہیں general mystic ہیں بس۔ یہ کہہ کر چلتے بنے۔ آج کے علماء پر اور آج کے پیر فقیروں پہ ان کا گمان نہ کرو۔ وہ اپنی علمیت کی انتہا تک پہنچے ہوئے تھے۔ Nobody has ever reached. شیخ عبدالقادر جیلانی کے سسٹم آف تھاٹ کو کوئی دنیا کا سائیکالوجسٹ نہیں پہنچا۔ اسی لیے ان کو غوث زمانہ کہتے ہیں۔ قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔ مگر اگر آپ کسی سے پوچھو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کا systems of thought کیا تھا؟ ایک شخص بھی نہیں جانتا کیونکہ وہ technically بہت مشکل سسٹم ہے۔ اگرچہ وہ سسٹم سادہ تھا۔ اب دیکھیں اس کا اصول کیا تھا کہ وہ اپنی کسی بھی ناقص چیز کو کم نہیں کرتے تھے بلکہ بڑھا دیتے تھے۔ بھوک لگی ہے تو کہا چل بڑھ جتنا مرضی بڑھنا ہے۔ see my faith حضرت شیخ نے بھوک کو متشکل کیا اور کہا بڑھ جتنا بڑھنا ہے۔ ایک سال اس سے لڑتے رہے۔ پھر کہا اب تو پلٹ کر مجھ پہ نہیں آئے گی۔ کہ اگر fears ہوں، اگر anxiety آجائے depression آجائے، کوئی کسی قسم کا shock آجائے، کوئی obsession آجائے آپ کا کیا خیال ہے کتنا بڑھا کے اسے برداشت کرو گے؟ آپ تو کہتے ہو یا اللہ اس ذہنی اذیت سے اسی لمحے میں نجات دے ورنہ ہم مر جائیں گے۔ ہم پاگل ہو جائیں گے، psychotic ہو جائیں گے۔ neurotic ہو جائیں گے۔ Almost 80% youth is suffering through casual depressions and 60% from permanent depressions , hyper tension and obsession. مگر وہ شیخ استاد ایسا تھا کہ اس نے کہا اے بھوک مستقل بڑھ جتنا بڑھنا ہے۔

اے نفس تو آگے جا۔ پھر کہتے تھے میں ایک سال اس سے لڑا کیا اور میں نے کہا دوبارہ تو پلٹ کر نہیں آئے گی۔ اور وہ نہیں آئی۔ This is the psychology of the libidium. جہاں سے فتنہ وحوادثِ وقت پھوٹتے ہوں۔ جہاں ایک اژدرِ ہفت بلا ہے جس سے ہر روز نئی آفت نکلتی ہے۔ اور شیخ اس سے 50 سال لڑتے رہے۔ مگر مخلوق بری شے ہے خواتین و حضرات! جب شیخ کو کہا گیا ناں اب جا تو عالم ہوگیا ہے باطن کا بھی ظاہر کا بھی۔ اب جا اور پڑھا لوگوں کو۔ کہنے لگے میں نہیں جاتا۔ پوچھا کیوں نہیں جاتے؟ جی وہاں ٹی وی کا چسکا مجھے پڑ جائے گا۔ آج کے دیکھا ہے ناں بڑے بڑے دانشوروں کو علماء کو فقیروں کو۔ اس وقت ٹی وی تو نہیں تھے مگر شیخ نے کہا مجھے ملامتِ خلق سے بچاؤ۔ مجھے تعریفِ خلق سے بچاؤ۔ خلق بڑی خطرناک شے ہے۔ ایسا ایسا لالچ پیش کرتی ہے۔ ایسی ایسی خوبصورت و چمکتی ہوئی چیز سامنے لاتی ہے کہ خدا بھول جاتا ہے۔ فرمایا میں نہیں جاتا۔ پھر دوبارہ اللہ نے عبدالقادرؒ کو کہا اب جاؤ لوگوں کو تمہاری ضرورت ہے۔ کہا میں نہیں جاتا۔ تیسری مرتبہ جب حکم ہوا شیخ کہتے ہیں تیسری مرتبہ حکم آیا تو میں سمجھ گیا اب ٹل نہیں سکتا۔ تو میں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں مگر ایک شرط ہے۔ پوچھا وہ کون سی شرط ہے؟ کہا مجھے مخلوق سے آزمانا نہیں۔ خدا نے کہا اچھا ٹھیک ہے جا تو جو مرضی کر ہم نہیں تمہیں آزمائیں گے۔ یہ بڑا کم status ہوتا ہے اولیاء اللہ تعالیٰ العزیز میں۔ یہ کسی مولوی کا status نہیں ہوتا۔ مولوی اسی لیے جلتے لڑتے ہیں اولیاء اللہ سے۔ مگر ایک لحاظ سے سچے بھی ہیں۔ ہر آدمی اس مقام پر بھی نہیں ہوتا۔ ہم بہت سارے احمقوں کو بھی بہت بڑا Credit دے دیتے ہیں۔ اور میرے ما شاء اللہ اپنے استاد دیکھو کتنے witty لوگ تھے۔ میں آپ کو اللہ ہی کے بارے میں سناتا ہوں۔ کسی نے جنیدؒ سے پوچھا تھا۔ "statement You will wreck your brain to understand even that particular statement of his mystic height. تو کسی نے پوچھا جنیدؒ سے کہ توحید کیا ہے؟ اللہ کو کیسے ماننا چاہیے؟ فرمایا قدیم کو حادث سے علیحدہ کرنا توحید ہے؟ If I translate it in English it will be to separate the eternal from the accidental. کم از کم آپ کے ایک بہت بڑے post graduate thesis کا تو proposal بن جاتا ہے کہ what is eternal and what is

accidental?اور یہ تعریف فرمائی جو حضرت بغدادؒ نے توحید کی کہ اللہ کو ماننا to separate the eternal from the accidental.اسی طرح جب ہم لوگ ان بڑے لوگوں کی intellectual caliberدیکھتے ہیں۔ جیسے شیخ ہجویرؒ سے پوچھا گیا کہ اللہ حجاب میں کیوں ہے؟ پوچھا گیا اے حضرت والاؒ خدا نظر کیوں نہیں آتا؟ فرمایا اگر خدا نظر آجاتا تو ایمان جبر ہو جاتا۔ پھر بھی کوئی انکار کرتا اللہ سے؟ پھر تو کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ فرمایا اگر اللہ ظاہر ہو جاتا تو ایمان جبر ہو جاتا۔ پھر آپ کے پاس بچت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ مگر بچت ہے اب بھی ہے۔ فرمایا: "قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ"

خواتین و حضرات! This turnovers the most important lesson of the day.میں کائنات کے موضوع پر واپس پلٹتا ہوں۔ یہاں اس طرح کے فورم پہ وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ کائنات کی انفارمیشن کی تفصیل میں تو دو گھنٹے اور لگ جائیں گے۔ قرآن بھرا پڑا ہے۔ حالانکہ Unluckily Quran is being read but with the lesser abilities.جس کا نتیجہ ہے کبھی اسے کوئی سائنس سے تحقیر کرتا ہے۔ کوئی ہم پہ الزام لگاتا remember. یہ 1500 برس پرانی کتاب نہیں ہے۔ یہ کائنات کے انجام تک جانے والی کتاب ہے۔ میں صرف آپ کو دو چار موٹی موٹی باتیں quote کرتا ہوں۔ کوئی سائنسدان کاش کہ کوئی اُٹھے اور میرا ایک ہلکا سا چیلنج تھا فکری تھا' دعوتا نہیں تھا۔ میرے تھیسز کی ابتداء یہ تھی کہ If a man makes a thousands mistakes still remains man, but if God makes one mistake He is no more a God.تو اگر قرآن اللہ کا کلام ہے تو اس میں ایک غلطی نکال دو تاں کیا پرابلم ہے تمہیں؟ سائنسدانوں کی یہ اب "بڈگیاں" کھل جائیں گی۔ پھر آپ سے قرآن پاک میں ایک غلطی کیوں نہیں نکلتی۔ نمبر 1 آپ پڑھتے نہیں ہو۔ نمبر 2 آپ کو اس کا علم نہیں ہے۔ قرآن کا علم پتہ ہے کیا کہتا ہے؟"وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً " تم گمان کرتے ہو یہ دیکھنا ذرا یہ 1500 برس پہلے کا علم ہے۔ علم کو اس کے ماحول سے باہر نہیں نکالا جا سکتا مگر سچائی باہر آتی ہے eternal سچائیاں۔ خدا کہتا ہے تم گمان کرتے ہو کہ پہاڑ کھڑے ہیں:" وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ "{ النمل:88} یہ تو سرمئی اُڑتے ہوئے بادلوں کی طرح بھاگ رہے ہیں۔ اب کس

کو کتنا پتا ہے؟ the most modern وقت کی کلاس بیٹھی ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہو پہاڑ
کھڑے ہیں؟ سوائے سائنس کے سٹوڈنٹس کے geography کے سٹوڈنٹس کے سب کہیں
گے لگتا تو ہے کھڑے ہیں۔ They are moving along the earth with
speed of 68 thousand miles per hour. اس رفتار سے چلے جا رہے
ہیں۔ جس دن زمین رکے گی، پہاڑ چلتے رہیں گے۔ اور اس چلتے رہنے کے منظر کو قرآن نے بیان
کیا ہے: "اَلْقَارِعَةُ[1] مَا الْقَارِعَةُ[2] وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ[3] يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ
كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ[4] وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ"[5] پہاڑ روئی کے گالوں کی
طرح اڑتے پھریں گے۔ خواتین و حضرات، قرآن میں اتنی گرانقدر کائناتی انفارمیشن ہے۔ ایک
دن کسی کرنل کے ریفرنس سے ایک امریکن صاحب آ گئے۔ کہنے لگے دو question ہیں جو میں
پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں ایران بھی گیا اور انڈیا بھی گیا۔ میں نے کہا قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ
زدن۔ تو بتاؤ کیا پوچھنا ہے؟ کہنے لگے کہ Indian mythology میں لائف کا جو سارا سرکل
ہے یہ 18000 سال پہ مشتمل ہے۔ اور Christian mythology میں religious
mythology میں زندگی جو ہے یہ آٹھ ہزار سال سے چھ ہزار سال کے دورانیے پہ مشتمل ہے۔
اور آپ کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ بات سنو، میں نے تو کوئی سال نہیں سنے قرآن حکیم میں دو
آیات ہیں۔ میں اللہ نے ان میں سے ایک آیت میں Origin of universe بتایا ہے اور
دوسری میں حیات کا origin بتایا۔ آپ کائنات کی بات کر رہے ہو۔ اب ذرا دیکھو پندرہ سو برس
پہلے کسی نے یہ بات قرآن میں کہی۔ اللہ ہے وہ ہستی ہے جس نے یہ بات کہی۔ فرمایا" أَوَلَمْ يَرَ
الَّذِينَ كَفَرُوا" How dare you deny me? تم ہو کون میرا انکار کرنے والے؟
تمہیں نہیں پتا؟ "أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا
فَفَتَقْنَاهُمَا in the beginning heavens and earth were one
mass then I tore them apart. پھر وہ امریکن یہ کہتا ہے۔ but isn't it big
bang? میں نے کہا: بات سنو، تو نے big bang تھیوری پڑھی ہے نا، تجھے پتہ لگ گیا کہ یہ
big bang ہے۔ میں اگر یہ آیت سارے زمین کے مسلمان علماء کو سنا دوں تو وہ big
bang نہیں ڈسکور کریں گے۔ کریں گے آپ کا کیا خیال ہے؟ اگلے حصے میں زندگی کا

origin دے دیا: "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" {الأنبياء:30}

اسی طرح میں نے آئن سٹائن کی مناسبت سے ٹائم میگزین کے سرورق پہ ایک بڑا لمبا چوڑا ٹائٹل دیکھا کہ 'Expending universe of Einstein' مجھے بڑا غصہ آیا، میں نے کہا دیکھو، میرے اللہ کی تھی اور اس نے اپنے نام کر لی' پوچھا جائے کیسے تمہارے اللہ کی ہے؟ میں کہوں گا 1500 برس پہلے پروردگار عالم کا آسپل سا ارشاد تھا" وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ "ہم نے نے آسمانوں کو اپنے قوت وطاقت وزور سے بنایا:"وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ "{ الذاریات :47} اور ہم اس کائنات کو وسیع کر رہے ہیں۔ لفظوں میں کوئی تغیر نہیں pansion اور موسعون میں کوئی فرق نہیں:"وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ "دیکھو میرے اللہ نے کائنات بنائی وہ اس کی وسعت کی خبر دے رہا ہے اور ان جھوٹوں کو دیکھو کذب اور دجل کا یہ عالم ہے۔ Expanding universe of Einstein اس نے ڈسکور کی' لیکن جس نے بنایا اس کا نام نہیں ہے۔ جس نے ڈسکور کی اس نے پورا ٹائٹل چرا لیا۔

میں آپ کو کتنی باتیں سناؤں؟ کاش کہ آپ بھی قرآن کو ایسے ہی پڑھ رہے ہوں۔ دیکھو Greek سے لے کر اب تک اتنے تھیسز آئے لائف کے بارے میں۔ بعض لوگ مذاق اڑاتے ہیں کہ قرآن پرانے زمانے کی باتیں نقل کرتا ہے۔ اچھا جی؟ پرانے زمانے کو پڑھا کس نے ہے؟ کس نے pre historic mythologies کو پڑھا ہوا ہے؟ کس نے conditions پڑھا ہے؟ کس نے پڑھی ہے ساری گریک فلاسفی؟ سارے الکیمیا والجبر کو کسی نے پڑھا ہوا ہے؟ Romans کی discovery of medicine کو؟ اگر یہ سارا پڑھ کر آؤ گے تو قرآن تک آؤ گے۔ پھر ہم کو پتہ لگ جائے گا کہ قرآن نے یہ پچھلی بات اٹھائی ہے۔ مگر جب قرآن نے یہ کہا: "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" {الأنبياء:30} ہم نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا۔ تو پھر؟ پہلے تو اس قسم کا کوئی تھیسز سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔ جب خدا نے کہا ہم نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا۔ اب دیکھو بطلیموس غلط نکلا۔ آگے چلو جس کو طولیمی آپ کہتے ہو وہ غلط نکلا۔ آگے چل کے دوسرا ہمارا 1542ء کا سائنسدان (کوپرنیکس) ہے وہ بھی غلط نکلے گا۔ آپ کو آگے گلیلیو نظر آئے گا وہ بھی غلط نکلے گا۔ پندرہ سو برس پہلے پتہ ہے اللہ تعالیٰ کیا فرمارہے ہوتے ہیں کہ "هو:"وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُ

مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ "{النحل:12}اور پھر:"كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى "{فاطر:13}
تمام کائنات میں ہر چیز چل رہی ہے۔ خواتین و حضرات 1900ء کے بعد بیسویں صدی میں آ
کے سر جیمز جین نے کہا کہ One thing is finalized that everything is
moving in the universe. یہ اللہ ہے جو بنانے والا ہے۔ اتنا sure ہے اپنی چیزوں
کا اس کو پتا ہے کہ میں نے کیا کیا ہوا ہے۔ ہم صرف ڈسکور کر رہے ہیں۔ last میں پھر اسی
آیت پر آ جاتا ہوں :" قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ
اللَّهِ" ہمارا اور اللہ کا تعلق صرف محبت کا ہے۔ خوف کا نہیں ہے۔ خوف سے guilt سے انسانی ذہنی
صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ جو نقصان ہوا اس کی فکر نہ کرو اور اس خدا پہ امید رکھو جو ہر حال میں
آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کے ساتھ نہ فیملی نہ بندے نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے۔ ایک اللہ آپ کے
ساتھ رہے گا۔ ہر مایوسی میں آپ کے ساتھ رہے گا"قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى
أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ" کہہ دیں میرے بندوں کو کہ تم نے بہت اپنی صلاحیتیں
ضائع کیں۔ گلٹ میں وقت ضائع کر دیا۔ گلٹ میں غلط فیصلے کر دیے۔ ایک بات نہ کرنا ایک بات
نہ کہنا:"لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ" مجھ سے مایوس نہ ہونا۔ میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔
کیوں جی؟ فرمایا کہ میں وہ خدا ہوں کہ:"إِنَّ اللَّهَ "بے شک بڑے زور سے کہا یار تم کیوں نہیں
مانتے ہو۔ میں وہ اللہ ہوں میں وہ رب ہوں:"إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا " تمام گناہ
معاف کرتا ہوں۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے اگر تمہارے گناہ اتنے بڑھ جائیں کہ زمین سے آسمان
تک پہنچ جائیں تو پھر بھی خدا کو پروا نہیں اگر تم یہ جانتے ہو کہ بخشنے والا کون ہے:"إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيعًا" اللہ تمہارا وہ ہے جو تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے:" إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ " { الزمر:53} یہ یاد رکھنا خواتین و حضرات کہ خدا غفور الرحیم نہیں رہتا اگر تمہیں نہیں
بخشتا۔ وہ غفور الرحیم نہیں رہ سکتا۔ یہ اتنا بڑا جملہ ہے..... " رَحْمٰنُ الدُّنيا وَ رَحِيمُ الآخِرة"
زمین پہ بھی مہربان ہے، آخرت میں تو بے حد و حساب مہربان ہے۔ وہ صرف ایک بات چاہتا ہے،
وہ جو آخری بات رہ گئی تھی اللہ کیا چاہتا ہے؟ زمین پہ آئے ہو رزق میرا، مومنٹس میری، ماں
باپ میرے، عزتیں میری، زندگی میری۔ تمہاری ہر صلاحیت میری ہے۔ تمہارے ذمے ایک

کام ہے۔"اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا"{الدھر :03} چاہو تو مجھے مانو چاہو تو میرا انکار کرو۔

وما علینا البلاغ

ء

سوال و جواب

س: ایک یہ تو خدا کی existance میں کوئی شک نہیں ہے لیکن مجھے اپنی زندگی میں خدا کی ضرورت کیوں ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی؟ existance تو مطلب ہر انسان سمجھ سکتا ہے لیکن ہمیں اس rule پر جس پر میں life گزار رہا ہوں یا ہم سب یا بہت سارے اور لوگ جو life گزار رہے ہیں جو خدا کو نہیں مانتے' ان کی اور ہماری زندگی میں خدا کی ضرورت وہ کیا ہے جس کی وجہ سے ہم اس پر believe کرتے ہیں؟

ج: دیکھو ایک تو جواب بڑا callous سا ہے' وہ آپ کو اچھا نہیں لگے گا کہ نہیں مانتے تو نہ مانیں۔ جو نہیں مانتے' وہ نہ مانیں۔ اگر ساری کائنات بھی اس کا انکار کر دے تو اس کو کیا فرق پڑتا ہے۔ سات ارب لوگ ہیں' چھ ارب اس کو نہیں مانتے' لے دے کے ہم ایک ارب جو مانتے ہیں ہم بھی اس کا کیا بگاڑ لیتے ہیں۔ نہ ہمارا اخلاص سلامت، نہ درستگی' افکار۔ ایک بات آپ کو بتادوں اس زمین کا، چوائس کا ایک معیار ہے۔ یہ ایک ایسی لیبارٹری ہے جہاں سے اس کو اپنے کام کے لوگ چاہئیں۔ اگر اس کو کام کے لوگ چاہئیں تو اس کا معیار کیا ہے؟ جب میں جنت میں داخلے کا اس کا معیار دیکھتا ہوں تو مجھے بڑی ہنسی آتی ہے۔ پھر آپ کو وجہ سمجھ آ جائے گی۔ اس نے کہا جس نے دل سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس کو نار دوزخ نہیں چھوئے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر ایک بندہ بھی اللہ اللہ کہنے والا زمین پہ رہ گیا تو قیامت نہیں آئے گی۔ یعنی اس کو پتہ ہے کہ بہت بڑا disaster ہوگا۔ ایک total failure ہوگا اور اس کو پتہ ہے کہ لوگ گمراہ ہوں گے۔ بھٹکیں گے' اپنے آپ کو خدا سمجھیں گے۔ زمانے کو خدا سمجھیں گے۔ اس لیے اس کو اس کی پرواہ نہیں کہ کون میری طرف آتا ہے۔ اس کو ایک فکر ضرور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو ہدایت میں نے دی ہے' وہ حضرت ابراہیمؑ نے استعمال کی' وہ اس نے آپ کو بھی دی ہے۔ اس کا آپ صحیح استعمال کرو۔ آپ اس کی دی ہوئی عقل کا' دانش کا' فہم و فراست کا صحیح استعمال کرو۔ پھر انکار کرو یا اقرار۔ یہ

ابھی آخر میں جو آیت میں نے سنائی وہ تو بالکل بے نیاز ہے چاہے مانیں چاہے نہ مانیں۔

س: کیا حضور ﷺ کا اعلانِ نبوت سے پہلے کعبہ کی بجائے غارِ حرا میں تشریف لے جانا اس بات کی طرح طرف اشارہ نہیں کرتا کہ مراقبہ کو شرعی حیثیت حاصل ہے؟

ج: دیکھو بہت سارے لوگوں نے اس پہ رائے دی ہے مگر جب میں آپ کو ایک سوال پوچھوں گا۔ ایک شخص سے جو naturally بت پرستی کا مخالف ہو (وہ کعبے میں رکھے بتوں کی موجودگی میں کیسے وہاں جا سکتا ہے)۔ فرض کرو جسے معاشرے کے جاہلانہ رسم و رواج نہ اچھے لگتے ہوں..... جیسے مجھے بھی بہت ساری رسمیں نہیں پسند آتیں، تو ہم ان سے گریز کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آباؤ اجداد کا گھر تھا' کعبہ تھا اور باوجود اس کے کہ ان کو کعبہ سے اتنی محبت تھی مگر وہ کعبہ جا نہیں سکتے تھے Because he hated to see those idols in it. وہ لات ومنات اور ہبل نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ہر ایسا بندہ اپنے غور و فکر کو سلامت رکھنے کے لیے تنہائی ڈھونڈتا ہے۔ حضور ﷺ بھی اپنے معاشرے کی جاہلانہ رسوم و قیود سے الگ رہتے تھے۔ ایک حیادار انسان کعبہ کے ارد گرد ننگے طواف کیسے دیکھ سکتا ہے جو اس وقت رائج الوقت تھے؟ شراب نہ پینے والا ہر گلی میں شراب کے اگر مٹکے لٹکے ہوں تو کیسے ان میں جی سکتا ہے؟ It's very natural for the prophet (pbuh) حضور ﷺ اپنے ماں باپ کے چھن جانے کی وجہ سے بچپن سے ایک گہری فکر کے مالک ہو گئے تھے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اتنے حادثاتِ زندگی کے باوجود اس شخص نے تمام انسانوں کو محبت بخشی ہے۔ اپنے لیے کچھ نہیں مانگا ہے۔ تو ظاہر ہے انہوں نے اول اول اپنے crisis پہ قابو پایا ہوگا۔ اس crisis پہ مجلسوں میں نہیں قابو پایا جا سکتا۔ بڑی مشہور بات ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ کا دل چاہا' خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں گانا سنوں اور میں کھڑا ہوا تو اللہ نے مجھ پہ نیند طاری کر دی۔ جب اللہ کا حکم آ گیا تو پھر تو اللہ کے رسول ﷺ کو بھی پتہ لگ گیا کہ اس سے میں بچ کر رہوں۔ آپؐ واحد پیغمبرؐ ہیں جن کی اللہ نے قرآنِ حکیم میں قسم کھائی ہے" لَعَمْرُكَ " کہ اے پیغمبر تیری عمرِ مقدس کی قسم ہے' ایک ایک پل کی قسم کھائی ہے۔ اللہ نے ایک ایک لفظ کی قسم کھائی ہے۔ اتنی guarantees کے ساتھ یہ پیغمبر آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب سوچوں کو موڑنا ہو تو غور و فکر کی ابتدا تنہائی سے ہوتی ہے۔ ایک دم چیزیں میچور نہیں ہوتیں۔ تنہائی ایک بڑا اچھا companion ہے۔ یہ بات یاد رکھئے گا تنہائی

بڑی اچھی دوست ہے اگر آپ نے سوچنا ہو تو۔ اسی لیے رسول ﷺ حرا میں جاتے تھے۔ حرا میں کوئی dramatic instances کے لیے نہیں جاتے تھے۔ He was alone, he was happy اب بھی ہمارے ہاں بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو مجلسوں کو پسند نہیں کرتے' جو تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ بلکہ میں جب کسی کو دیکھتا ہوں تو میں کہتا ہوں دنیا سے تم اتنے بھاگتے کیوں ہو؟ آج کے دور میں اکٹھے رہنے کو normalcy گنا جاتا ہے۔ You have to be normal, you have to be social. سقراط کے زمانے سے یا Aristotle کے زمانے سے We are considered to be a social animals. ہمارا مل جل کر رہنا شیئر کرنا غم و بلا و حزن کا شیئر کرنا ہمیں زندگی دیتا ہے۔ مگر سوائے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے رسول اللہ ﷺ کا کوئی ساتھی نہیں تھا۔ ایک ہی دوست تھے۔ انہی سے شیئر کرتے تھے اور تو کوئی ہے ہی نہیں تھا جس سے وہ اپنے خیالات شیئر کر سکتے۔ ہاں جب سیدہ خدیجہؓ آئیں She was a very wise lady. پھر انہوں نے ان سے شیئر کیے۔ یعنی Prophet (pbuh) کی زندگی یہ بتاتی ہے کہ ان کے truth کو شیئر کرنے والا کوئی ہونا چاہیے تھا۔ مگر اس truth پہ غور و فکر کی بڑی مدت لگتی ہے۔ If I today specialized in the concept of God I spent for 30 year on it. اس کے لیے تو مجھے بھی تنہائی چاہیے ہوتی ہے۔ اچھی صلاحیت اچھے ذہن کے لیے غور و فکر کرنا میرے رسول ﷺ کی سنت ہے آج کل جو مراقبے شروع ہیں یہ بالکل احمقانہ سے ہیں۔ سوچ اور تنہائی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔

س: سر! اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر مسلمان اپنی جہد و جہد میں سچے ہوں تو اللہ انہیں سرفراز فرمائے گا۔ آج اُمتِ مسلمہ کی جو حالت ہے اس سے یہ لگتا ہے کہ اللہ کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ کیا مسلسل زوال ہی ہمارا مقدر ہے؟

ج: جنابِ محترم! اگر آپ اسلامک ہسٹری پہ نظر مارو تو آپ کو ڈاکٹر آرم سٹرانگ کا وہ جملہ یاد آئے گا کہ ساڑھے تیرہ سو برس ہمیں مشرق سے کبھی اچھی خبر نہیں آئی۔ یعنی وہ عزت و برکت والا دور تھا' باوجود اس کے کہ بڑے بڑے فاسق و فاجر حکمران بھی رہے مگر ساڑھے تیرہ سو برس مسلمانوں نے دنیا پہ حکومت کی۔ اگر خدا نہ روکتا تو امیر عبدالرحمٰن الغافکی جب ٹولون پہ آ کے فرانس

کے بارڈر فتح کر کے آگے بڑھے تو ان کی موت نے مسلمانوں کے رستے روک دیے۔ آج بھی تمام ویسٹرن مورخ یہ لکھتے ہیں کہ اگر امیر عبدالرحمٰن اس وقت ایک sudden sickness سے فوت نہ ہو جاتے تو یورپ کے کلیساؤں میں اذانوں کی صدائیں سنائی دیتیں۔ اسی طرح اگر امیر البحر خیر الدین باربروسہ کو دیکھو کہ جس کے لوگ اٹلی کے باہر چھ مہینے محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔ ان کے پاس اتنے بندے نہیں تھے کہ نیچے اتر کے کنٹرول سنبھال لیتے۔ اگر خاندانِ اغالبہ کے اس فرد کو دیکھ لو قاضی اسد بن فرات جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ نپولین بوناپارٹ بھی اسی کی نسل سے تھا۔ انہوں نے 300 برس heart of the Europe پہ جا کے سسلی پہ حکومت کی ہے۔ اس وقت انگلینڈ کا یہ حال تھا کہ جلال الدین محمد اکبر کے دربار میں جب ملکہ الزبتھ کی سفارت آئی۔ جیسے عام طور پہ ایسے موقعوں پر اپنی ملکہ کی تعریفیں کرتے' تو اس کا ایلچی نے تعارف میں کہا کہ ملکۂ بحر و بر اور مالکِ زمین و آسمان۔ جلال الدین اکبر نے اپنے وزیر ابوالحسن فیضی سے پوچھا "ایں جزیرہ نما چہ اس است؟" یہ ہے کہاں؟ یعنی اس وقت آپ اتنے بڑے تھے کہ جب جلال الدین اکبر کے پاس ملکۂ برطانیہ کی سفارت آئی تو اس نے پوچھا "ایں جزیرہ نما چہ اس است؟" یہ ہے کہاں؟ یعنی اس وقت انگلینڈ کی existance اتنی قابلِ ذکر تھی۔ گر آپ غور سے تھوڑا اسا اور دیکھو تو سلطنتِ عثمانیہ کے پاس وہ چار letters پڑے ہیں جو 1588ء میں آرمیڈا کی فتح سے پہلے انگلینڈ کی ملکہ نے سلطان سلمان ذیشان کو لکھے ہیں کہ ہم جنگ پہ جا رہے ہیں' پیچھے ہمارا گھر چھوٹا ہے اور ہمارے دشمن بڑے ہیں۔ kindly assure us that you will protect us تو یہ سارے مسلمان تھے اور یہ چلتے رہے۔ لوگ نکلتے جاتے رہے۔ مگر ایک حادثہ ایسے پیش آیا کہ فتوحات نے ہم سے تعلیم چھین لی۔ I consider only illiteracy responsible for the Muslim downfall. پہلے ہمارے ساتھ ساتھ علم چل رہا تھا dignity چل رہی تھی مگر جب مسلمانوں کی فتوحات اتنی بڑھ گئیں They took it for granted. تو اس وقت یہ ہوا کہ مسلمانوں کی تعلیم سے قرآن سے نظر ہٹ گئی اور Quran was being explained by Greek traditions, by Roman traditions and by French traditions. جو ابھی میں آپ کی باتیں بتا رہا ہوں یہ قرآن سے ہیں۔ باہر سے تو نہیں لے رہا۔ مگر اگر آپ ان

باتوں پر یقین رکھتے ہو پیدائش کے وقت سے تو کون سا کا سالوجسٹ آپ سے آگے ہوتا Can you tell me? اگر میں اس کو اچھی طرح interpret کر لیتا کوئی بندہ تھا جو مجھ سے آگے ہوتا؟ ہماری تعلیم کا بحران جو یہ ہے lesser academic لوگوں نے برباد کر دیا۔ ان کم علم لوگوں نے جن کی اپنی تعلیم زیرِ ولیول کی تھی اور وہ دنیا کی سب سے بڑی کتاب کو interpret کر رہے تھے۔ یہ سب سے بڑا المیہ تھا کہ قرآن جاہلوں نے پڑھا، کم علموں نے پڑھا، قرآن پڑھے لکھے لوگوں نے نہیں پڑھا۔ اب آپ ذمہ دار ہو۔ آپ کا قصور ہے You don't want to touch the book, this is an old book. ماں باپ سے دادی اماں سے ملی ہوئی ہے، دادا جی سے ملی ہوئی ہے۔ You don't want to read it. There is no love for God. اب آپ خدا کے بارے میں دیکھو قرآن کہتا ہے کہ " فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا " {البقرۃ:200} وہ کہتا ہے خوف سے کرو؟ وحشت سے یاد کرو؟ قرآن تو آپ کو کہہ رہا ہے اللہ خود اپنی زبان سے کہہ رہا ہے مجھے ایسے یاد کرو جیسے اپنے ماں باپ کو کرتے ہوئے۔ جیسے محبتوں سے کرتے ہو۔ تم مجھ سے ڈرے جا رہے ہو۔ جو المتا ہے خوف کا سایہ آپ پہ ڈال دیتا ہے۔ guilt کا سایہ ڈال دیتا ہے۔ بھئی وہ اللہ ہے، بھئی اس کے لیے آپ کے گناہ و ثواب کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ ایک بات غور سے سن لو شرع کا مطلب ہے کم سے کم زادِ راہ جسے لے کر آپ منزل تک پہنچ سکو the least with which you can go through یہ تمام شریعتِ اسلامیہ صرف safe passage ہے تا کہ اس دنیا کے مکرو فریب، الجھاؤ، یہ نت نئے فیشن ایبل آئیڈیالوجی سے بچ کے آپ ایک سادہ کمٹمنٹ محبت اور خلوص کے ساتھ منزلِ مقصود تک پہنچ سکو۔ خدا کہتا ہے کہ بے شک تم نے سارے زمانے کے گناہ کیے ہوں۔ بے شک مگر جس نے اخلاص سے دل سے ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ دیا اس کو نارِ دوزخ چھو نہیں سکے گی۔ حدیثِ رسول ﷺ ہے کہ جس کی آنکھ سے اللہ کے لیے ایک آنسو نکلا اور وہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور اس کے رخسار تک آ کے خشک ہو جائے زیادہ نہیں، ایک آنسو مکھی کے سر کے برابر اور اس کے رخسار تک آ کے خشک ہو جائے اسے دوزخ کی آگ کبھی چھو بھی نہیں سکتی۔ اب اس اللہ کے بارے میں آپ کی سٹوری کیا ہے؟ جہنم، دوزخ آپ کی ہولناکیاں، یہ آگ بھڑکتی ہوئی، گناہوں کی سزائیں، مار پیٹ، الٹا لٹکانا! یہ

guiltجب تک ہم سے نہیں نکلے گا...... It is only because of ignorance and lack of knowledgeability about Almighty Allah and the Quran and the book and the Prophet (PBUH). جب تک یہ غلطیاں ہمارے مذہب کے بارے میں رفع نہیں ہوں گی ہم اس وقت تک امید پرور مسلمان نہیں ہو سکتے۔ .So let's change خدا کہتا ہے تم لوٹ جاؤ گے میں لوٹ جاؤں گا۔ تم پلٹ آؤ گے میں پلٹ آؤں گا۔ کتنی خوبصورت بات ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ تم میرے محبوب میں تمہارا محبوب۔ لیکن ہم at power ہیں۔ تم نازنخرے دکھاؤ گے' تم غیر سے شناسائی رکھو گے تو ہم تمہارے ساتھ نہیں آئیں گے۔ تمہیں عزیز ہے ناں وہ کلچر ....

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

بہت اچھی لگتی ہیں تمہیں وہ چیزیں؟ ان کی واہیات چیزیں کیوں قبول کرتے ہو؟ اپنی متاعِ حیات تو سلامت رکھو۔ اگر وہ جہنم کے مسافر ہیں تو ہم جنت کے مسافر ہیں۔ جنت میں McDonald کا برگر نہ سہی ناں اس سے بہتر مل جائے گا۔ آپ نے ضرور وہ ساری کی ساری چیزیں قبول کرنی ہیں جو western culture میں ہیں؟ Without being inferior and feeling inferior, we can share. علم ہماری میراث تھی۔ دو سو برس آکسفورڈ اور کیمبرج میں حجۃ الاسلام محمد بن احمد غزالی پڑھائے گئے ہیں۔ renaissance غزالی اور ابن رشد کی وجہ سے شروع ہوئی۔ تعلیم ترسیل ہے۔ کبھی ہم نے ان پہ احسان کیا۔ آج وہ اگر ہمیں inquiry کے محتذ سمجھا رہے ہیں تو کیا پرابلم ہے؟ میں کس چیز میں حقیر محسوس کروں؟ جیسی ہمارا احسان انہوں نے اٹھایا۔ کبھی وہ عالم تھا کہ مجھے ابھی تک یاد ہے 15th, 16th century میں یورپ میں سرٹیفکیٹ بکتے تھے۔ These were called certificates of redemption. پانچ پاؤنڈ کا چھوٹی جنت کا تھا، دس پاؤنڈ کا بڑی جنت کا تھا۔ اور اتنی جادوگری تھی کہ جب کوئی شخص پادری کے پاس جاتا تھا تو یہ علامۂ وقت کہتا تھا کہ شیطان اس کے سر میں گھس گیا ہے۔ اس کے سر میں کیل ٹھونکو۔ کیل ٹھونکنے سے تو واقعی مرض دور ہو جاتا تھا۔ بہت سارے لوگوں کا مرض ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور ہو جاتا تھا۔ اس قدر

جہالت تھی۔ اگر غور کرو تو عرب کا پندرہ سو برس پہلے کا دور جاہلیت کہلاتا ہے۔ آپ کو پتا ہے یورپ کا دور جاہلیت کون سا تھا؟ 15th, 16th century یہ یورپ کا دور جاہلیت تھا۔ but with the exchange of knowledge وہ دور جدید میں داخل ہوئے۔ یہ برکت ہے مسلمانوں کے شہروں Cordova کی، اشبیلیہ کی، المیلیہ کی اور مرسیا کی۔ سپین پر مسلمانوں کی آٹھ سو سال کی حکومت ہوئی۔ مسلمانوں کے کلچر سے مرعوب ہو کر یورپ نے ان سے آداب زندگی سیکھے۔ اس وقت کی اسلامی دنیا اور یورپ کا ایک چھوٹا سا comparison پیش کروں؟ جب قرطبہ میں ستر ہزار حمام تھے۔ ساری گلیاں پختہ تھیں اور ساری گلیوں میں راتوں کو چراغ جلتے تھے۔ اس وقت شان الیزے میں گھٹنے گھٹنے کیچڑ کھڑا ہوتا تھا۔ گندگی اور غلاظت ہوتی تھی۔ معروف ادیب جارج برنارڈ شا نے ایک ڈرامہ لکھا تھا۔ ویسے اس کی زیادہ صحیح سمجھ خواتین کو آئے گی۔ بڑے معزز خاندانوں کی جو خواتین تھی وہ ان علاقوں سے گزرتے ہوئے سکرٹ گھٹنوں کے برابر کر لیتی تھی۔ اتنی غلاظت تھی۔ اگر دو چار رونقیں اب اگر وہاں ہیں تو اس میں عجب کیا ہے۔ مجھے تو وہاں کی زندگی میں بڑی بے زاری نصیب ہوئی ہے۔ تین تین منزلہ مکان کھڑے ہیں اور ایک ایک واش روم ہے۔ اگر آپ اوپر والی چوتھی منزل پہ رہتے ہو تو جلدی سے واش روم جانے کے لیے آپ کو تین منزل نیچے کرنا ہوگا۔ We are much more blessed, my Allah has blessed us. ہمارے پاس زمین ہے۔ اللہ کا کرم ہے۔ احساس کمتری نکلے تو ہم مسلمان بنیں۔ بھائی ہم اللہ سے احساس کمتری محسوس کریں تو جائز ہے۔ ہم کن سے احساس کمتری محسوس کرتے ہیں؟ They are dirtiest people on God's earth. نہ ان کے صفائی کے انتظام ہیں۔ scientifically, literary آج بھی یہ کہا جاتا ہے کہ individually مسلمان سے زیادہ صاف رہنے والی کوئی قوم نہیں ہے۔ مگر ہمارا خارج دیکھ لو جو چیز ہمیں باہر کرنی ہے وہ مفقود ہے۔ سو کس سینس بالکل نہیں ہے۔ ہمارا تساہل ہے۔ آج آپ اللہ کو پلٹ جاؤ اس کے کہے سے آپ پر سل اور سو کس سرو سر انجام دو تو خدا کہتا ہے: "وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا" {آل عمران: 139} سستی نہ کرنا۔ میرے بڑے کام ایسے ہیں جس میں تم سست ہو جاتے ہو۔ نماز میں سست، صفائی میں سست۔ صفائی نصف ایمان ہے۔ اپنا گند کسی کے صحن میں نہ پھینکو۔ تجاہل عارفانہ سے بچو۔ تغافل سے بچو "وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ

الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ "{آل عمران: 139}اور یہ بھی نہیں خواہ مخواہ اداس ہو جاؤ۔ ہم یہ ہو گئے وہ ہو گئے۔ غم بھی نہ کرو۔ یہ غم تمہاری روح کو کھا جائے گا۔ غم کی جگہ اللہ پہ امید رکھو۔ طاقت سے رہو۔ اللہ پہ یقین رکھو۔ یہ یقین نہیں ہے جس کے بدلے اٹھو کر تم نے بربادیاں پھیلا دیں۔ خدا کے بندے ظالم کبھی نہیں ہوتے۔ قاتل کبھی نہیں ہوتے۔ کبھی بھی ایسے نہیں ہوتے۔ خدا کے بندے انتہائی خلیق مہربان مونس قلب وجاں ہوتے ہیں۔ ایسے نہیں ہوتے۔ اللہ کے بندوں میں اگر دیکھو میں آپ کو ایک بات کہوں حضرت اعمشؒ خوبرو نہ تھے، کالے بھی "رج" کے تھے مگر میں نے بیان سنا کہ جب لوگ ان کے پاس جاتے تھے تو ان کی نظر حضرت اعمشؒ کے چہرے سے کبھی نہیں ہٹتی تھی۔ جب وہ قرآن وحدیث پڑھانے لگتے تو اتنے خوب صورت لگتے تھے کہ لوگوں کی نظر ان کے چہرے سے نہیں ہٹتی تھی۔ کیونکہ آپ کا ظاہر جو کچھ بھی ہو آپ کے باطن کا نور آپ کے چہرے پہ جھلکتا ہے۔ بات سنو سارے قرآن پڑھتے ہیں۔ آپ بھی پڑھتے ہوں گے۔ بڑے بڑے علمائے دین پڑھتے ہیں۔ وہ شخص کہاں گیا؟ جس کے بارے میں اللہ نے کہا کہ جب جنات نے کہا کہ ہم آدھے دن میں تختِ سبا کو یروشلم پہنچا دیں گے۔ تو ایک شخص جس کے بارے میں اللہ نے کہا کہ "جسے میں نے قرآن کا علم دیا تھا" وہ شخص کہہ رہا ہے اے سلیمانؑ میں پلک جھپکنے میں پہنچا دوں گا۔ یہ کون سا شخص تھا جس کو fusion اور diffusion آتا تھا؟ اس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اب کیوں نہیں کتاب کے علم والے اٹھتے۔ اب بھی وہی پرانی پندرہ سو برس کی پرانی آیات کی تکمیل ہے۔ وہی ہم لکیر پہ لکیر پیٹے جا رہے ہیں۔ قرآن پرانا تو نہیں ہے۔ قرآن قیامت تک جانے والی کتاب تھی۔ ہر زمانے میں تازہ" الـقـرآن یـفـسّـرہٗ الزّمان"۔ ہر زمانے میں زمانہ اس کی اپنی تفسیر کرتا ہے۔ آپ قرآن کی اپنی تفسیر کیوں نہیں کرتے؟

س: سر آج کل مولوی پہ تنقید کرنا فیشن بن گیا ہے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ مولوی نہ بنیں؟

پروفیسر صاحب: آپ مولوی بن جاؤ مگر انسٹیٹیوٹ نہ ہو۔

س: سر آپ ہر وقت "مولوی" کو کیوں criticize کرتے ہیں؟ حالانکہ وہ اپنی جگہ پہ دین کی خدمت کر رہے ہیں؟

ج: میری بات سنیں میں نہ مولوی کے مخالف ہوں نہ حق میں ہوں۔ مگر ابھی کوئی دو چار

ہفتوں کی بات ہے کہ سعودی عرب کے ایک عالم ایک مولوی نے سرِعام کہا کہ یہ جو سائنسز کہتی ہیں کہ" زمین سورج کے گرد چکر لگاتی ہے" یہ غلط ہے۔ اس کے خلاف بڑی موومنٹس ہوئیں۔ سارے زمانے میں احتجاج ہوا۔ مگر اس کو دین کا representative اور مبلغ کس نے بنایا؟ مولوی ایسی ٹرم ہے جو ہم ایسے لوگوں پہ بولتے ہیں جیسے وہ جو بڑا مشہور تھا۔

مثنوی و معنوی و مولوی

ہست قرآں در زبان پہلوی

کتنی غلط سٹیٹ منٹ تھی کہ جلال الدین رومی کی مثنوی کو قرآن کے برابر قرار دیں۔ اگر دونوں کو پڑھ لو تو فرق پتا لگتا ہے پھر کہ کیا ہم ان کو برابر قرار دیں؟ ہم نے از خود ایک ایسا انسٹیٹیوشن ''مولوی'' کا تخلیق کر لیا ہے جو rigidity سے localized knowledge سے زیادہ محبت رکھتا ہے جو آگے بڑھنے سے انکاری ہے۔ اگر آج آپ سارے پڑھے لکھے مولوی ہو جائیں تو ہمیں کیا پرابلم ہے؟ کم از کم ان سے جو چیز ایشو ہو گی (ڈھنگ کی ہو گی) ہم نے تو اس چیز کو دیکھنا ہے۔ اس وقت مذہبی سکولوں میں سے جو چیزیں ایشو ہو رہی ہیں (کیا وہ آرگومنٹ کا مقابلہ کر سکتی ہیں)۔ ابھی میں پچھلے دنوں اس افسوس کا اظہار کر رہا تھا۔ میں یورپ جا رہا تھا، ساری جگہ I had to explain بعض لوگ جب مجھے سوال پوچھتے ہیں تو میں کس کے ریفرنس سے جواب دوں؟ مجھے تو اللہ کے ریفرنس سے جواب آتا ہے یا رسول اللہ ﷺ سے آتا ہے اصحاب رسول ﷺ سے آتا ہے، پیچھے تو کوئی نظر ہی نہیں آتا۔ تو میں پھر اس کلاس کو کیا سمجھوں؟ They didn't move with the time, and they misunderstood the will of God. مولوی لفظ نہیں ہے، وہ تو ایک انسٹیٹیوشن ہے جس کو ایک ایسی شخصیت کہ جو مذہب کو گھیر لیتی ہے اور اپنے آپ کو representative قرار دیتی ہے۔ but virtually they do not understand the will of God. آپ کے ہاں برصغیر میں پانچ فساد اُٹھے ہیں۔ Everything was created by the religious groups. مگر تخلیق پاکستان میں ان کا کتنا حصہ تھا؟ بتاؤ۔ ایک شاخ کا مذہب کی ایک شاخ جس کو آپ بریلوی کہتے ہو۔ And rest of the all religious people were not willing to accept the Pakistan. کیوں؟ اب انہیں لگا کہ یہ رسول ﷺ کی

حدیث تھی کہ میری اُمت کا اجماع کبھی غلطی نہیں کرتا اور لا الـــــہ الا الـــــلّٰـــــہ کے اوپر separation کی بنیاد تھی۔ پھر جو religion ساتھ آیا ان کو ہمیں reasonable کہنا پڑتا ہے کیونکہ They were real represntatives of religion. کیونکہ ان کو نہیں بھی پتہ تھا کہ پھر بھی انہوں نے قائداعظمؒ پہ rely کیا۔ اب قائد اعظمؒ کون تھا اس پہ کیسے rely کریں؟ ایک سیکولر پہ ہم کیسے rely کر سکتے ہیں؟ مگر جب ہم قائد اعظمؒ کی ایک بات سنتے ہیں' جب قائداعظمؒ سے پوچھا گیا کہ Why are you working so hard in the sickness? تو انہوں نے پتہ ہے کیا جواب دیا تھا۔ سادہ سا جواب دیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اپنے خدا کے حضور جاؤں تو مجھے اللہ صرف اتنا کہہ دے Well done Mr. Jinnah! یہ کمٹمنٹ ہے کہ نہیں؟ اس شخص کا دل یہ کہہ رہا ہے یہ کمٹمنٹ تھی جس کی وجہ سے اللہ نے قائداعظمؒ کو پاکستان لیڈ کرنے کے لیے چنا۔

تمت بالخیر

Contact:

Prof.Ahmad Rafique Akhtar's official Website

www.alamaat.com

webmaster@alamaat.com

0300-6259706 / 0320-5909999 / 0300-5412300

پوسٹ بکس نمبر 21 ، جی پی او جہلم

پیشِ نظر کتاب ہمارے واٹس ایپ گروپ کے سکالرز کی طلب پہ سافٹ میں تبدیل کی گئی ہے۔ مصنفِ کتاب کے لیے نیک خواہشات کے ساتھ سافٹ بنانے والوں کے حق میں دعائے خیر کی استدعا ہے۔

زیرِ نظر کتاب فیس بک گروپ "کتب خانہ" میں بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے۔
گروپ کا لنک ملاحظہ کیجیے :

https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share

میر ظہیر عباس روستمانی

03072128068
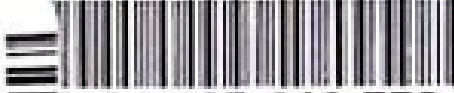
TORONTO PUBLIC LIBRARY
37131 195 040 779
Humber Summit
T2-BSC-229
پروفیسر احمد رفیق اختر کی کتابیں
• مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ۱: کشتِ زربار، پسِ حجاب، بست وکشاد، اٹھتے ہیں حجاب آخر
• مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ۲: حقیقتِ منتظر، یہ آسماں بھی رستہ ہے، جہاں سورج نہیں ڈھلتا، پیمانِ ازل
• مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ۳: اسلام اور عصرِ حاضر، احسن تقویم، علامت
• کشتِ زربار
• مقدمۃ القرآن
• جہاں سورج نہیں ڈھلتا
• یہ آسماں بھی رستہ ہے
• پیمانِ ازل
• اٹھتے ہیں حجاب آخر
• پسِ حجاب
• حقیقتِ منتظر
• بست وکشاد
• اسلام اور عصرِ حاضر
• احسن تقویم
• علامت
• چراغِ سرِراہ
• نقوشِ سدرۂ جمال
• ماورائے سراب
• سلطانِ نصیر
• استفسارات
• استفسارات ۲
• بنیادی انحراف
• سفرِ آخرِشب
• محضرِ تخلیق
• مطلعِ آثار
• سرِراہ گاہے
• پیشِ خدمتِ رسول ﷺ
• انفس و آفاق
• انکشاف
• تہذیبِ ناشناس
Rs. 600.00
www.sangemeel.com
ISBN-10 969-35-2919-7
ISBN-13 978-969-35-2919-7
Akhtar, Ahmad Rafiq.
Ik nigah-i ihtesab.